

زندہ پر لعنت کا جواز

تصنیف

علامہ عبدالرحمن ابن جوزی

المتوفی ۵۹۷ھ

ترجمہ

سید اشتیاق حسین گیلانی

(لندن)

صُفَّہ فاؤنڈیشن

الْكَرْدُ عَلَى الْمُتَعَصِّبِ الْعَبِيدِ

الْمَانِعِ مِنْ دَمِّ يَزِيدَ

یزید کی مذمت سے روکنے والے مخالف حق سرکش متعصب کا رد

﴿تالیف﴾

الامام العلامة جمال الدین ابی الفرج عبدالرحمن بن علی

بن محمد ابن الجوزی (المتوفی ۵۹۷ ہجری)

﴿تحقیق﴾

ڈاکٹر ہیشم عبدالسلام محمد

یزید اور اس کے وکیلوں کا پوسٹ مارٹم

(مسئلہ لعن یزید)

﴿مترجم﴾

سید اشتیاق حسین شاہ گیلانی

چیئر مین انٹرنیشنل سادات فاؤنڈیشن واٹھم سٹو۔ لندن

صفہ فاؤنڈیشن

الْكَرْدُ عَلَى الْمُتَعَصِّبِ الْعَنِيدِ

الْمَانِعِ مِنْ دَمِّ يَزِيدَ

یزید کی مذمت سے روکنے والے مخالف حق سرکش متعصب کا رد

﴿تألیف﴾

الامام العلامة جمال الدین ابی الفرج عبدالرحمن بن علی

بن محمد ابن الجوزی (المتوفی ۵۹۷ ہجری)

﴿تحقیق﴾

ڈاکٹر ہیثم عبدالسلام محمد

یزید اور اس کے وکیلوں کا پوسٹ مارٹم

(مسئلہ لعن یزید)

﴿مترجم﴾

سید اشتیاق حسین شاہ گیلانی

چیئر مین انٹرنیشنل سادات فاؤنڈیشن و انجمن سٹوڈنٹس لندن

صفہ فاؤنڈیشن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سُفَّاهُ
foundation

مجموعہ حقوق محفوظ ہیں

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا
إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
صَدَقَ اللَّهُ الْعَلِيمُ

نام کتاب	کرد علی السَّعْبِ الْعَيْنِ الْبَازِ مِنْ قَرِيبِ
اردو ترجمہ	یزید پر لعنت کا جواز
تالیف	علامہ ابن حجر عسقلانی (مؤرخ) (1394ھ)
ترجمہ	علامہ سید اشفاق حسین شاہ گیلانی (مکمل)
اردو ترجمہ	علامہ محمد سعید قاری
ناشر	صفحات کاؤٹیشن
تاریخ شاعت	مئی 2011ء
اہتمام	دہلی شہر کاؤٹیشن
طبع	حافظہ دار احمد کاؤٹیشن

* صفحہ کاؤٹیشن مدینہ مارکیٹ دہلی چوک صدر لاہور کیٹ فون 042-36664563
* مکینہ لاہور دار احمد مارکیٹ لاہور 0321-7226193 Cell: 042-37226193

U.K. Suffah Foundation, PO Box 1625, Huddersfield HD1 9QW (U.K.)
Markazi Jamia Masjid Ghausia, 73 Victoria Road, Huddersfield
www.suffahfoundation.com // info@suffahfoundation.com
Web: www.facebook.com/suffahfoundation

For Donation: Bank Name: HSBC Account Name: Suffah Foundation
Account # 74092694 Sort Code: 40-25-10
International Bank Account # GB36MIDL40251074092694
Branch Identifier Code MIDLGB2104U

فہرست مضامین

- ☆ تقریظ اجائیں شرف ملت ڈاکٹر ممتاز احمد سیدی الازہری 5
- ☆ تعارف از مترجم: سید اشتیاق حسین شاہ گیلانی 9
- ☆ کچھ مترجم کے بارے میں از قلم: سید اسد علی شاہ گیلانی 14
- ☆ قارئین کرام کی خدمت میں 18
- ☆ تقدیم 20
- ☆ ابن جوزی کے حالات 23
- ☆ عبدالمغیث حنبلی کون تھا؟ 26
- ☆ وجہ تالیف کتاب 29
- ☆ مسئلہ لعن یزید 30
- ☆ مسئلہ لعن یزید 35
- ☆ یزید کے بارے میں علماء کرام کے اقوال 44
- ☆ کتاب کی نسبت اور نام 51
- ☆ قلمی نسخوں کی کیفیت 53
- ☆ میرا انداز تحقیق 54
- ☆ متن کتاب کا آغاز 57
- ☆ فصل: یزید جیسا کام کرنے والا ملعون ہے 71
- ☆ فصل: یزید بن معاویہ کے کچھ حالات 75
- ☆ فصل: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو یزید کی بیعت کی دعوت دینا 77

- ☆..... فصل :- یزید کو حضرت معاویہ ؓ کی نصیحت 79
- ☆..... فصل :- یزید کا حکم کرنا کہ اس کے لئے زبردستی بیعت لی جائے 81
- ☆..... فصل :- حضرت امام حسین ؓ کا مکملہ انکسار کی طرف تشریف لے جانا 83
- ☆..... حضرت امام حسین ؓ اور آپ کے ساتھیوں کی شہادت 88
- ☆..... فصل :- حضرت امام حسین ؓ اور آپ کے ساتھیوں کے 97
- مرہائے مبارک یزید کے دربار میں
- ☆..... فصل :- خاندان نبوت کے قیدیوں کا یزید کی مجلس میں پیش کیا جانا 104
- ☆..... فصل :- اہل مدینہ نے یزید کی بیعت توڑ دی 111
- ☆..... فصل :- مسرف بن عقبہ کی ہلاکت 119
- ☆..... فصل :- عبدالملک بن عقیل کی شہادت کا رد 121
- ☆..... فصل :- یزید کے خوف سے بعض صحابہ کی بیعت 131
- ☆..... فصل :- ظالم حاکم کی اطاعت و فرمانبرداری کا مسئلہ 136
- ☆..... فصل :- حضرت امام عالی مقام ؓ پر خروج کی تہمت اور اس کی حقیقت 145
- ☆..... المصاوی 151
- ☆..... تعارف : صفہ فاؤنڈیشن 157

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

تقریظ

جانشین شرف ملت علامہ ڈاکٹر ممتاز احمد سیدی الازہری

الحمد لله الذي رفع مراتب الشهداء و وصفهم في كتابه بالاحياء،
والصلوة والسلام على امام الانبياء سيدنا و مولانا محمد صلى الله عليه وسلم و على
آله النجباء و اصحابه الكرماء۔

اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور بارگاہ حبیب کبریاء میں ہدیہ درود و سلام کے بعد۔ واقعہ
کربلاء صرف اسلامی تاریخ کا ہی نہیں بلکہ انسانی تاریخ کا انتہائی دردناک اور المناک
واقعہ ہے، مگر کربلا کے میدان میں جس ہمت، جواں مردی اور جرأت کے ساتھ خالو اودہ
رسول نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس شان سے جان کا نذرانہ پیش کیا کہ تاریخ میں اس کی
مثال ملنا ناممکن ہے، بچوں، جوانوں اور مستورات نے بے مثال صبر و استقامت کا عملی
مظاہرہ کر کے قیامت تک آنے والے حق پرستوں کو یہ پیغام دے دیا کہ:

مر کے مٹی میں ملیں گے وقت کے سارے یزید

حشر تک باقی رہے گا اختتام اہل بیت

واقعہ کربلا میں جہاں یزیدی کردار نے انسانیت کا سر جھکا دیا ہے وہاں سیدنا امام
حسین رضی اللہ عنہ نے قیامت تک آنے والے حق پرستوں کو حق کا پرچم بلند کرنے کا حوصلہ
دے دیا ہے۔ وہ روکوف و رحیم نبی جو قبر انور میں اپنے عام امتیوں کے اعمال صالحہ ملاحظہ فرما کر
اللہ کی حمد و ثناء بیان فرماتے ہیں، آپ نے اپنے نواسے کی استقامت اور شہادت کو ملاحظہ فرما کر
آپ نے جانے کن حسین کلمات کے ساتھ اپنے رب کی حمد و ثناء اور پاکی بیان کی ہوگی،

صلی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا عظیم خانوادہ ہی تاریخ انسانیت کے اس عظیم امتحان میں صبر و شکر کا پیکر بن کر سرخرو ہو سکتا ہے۔

واقعہ کربلا سے جہاں اہل بیت کی عظمت کے حیرت انگیز نقوش اجاگر ہوتے ہیں وہیں یزید اور اس کے ساتھیوں کا شرمناک کردار بھی سامنے آتا ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ اُس بد بخت نے کس شقاوت کے ساتھ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں کھیلنے اور آپ کے مبارک شانے پر سوار ہونے والے سیدنا حسینؑ اور آپ کے گھرانے کے بچوں کو شہید کروایا، سیدنا امام حسینؑ کا سر اقدس نیزے پر بلند کروایا، اور اس ظالم کی انسانیت جانے کہاں جا سوئی تھی کہ جب اس بد بخت کو امام عالی مقام کا کٹنا ہوا سر پیش کیا گیا تو اُس نے آپ کے اُس چہرے پر چھڑی سے خانوادہ اہل بیت کی مستورات کے سامنے ضربیں لگانے کی جسارت کی جسے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم محبت سے بوسہ دیا کرتے تھے۔

جانے بعض نا عاقبت اندیش لوگوں کا اِس یزید بد بخت سے کیا تعلق ہے کہ وہ اسے امیر المؤمنین کہتے ہوئے نہیں ٹھکتے، اس کی شقاوت کا ذہن دراپٹیتے دکھائی دیتے ہیں، اسے خیر القرون کا فرد ظاہر کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے نظر آتے ہیں، اسے قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے لشکر کا خوش نصیب سپاہی ظاہر کرنے کے لیے بے چین نظر آتے ہیں، یزید کے ان مجہدین کی کج فکری پر ان کی عقلیں بھی ماتم کرتی ہوں گی کہ یہ حراماں نصیب جنتی جوانوں کے سردار سے نہ صرف تعلق توڑ رہے ہیں بلکہ ان کی کردار کشی کی بھی ناپاک اور ناکام کوشش کر رہے ہیں، جبکہ دوسری طرف یزید جیسے بد بخت سے محبت کا رشتہ استوار کر رہے ہیں، ان کو رچشموں کو سیدنا حسینؑ کی شہادت میں پنہاں عظمت تو دکھائی نہیں دیتی مگر یزیدی فوج کے ہاتھوں شہر مدینہ کی تباہی و بربادی، حرم کعبہ کی بے حرمتی، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں سینکڑوں صحابہ اور تابعین کی شہادت اور ایسے دیگر سیاہ کارنامے بھی نظر نہیں آتے۔

ایسے ہی امور کے پیش نظر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اہل علم نے یزید پر لعنت کو جائز قرار دیا ہے، جبکہ بعض دیگر علماء نے سکوت کا راستہ اختیار فرمایا ہے۔ اور پیش نظر کتاب "الرد علی المتعصب العنید المانع من ذم یزید" کے مصنف ابو الفرج شیخ علامہ عبد الرحمن بن الجوزی نے عبد المغیث ضحلی نامی ایک شخص کی طرف سے یزید کی بے جا وکالت اور امام عالی مقام پر خروج کی تہمت کے نتیجے میں یزید پر لعنت کا جواز ثابت کیا ہے۔ اس کتاب کے مخطوطے کو ایک عرب سکالر ڈاکٹر یثیم عبدالسلام محمد نے ایڈٹ کیا جبکہ اس کا سلیس اور رواں اردو ترجمہ خانوادہ اہل بیت ہی کے ایک فرد جناب علامہ سید اشتیاق حسین شاہ گیلانی مدظلہ نے فرمایا ہے تاکہ یزید کی وکالت کرنے والے اور امام عالی مقام کے اجلے دامن پر کیچڑ اچھالنے کی کوششیں کرنے والوں کو عاقبت پہچانے کا موقع مل جائے، مصنف اور مترجم کا یہ جذبہ لائق تحسین ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ واقعہ کربلا اپنے دامن میں امت کے لیے جرات، شجاعت اور دین پر استقامت کے درس لیے ہوئے تھا مگر یار لوگوں نے اُسی واقعہ کو یوں وجہ نزاع بنایا کہ صدیوں سے اہل بیت سے نام نہاد محبت کے نام پر صحابہ کی بے ادبی اور بزم خود صحابہ سے تعلق کی بنیاد پر اہل بیت پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جبکہ صحابہ کرام اور اہل بیت کرام میں محبت اور احترام کا مثالی رشتہ استوار تھا صحابہ اور اہل بیت کے نام نہاد مجہدین کے یہ دونوں فریق افراط و تفریط کے راستے پر گامزن ہیں، ہمیں تو اس واقعہ کی روح کو سمجھنا اور اپنے قلوب و اذہان میں اتارنا تھا مگر براہِ سوطی سوچوں اور کوتاہ نظری کا جس نے کسی اور ہی رستے پر چلا دیا، یہاں اس بات کی طرف اشارہ بھی ضروری ہے کہ یزید پر لعنت کے حوالے سے اگرچہ بعض لوگوں نے جواز کا موقف اپنایا ہے مگر سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا یزید پر لعنت نہ کرنے سے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوتے

ہیں؟ کیا یزید پر لعنت کرنا اہل بیت کرام اور امام عالی مقام کی استقامت، عظمت اور شہادت کے بیان سے بہتر ہے؟ کیا یزید پر لعنت کرنے سے اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے؟ تلاوت قرآن، درود و سلام اور استغفار میں مشغول ہونا افضل ہے یا یزید پر لعنت کرنا؟ ہمیں ان امور پر غور کرنے کے بعد بہتر راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ بعض جذباتی لوگ یزید کو برا بھلا کہتے کہتے بعض غیر معتبر تاریخی روایات کے پیش نظر کاتب وحی، صحابی رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی دریدہ دھنی کا مظاہرہ شروع کر دیتے ہیں۔ الحمد للہ علماء و مشائخ اہل سنت نے ہمیں صحابہ اور اہل بیت سے محبت کا وہی راستہ دکھایا ہے جس پر خود یہ قدسی نفس حضرات گامزن تھے، اللہ رب العزت ہمیں شدید فتنوں کے دور میں دینی اور اخلاقی اقدار کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔ قیامت کے دن ہم رب کریم جل جلالہ اور رحمۃ اللعالمین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو ہمارے دلوں میں صحابہ کی محبت کا نور بھی موجزن ہو اور محبت اہل بیت کی خوشبو بھی موجود ہو۔

آمین بجاہ سید المرسلین

کتاب کے ناشر فاضل لوہاں علامہ محمد عمر حیات قادری اور ان کے رفقاء اس کتاب کی اشاعت پر مبارکباد اور تحسین کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ ان حضرات کی اس دینی خدمت کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی

کیم اپریل 2011ء

تعارف مترجم

۱۱ جنوری ۲۰۰۹ء عزیزم صاحبزادہ سید اسد علی شاہ صاحب گیلانی خطیب اعظم برٹل (جو کہ فقیر کے بھتیجے ہیں) کی دعوت پر بمقام مرکزی جامع مسجد برٹل 'شہید کربلا' کانفرنس میں حاضری ہوئی۔ بعدہ نچی محفل میں دیگر علماء کرام کے علاوہ محترم المقام جناب قاری عبدالحمید صاحب سے ملاقات ہوئی۔ قاری صاحب مسلک کا درد رکھنے والے اور مسلک کے تحفظ و اشاعت کے لئے ہمہ جہت محنت اور جہد مسلسل کا جذبہ رکھنے والے عالم دین ہیں۔ انہوں نے دوران گفتگو فرمایا: کہ آج کل ناصیبت و خار جیت کے علمبردار اور یزید لعین کے وکیل بڑے زور و شور سے یزید لعین کی حمایت اور ناصیبت و خار جیت کی تبلیغ میں مصروف عمل ہیں اور بڑی ہوشیاری و عیاری اور سرعت و تیزی کے ساتھ ناصیبت و خار جیت کے جراثیم پھیلا رہے ہیں۔

لہذا ہم اہل سنت کی طرف سے ان کا رد و تردید نہایت لازم و ضروری ہے تاکہ عوام الناس (لوگوں) کے ایمان محفوظ رہ سکیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں محدث ابن جوزی کی اس کتاب کا ذکر چلا جس میں یزید کے لعنتی ہونے اور اس پر لعنت کرنے کا ثبوت پیش کیا گیا ہے۔ (کتاب عربی میں اور نایاب تھی مگر حال ہی میں چھپ گئی ہے) اس لئے قاری صاحب نے فرمایا کہ اس کا اردو میں ترجمہ کریں۔ اگرچہ مجھے اپنی کم علمی اور بے مائیگی کا پورا پورا احساس ہے تاہم قاری صاحب نے جس درود و دل اور خلوص کے ساتھ ارشاد فرمایا اس کے سامنے مجال انکار نہیں تھا۔ لہذا اگر یوں کے کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ کتاب آپ مہیا فرمادیں ترجمہ میں کردوں گا، ان شاء اللہ العزیز۔

حسب وعدہ قاری صاحب نے کتاب مہیا فرمادی اور فقیر نے اللہ، رسول کی شان

کریمی اور شیخ تن پاک کی نگاہ بندہ نوازی پر بھروسہ کرتے ہوئے ترجمہ کا آغاز کر دیا۔ کریوں نے کرم فرمایا اور مختصر مدت میں ترجمہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔

"اس سعادت بزرگ بازو نیست"

اس سلسلے میں چند ایک گزارشات پیش کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

(۱) لفظی ترجمہ کرنے کی بجائے با محاورہ اور سلیس ترجمہ پیش کرنے نیز اسے آسان سے آسان بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مجھے اس میں کتنی کامیابی حاصل ہوئی اس کا فیصلہ تو قارئین کرام ہی کریں گے۔ تاہم علماء کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر کہیں خامی و کوتاہی اور غلطی و خطا نظر آئے تو چشم پوشی سے کام لیتے ہوئے مطلع فرما کر اصلاح کا موقع مہیا فرمائیں۔

(۲) کتاب کے مصنف محدث ابن جوزی، سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے۔ وہ ۵۱۰ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے اور ۵۹۷ھ میں فوت ہوئے۔ ابتداء میں سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مخالف تھے اور آپ کے ارشادات و مواظظ پر وقتاً فوقتاً اعتراض کرتے رہتے تھے۔ ایک دن حافظ ابو العباس احمد اصرار کر کے انہیں اپنے ہمراہ سیدنا غوث رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں لے گئے۔ اس وقت آپ قرآن حکیم کا درس دے رہے تھے۔ گرداگرد طلباء و تلامذہ کا ہجوم تھا۔ شیخ ابو العباس احمد اور ابن جوزی حلقہ درس سے پرے ہٹ کر ایک گوشہ میں بیٹھ گئے۔ اتنے میں قاری صاحب نے ایک آیت پڑھی۔ سیدنا غوث رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ بتایا اور پھر اس کے تفسیری نکات بیان کرنا شروع کر دیئے۔ پہلے نکتہ پر حافظ ابو العباس احمد نے علامہ ابن جوزی سے پوچھا کیا تمہیں اس کا علم ہے؟ انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

پھر دوسرے نکتہ پر یہی سوال کیا اور ابن جوزی نے اثبات میں جواب دیا۔ حتیٰ کہ گیارہ تفسیری نکات پر علامہ ابن جوزی ہاں میں جواب دیتے رہے۔ اس کے بعد سیدنا غوث

اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بارہا اس نکتہ بیان فرمایا تو ابن جوزی کو اپنا علم جواب دیتا نظر آیا اور انہوں نے کہا کہ یہ نکتہ مجھے معلوم نہیں۔ ادھر سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان اس طرح جاری تھا کہ علم کا ایک سمندر ہے جو امنڈتا ہی چلا آتا ہے اور کہیں رکنے کا نام نہیں لیتا۔ آپ نے یکے بعد دیگرے اس آیت کے چالیس تفسیری نکات درموز بیان فرمائے۔ بارہویں سے چالیسویں نکتہ تک علامہ ابن جوزی اپنے علم کی بے بسی کا اعتراف کرتے رہے اور حیرت و استعجاب کے عالم میں سر دھنتے رہے اور جب حضرت سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "ہم حال سے قال کی طرف لوٹتے ہیں" تو ابن جوزی نے بے اختیار ہو کر بے خودی میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور آپ کے قریب پہنچ کر آپ کے بحر علمی اور عظمتوں کا اعتراف کر لیا۔

خلاصہ یہ کہ ابن جوزی شروع شروع میں حضور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مخالف تھے مگر بعد میں تائب ہو گئے اور بقول بعض آپ کے وصال کے بعد دوبارہ پھر گئے اور آپ کی اولاد امجاد کی مخالفت پر کمر بستہ ہوئے۔ مذہبی تعصب میں انتہا کو پہنچے ہوئے اور احادیث کو موضوع اور ضعیف قرار دینے میں انتہائی تشدد تھے۔

تاجدار گولڑہ شریف سیدنا پیر مرہ علی شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ابن جوزی کی عادت ہے کہ بوجہ تعصب مذہبی حنا بلہ کے سوا کسی اور کو ہدف تنقید بنائے بغیر نہیں چھوڑتا۔ (تصفیہ ما بین سنی و شیعہ ص ۶۸۱)

نیز فرماتے ہیں: ابن جوزی اور ابن تیمیہ کو مقبولان خدا کی تحقیر نے اس خطہ تک پہنچایا ہے۔ (تصفیہ ما بین سنی و شیعہ ص ۷۲۲)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر علامہ ابن جوزی کی کتاب کا اردو ترجمہ کیوں پیش کیا جا رہا ہے؟ تو عرض خدمت ہے کہ اس کی کئی ایک وجوہات ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

اولاً: اس لئے کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ محدث ابن جوزی، مخالفین و معاندین

اور ناصیبت، خارجیت کے علم برداروں کے نزدیک ایک معتد علیہ اور معتبر شخصیت ہے۔ بایں وجہ علامہ ابن جوزی کی کتاب کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے تاکہ مخالفین پر حجت قائم ہو جائے۔ اور یہ امر واضح ہو جائے کہ یزید لعین اس قدر اور اتنا بڑا لعنتی تھا کہ ابن جوزی جیسے تشدد و حدت نے بھی اس پر لعنت کو جائز قرار دیا ہے۔ نہ صرف جائز قرار دیا ہے بلکہ اس کے لعنتی ہونے کو دلائل سے ثابت کیا ہے۔

ثانی: آجکل ناصیبت و خارجیت کے علمبرداروں اور ابن تیمیہ کے پیروکاروں نے مسموم و مسموم پر دپیگنڈہ کے ذریعے لوگوں میں یہ تاثر پھیلا دیا ہے کہ شہادت امام حسینؑ اور واقعات کربلا کو عجیبوں بالخصوص برصغیر (ہند پاک) کے لوگوں نے ایک عجیب رنگ دے دیا ہے حالانکہ دنیا کے عرب اور سلف میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ ان شاء اللہ العزیز محدث ابن جوزی کی اس کتاب اور اس کا اردو ترجمہ پیش کرنے سے اس مکروہ اور گھناؤنے پروپیگنڈے کا قلع قمع ہو جائے گا۔ اس لئے کہ محدث ابن جوزی التوفی 597ھ، ابن تیمیہ التوفی 728ھ، ابن کثیر التوفی 774ھ اور ابن قیم التوفی 750ھ سے بھی پہلے کا آدمی ہے۔ بغداد کا رہنے والا اور عربی زبان بولنے والا ہے۔ نیز محدث ابن جوزی نے پیش نظر کتاب عربی زبان میں ہی لکھی ہے۔ چنانچہ چھٹی صدی ہجری میں لکھی جانے والی اس کتاب میں واقعات کرب و بلا کا تذکرہ اسی طرح اور اسی انداز سے ملتا ہے جیسا کہ آجکل ہم اہل سنت بیان کرتے ہیں اور ہمارے ہاں ان کا تذکرہ ہوتا ہے۔

(۳) کتاب کی تحقیق کرنے والے محقق ڈاکٹر یثیم عبدالسلام نے بعض مقامات پر تحقیق و ریسرچ کی آڑ میں ابن جوزی کے موقف کو کمزور ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے بالخصوص یزید کی تکفیر و عدم تکفیر اور جواز و عدم جواز لعنت پر بحث کرتے ہوئے قدرے کمزور موقف پیش کیا ہے جبکہ محدث ابن جوزی نے لعن یزید کو ٹھوس اور مضبوط دلائل سے

ثابت کیا ہے۔

(۴) محقق ڈاکٹر یثیم عبدالسلام نے عبدالغیث ضبلی کو متقی و پارسا بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ جبکہ محدث ابن جوزی نے اسی عبدالغیث ضبلی کے رد میں یہ کتاب لکھی ہے کیونکہ عبدالغیث ضبلی نے یزید لعین کی حمایت و وکالت کر کے اپنی ناصیبت و خارجیت کا بین ثبوت فراہم کیا ہے۔

(۵) آخر میں انتہائی شکر گزار اور ممنون ہوں جناب صاحبزادہ سید اسد علی شاہ گیلانی (حال خطیب اعظم تاریخی مسجد شاہجہان و ونگ) کا جنہوں نے اشاعت کے معاملات کو اپنے ہاتھ میں لے کر صفہ فاؤنڈیشن سے رابطہ قائم کیا اور ادارہ (صفہ فاؤنڈیشن) نے اس کی معیاری کتابت و طباعت کا اہتمام فرمایا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ادارہ اور جملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ رب ذو الجلال اہل بیت اطہار کے صدقے میری یہ حقیر سی کاوش و کوشش اپنی بارگاہ قدس میں قبول فرمائے۔ اسے میرے گناہوں کا کفارہ اور توشہ آخرت بنائے اور اہل بیت اطہار کے قدموں میں حشر نصیب فرمائے۔

آمِنُ لَمْ آمِنِ بِحُرْمَةِ طَهْ وَ بَسْ وَ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ
أَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

سید اشتیاق حسین شاہ گیلانی

کچھ مترجم کے بارے میں

از قلم: سید اسد علی شاہ گیلانی

نام: سید اشتیاق حسین شاہ گیلانی

ولادت اور خاندان: اپریل 1960ء کھروڑہ سیدان تحصیل ضلع سیالکوٹ

سادات کرام کے ایک عظیم علمی و روحانی خاندان میں پیدا ہوئے۔ بالخصوص ننھیال میں آپ کے جد اعلیٰ حضرت قبلہ پیر سید فتح علی شاہ قادری رضوی علیہ الرحمہ مایہ ناز عالم دین اور عظیم روحانی و مذہبی پیشوا تھے۔ بریلوی علماء میں ممتاز مقام حاصل تھا۔ اپنے جدی قادری سلسلہ کی سجادہ نشینی کے ساتھ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے بھی سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں خلافت و اجازت حاصل تھی۔

حضرت قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے حالات زندگی درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

(۱) تذکرہ اکابر اہل سنت، مرتبہ شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ تعالیٰ

(۲) تذکرہ خلفاء اعلیٰ حضرت، مرتبین مولانا صادق قصوری پروفیسر مجید اللہ قادری

حصول تعلیم: چنانچہ قبلہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی خصوصی توجہات کے زیر

ہدایت تربیت کا آغاز ہوا۔

سکول کی تعلیم کے دوران پرائمری، مڈل اور میٹرک کے امتحانات میں نمایاں کامیابی اور اعلیٰ پوزیشن اور وظائف حاصل کرتے رہے۔ بایں وجہ کچھ بڑوں کی خواہش تھی کہ مزید اعلیٰ دنیاوی تعلیم حاصل کریں اور ڈاکٹر وغیرہ بنیں۔ تاہم حضرت قبلہ پیر سید فتح علی شاہ

صاحب قادری رضوی علیہ الرحمہ کی روحانی توجہ سے طبیعت دینی تعلیم کے حصول کی طرف مائل ہوئی۔ چنانچہ 1976ء میں جامعہ حنفیہ دو دروازہ سیالکوٹ میں داخلہ لے کر دینی تعلیم کا باقاعدہ آغاز کیا اور صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔

بعدہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ سیالکوٹ کینٹ سے ادیب عربی، عالم عربی کیا۔ لاہور بورڈ میں ادیب عربی کا امتحان دیا اور پورے لاہور بورڈ میں اول پوزیشن حاصل کی۔ کچھ عرصہ دارالعلوم قادریہ جیلانیہ شیخ بھاء راولپنڈی میں رہ کر اکتساب علم کیا۔ بالآخر جامعہ حنفیہ دو دروازہ سیالکوٹ سے تکمیل کی اور حضرت شیخ الحدیث و التفسیر حافظ محمد عالم محدث سیالکوٹی علیہ الرحمہ کے حلقہ درس حدیث (دورہ حدیث) میں شمولیت اختیار کی اور محدث سیالکوٹی علیہ الرحمہ سے سند حدیث حاصل کی۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد سے تدریس المعلمین کا کورس بھی نمایاں پوزیشن سے مکمل کیا۔

اساتذہ کرام: جن مایہ ناز اساتذہ کرام سے اکتساب فیض کیا ان میں درج

ذیل نابغہ روزگار شخصیات شامل ہیں۔

حضرت علامہ پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب چشتی نظامی علیہ الرحمہ کھروڑہ سیدان

سیالکوٹ

مفتی محمد سلیمان صاحب رضوی

مفتی غلام رسول جماعتی علیہ الرحمہ

حضرت مفکر اسلام جناب عبدالقادر شاہ صاحب جیلانی

شیخ الحدیث و التفسیر حافظ محمد عالم صاحب محدث سیالکوٹی علیہ الرحمہ

مشائخ عظام: درج ذیل مشائخ عظام (اولیاء کرام) نے اپنے روحانی فیض

سے فیضیاب فرمایا:

حضرت قبلہ پیر سید فتح علی شاہ صاحب قادری رضوی علیہ الرحمہ کھروند سید اس

سیالکوٹ

۷۷ جی حضرت قبلہ پیر سید محمد حسن شاہ صاحب قادری رضوی کھروند سید اس

سیالکوٹ

حضرت مور نا محمد شفیق صاحب حیدری بریلوی علیہ الرحمہ (خلیفہ مجاز حضرت پیر سید

فضل شاہ صاحب جلاپوری آستانہ یہ جلاپور شریف امیر حزب اللہ) نے بھی خلافت مطلقہ
(برچہ رسد) عنایت فرمائی۔

2004ء میں حضور پر نور سرکار دوام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر گاہ سے کس پناہ

میں حاضری کے موقع پر حضرت قبلہ پیر سید محمد قاسم شاہ صاحب گیدانی مدنی علیہ رحمہ نے
مدینہ طیبہ میں سلسلہ یہ قادریہ کے مجدد سہاق کی جارت سے نوز۔

2006, 2007ء میں سرکار کوٹھن آقائے دو جہاں کے گنبد خضریٰ پر حاضری کے

موقع پر حضرت قبلہ پیر سید ابراہیم بن سید عبد اللہ خلیفہ احنسی (الحساء و ۱۸۱۱) نے مدینہ طیبہ
میں قراءت و تفسیر، فقہ و حدیث اور تصوف و سلوک کے سلسلہ بالخصوص سلسلہ عالیہ قادریہ کی
اجازت و خلافت عنایت فرمائی۔

مدھی حدھاب : زمانہ سب سے 1977ء کی تحریک نظام مصطفیٰ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سیالکوٹ میں حضرت محدث سیالکوٹی و مفتی مختار محمد عیسیٰ کی زیر قیادت
بھرپور حصہ لیا اور اس سلسلے میں قید و بند کی صعوبتیں بھی جھیلیں۔

پاکستان میں متعدد مقامات پر خطابت کے جوہر دکھائے۔ بالخصوص موضع مارہ ضلع

راوی پٹنہ میں خطابت اور مارہ ہائی سکول میں عربی نیچر کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیے۔

انگریز آمد : نومبر میں حضرت مفکر اسلام کی وساطت سے چھپنے لگے۔ تیس

سرس تک ہندو جامع مسجد میں خطابت کے فرائض انجام دیے۔ بعدہ مسلسل کئی سرس تک
جامع مسجد غوثیہ لی برج روڈ و تھم شونڈن میں خطابت کے جوہر دکھائے اور پٹی خطابت کا
لوہا منویا۔ نیز دارالعلوم قادریہ حیدر نپہ و تھم شونڈن میں تقریباً عرصہ دس سرس تک تدریس
و خطابت کی خدمات پر ما مور رہے۔

نصایف : اسی دوران تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ آج کل بھی سی

سلسلہ تصنیف و تالیف سے منسلک ہیں۔

درج ذیل تالیفات سے کچھ زیر طبع سے راستہ ہو چکی ہیں اور کچھ بھی زیر طبع ہیں

سیفِ قادری سیاح ہاں پہننے کا شرعی حکم

نماز، جو تے تار کا پڑھیں مقتدا، ت گیلانیہ

سردم میں و مدین کا مقدم گت رخ رسول کی سرا

سورہ فاتحہ کی تجبیات سورہ بقرہ کے مضامین

لعن یرید

سید اسد علی شاہ گیلانی

پرل 2011ء

قرعین کرام کی خدمت میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
 ارشاد فرمایا: "میری امت کی ہلاکت قریش کے چند کھنڈے رے ترکوں کے ہاتھوں سے ہوگی۔"
 (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث سن کر) مروان کہنے لگا ان ترکوں پر اللہ تعالیٰ
 کی لعنت ہو۔ "تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے اگر میں چاہوں تو بتا دوں کہ وہ فدا بن
 فداں اور فدا بن فلاں ہیں۔" یعنی اگر میں ان کے نام بتانا چاہوں تو بتا سکتا ہوں۔

حدیث کے راوی عمرو بن لُحی بن سعید بن عمرو کہتے ہیں میں اپنے دادا سعید بن عمرو
 کے ساتھ بنی مروان کی طرف جا رہا تھا جبکہ وہ شام کے بادشاہ تھے۔ جب میرے دادا نے
 انہیں دیکھا کہ وہ نوجوان لڑکے ہیں تو وہ ہم سے کہنے لگے لگتا ہے یہ بھی نبی میں سے
 ہیں (جن کے متفق حدیث بالمدکور ہوئی) ہم نے کہا آپ بہتر جانتے ہیں۔

صحیح بخاری (اور مندرجہ بالا الفاظ صحیح بخاری کے ہیں) (۱)

عدم یعنی نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا:

"ان کھنڈے رے ترکوں میں سے پہلے یزید ہے، اس پر وہی پڑے جس کا وہ مستحق
 ہے۔ کیونکہ وہ اکثر احوال میں بزرگوں کو بڑے بڑے شہروں کی حکومت و امارت سے ہٹا دیا
 کرنا تھا اور ان کی جگہ اپنے عزیز و اقارب میں سے نوجوانوں کو امیر مقرر کر دیا کرتا تھا۔" (۲)

عبد صالح بن جعفر عسقلانی اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"ان ترکوں میں سے پہلے یزید تھا، جیسا کہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول
 "رأس المستين" (ساتھ ہجری کی بناء) اور "مادة الصبيان" (لڑکوں کی حکومت) (۱)
 اس پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یزید، کثیر حالات میں بزرگوں کو بڑے بڑے شہروں کی حکومت
 سے الگ کر کے ان کی جگہ اپنے عزیز و اقارب میں سے نوجوانوں کو حکومتی عہدوں پر مقرر
 کرتا تھا۔" (۲)

(۱) کتاب الفتن، باب قول انبی ہلاک امتی عی بد عیلمۃ من سبعاء ۶۰۰۹

صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشراط الساعة

۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کرتے تھے۔

۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰ ۱۰۰۰

تقدیم از: محقق کتاب

سب تحریفیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پانہا رہے اور دور قیامت تک درود و سلام نازل ہوں ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی آن پر جو دین و دنیا کے سرائیں ہیں اور آپ کے صحابہ پر جو روشن چہروں اور نور و برکت لائے واسے ہیں۔

امّا بعد! بعد از حمد و صلوة و سلام

یہ کتاب ابن جوزی کی تحریرات میں سے ایسی تحریر ہے جس سے ان کے ذہن رسا کی بلندی اور زبان کی فصاحت جھٹک رہی ہے۔ نبیوں نے اسے حق کے ثبوت و وضوح و معاندین و مخالفین کے اوہام و شبہات کو باطل و زائل کرنے کے لئے تحریر کیا۔ اس کتاب میں ابن جوزی نے خوشگوار کلام اور مضبوط دلائل کے ساتھ عبدالمغیث حنبلی کا رد کیا ہے جس نے یزید کی حمایت و نصرت کا بیڑا اٹھ رکھا تھا۔ تفصیل سبب تالیف کتاب میں آ رہی ہے۔

کتاب کی اہمیت اور رتبہ بہت بلند ہے اور یہ کتاب دو اعتبار سے منفرد اور امتیازی حیثیت کی حامل ہے۔

(۱) جرأت و شجاعت؛

یزید کے پادشہ میں بات کرنا حساس امور میں سے شمار کیا جاتا ہے اور جو اس کے خلاف بات کرتا ہے (خاصیت و خراجیت زد) لوگوں کی طرف سے عراض و مدفعت اور نفرت و بغی غلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، سے دشمنی کی نظر سے دیکھ جاتا ہے ورنہ عوام کی نظروں میں مہتمم و مشکوک ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مجھے بھی اس کتاب کی تحقیق و ریسرچ کے دوران اس میں سے دافر حصہ ملے۔ ان دشواریوں کے باوجود محدث ابن جوزی نے پوری

صراحت و وضاحت اور جرأت و شجاعت کے ساتھ اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔

ہمارے دور کے علماء (علماء عصر) کے شایان شان بھی یہی ہے کہ وہ اس قسم کے موضوعات میں بحث و مناقشہ کرتے ہوئے اسی قسم کی جرأت کا مظاہرہ کریں اور اس کا منشاء و مقصود، حقیقت کا حصول اور اس تک پہنچنا ہو۔

(۲) حسن مضمون اور اس کی لطافت

قرین کرم سے یہ امر مخفی نہیں ہوگا کہ کتب تاریخ میں متعدد روایات باہم تضاد و تعارض و رہنی برکذب بھی موجود ہیں۔ بالخصوص شہادت امام حسین علیہ السلام کے سلسلے میں، تاہم محدث ابن جوزی نے ان حدیث میں سے مشہور روایات پر اعتماد کرتے ہوئے پوری نزہت و حفاظت و رمانت و دیانت کے ساتھ نہیں اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔ نیز محدثین کے اوصوں کے مطابق رجال پر نقد و جرح (راویوں پر بحث) کا سلوب بھی اختیار کیا ہے۔ اور مجھ پر یہ ظاہر ہوا ہے کہ یہی وہ حد و طریقہ ہے جو ردی اور عمدہ کلام پر مشتمل کتب تاریخ کے احوال کو جاننے، چھاننے اور پرکھنے کے لئے مفید و سودمند ہے۔ جبکہ محدثین وغیرہ کی طرف سے اکثر کتب تاریخ و سیر میں اس طریقہ سے غفلت کا مظاہرہ ہو رہا ہے کیونکہ انہوں نے مرویات (روایات) میں نقد و جرح کا اسلوب اختیار نہیں کیا۔

جس چیز نے مجھے اس مخطوطہ (قلمی نسخہ) کے پڑھنے کی طرف متوجہ کیا وہ ہے وضوح و ظہار حق، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آل کی حمایت و نصرت اور عوام ان کے اور علماء کے درمیان مشہور و رواج پا جانے والی غلطی و غلط فہمی کا ازالہ۔ لہذا ظہار حقیقت کے لئے گھبرہٹ و بوجھ محسوس کئے بغیر میں اپنے اس کام میں مشغول ہوا۔ تاہم تحقیق و ریسرچ کی اس دشوار گزار راہ میں بہت محنت و مشقت بروشت کرنا پڑی جس کے متعدد اسباب ہیں (جو

درج ایل ہیں) جبکہ اس راہ میں کوشش کرنے والوں کی محنت و کوشش نے مجھے بھی اس محنت و مشقت کو بروہت کرنے کا حوصلہ دیا۔

(۱) ان دونوں مخطوطوں (قلمی نسخوں) کا خراب حالت میں ہونا جن پر میں مصحح، آگاہ ہوا اور ان کی تحقیق و ریسرچ کے لئے کمر بستہ ہوا۔

(۲) مقتل امام حسینؑ ورس کی کیفیت جس کی طرف مخطوطہ نے مائل و متوجہ کیا، وہ خون کے تسور دے گا اور آنکھوں سے آنسوؤں کا سیدب جاری ہو گیا۔ نیز اہل مدینہ و رائل مکہ کے ساتھ قتل کی نسبت سے جو یزید کے ہاتھ (حکم) سے جاری ہوا برائی پر یقین و گمان کی بنیاد نہیں رکھتی چاہیے۔ ہذا ہم وہی کہتے ہیں جو حافظ ابن کثیر نے کہا ہے کہ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ شہادت حضرت امام حسینؑ پر حزن و غم کا مظاہرہ کرے۔ کیونکہ آپ مسلمانوں کے سردار ہیں۔ صحابہ میں سے ہیں و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی سب سے افضل بیٹی کے بیٹے ہیں۔ نیز آپ ایک عظیم و بد مذہب، شجاع و بہادر و کریم و خجی تھے۔ (اسد پشاور، ج ۱ ص ۲۰۳)

(۳) وہ ملامت و عتاب کہ اپنے ساتھیوں اور دوستوں کی طرف سے مجھے جس کا سامنا کرنا پڑا وہ تو اس طرح کے موضوع کے بارے میں غور و فکر کرنا بھی چاہیے سمجھتے چاہیے کہ اس بارے میں نکتہ چاہئے یا ریسرچ کی چاہئے۔

آخر میں میرے لئے اس کے سوچا رہے نہیں کہ میں نصرت و امداد ہاتھ بڑھانے والوں کا شکر یہ ادا کروں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کروں کہ وہ منافقین کی آنکھوں سے پردے ہٹا دے اور میری س کوشش و محنت کو میرے اعمال صالحہ میں شامل فرما دے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم و ان کی س کے ساتھ مجھے حشر نصیب فرمائے۔

مصنف کتاب محدث ابن جوزی کے حالات

نام و نسب جمال الدین عبدالرحمن بن علی بن محمد القرطبی النخعی الکرمی البغدادی الکسبی۔ نام عبدالرحمن، کنیت ابوالفرج اور ابن جوزی کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔ اس مشہور زمانہ نقیب (ابن جوزی) کا سبب جوزی کی طرف نسبت ہے جو کہ جوز، بغداد کے محلات میں سے ایک محلہ کا نام ہے، بصرہ کے میدانوں میں سے ایک میدان کا نام یا بصرہ کے ایک محلہ کا نام ہے۔

ولادت 508 ہجری یا 510 ہجری میں پیدا ہوئے۔ پتی عمر کی مشکل تین منزلیں طے کر پائے تھے کہ شفقت پوری سے محروم ہو گئے۔ بچپن ہی سے دین کی طرف رغبت تھی۔ کسی کے ساتھ میل جول رکھتے نہ بچوں کے ساتھ کھیتے۔ جلدن کے لوگ تانبے کی تجارت کا کام کرتے تھے۔

تعلیم حدیث و فقہ حاشعور میں داخل ہوئے تو ان کی چھوٹی بھی (جو نہ کے انتقال کے بعد کھست کی امداد تھیں) ان کو شیخ ابوالفضل محمد بن ناصر حافظ کی مسجد میں چھوڑ آئیں۔ شیخ کے علاوہ حدیث کی قرأت و سماعت و فقہ کی تعلیم متعدد شیوخ سے حاصل کی جن میں ابراہیم بن دینار النہروانی، قاضی ابویعلیٰ بن قراء السفیر، بن لزاغوانی وغیرہ شامل ہیں۔ لغت و ادب کی تعلیم ابونصور ابوجاہلی سے حاصل کی۔

تلامذہ ایک خلق کثیر نے ان سے روایت کی جن میں ان کے بیٹے صاحب محی

لدین، نواسے ابو المعظم ابو عطف (سبط بن جری) شیخ موفق الدین، حافظ عبدالمعنی، ابن ابدش اور بن النقطعی شامل ہیں۔

وعظ: ابن جوزی نے جملہ علوم شرعیہ متداولہ میں دسترس حاصل کی اور تمام علوم میں ان کی متعدد تالیفات موجود ہیں۔ انہوں نے فن وعظ و خطابت میں منفرد و ممتاز مقام حاصل کیا۔ عمر بھی بیس برس سے بھی کم تھی کہ وعظ کہنا شروع کیا۔ ان کی مجلس وعظ میں بڑے بڑے مرء و وزراء اور علماء حضری دیتے۔ نیز وقت کے بادشاہ اور ان کی عورتیں تک ان کا وعظ سنتیں۔ ان کی مجلس وعظ میں حضریں کی تعداد دس ہزار سے لے کر ایک لاکھ کے درمیان ہوتی تھی۔

پس دموار زندان ان کے مذہبی مخالفین ان کے مقام رفیع کی بناء پر رشک کرتے ہیں انہوں نے امراء و وزراء کو ان کی زبان درازی پر غصہ دلایا، ان کی حریت فکر اور آزادی کو چھین لینے پر بعد اور ان کی عزت و کرامت کا مذاق اڑایا۔ پس ابن جوزی کو گرفتار کر لیا گیا اور بحفاظت شہر واسطہ کی طرف بھیج دیا گیا جہاں انہوں نے پانچ سال قید خانہ (جیل) میں گزارے۔ پانچ برس کے بعد ابن جوزی کو قید سے نجات دہائی ملی تو وہ بغداد واپس آ گئے۔

وفات ابن جوزی 12 رمضان المبارک 597 ہجری جمادی الثانی میں وفات پائی۔ ان کا جنازہ لوگوں کے سراپ پر ٹھایا گیا تو مخلوق کا نبوہ کثیر تھا۔ وہ جمعہ کا دن تھا۔ یہاں تک کہ کہا گیا کہ کثرت زدحام اور گرمی کی شدت کی وجہ سے لوگ روزہ توڑنے پر مجبور ہو گئے۔ بغداد شریف کی مغربی جانب باب حرب میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تالی کے مزار شریف کے قریب دفن ہوئے۔ (۱)

(۱) شیعانکے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

محدث ابن جوزی رحمہ اللہ، دوران کے ہم عصر علماء (معصرین) کے درمیان متعدد رات (زبانی مقابلہ جات) اور مساجدات (تحریری مقابلہ بازی) بھی ہوئے۔ یہ کتاب ان کی سسے کی ایک کڑی ہے۔ جو کہ درحقیقت عبدالمعنی حنبلی کا رہا ہے جس کا بیان عنقریب آئے گا۔

سید گزشتہ کا حاشیہ

(۱) (ابن جوزی کے حالات کے لئے) دیکھئے

مرآة المعجن، الیافعی ج 4 ص 489

وفیات الاعیان، ابن المحسن ج 3 ص 140

اندیل علمی طبقات لخاصہ، ابن رجب ج 1 ص 397

سیر اعلام النبلاء، الدہلی ج 21 ص 365

العبر، الدہلی ج 4 ص 297

اور ہم نے ابن جوزی کی تالیفات کا تذکرہ اس لئے نہیں کیا کہ اساتذہ عہد امجدی مولفات ابن جوزی کے نام سے مستقل کتاب لکھ رہے ہیں۔

عبدالمغیث جنبی کون تھا؟ (۱)

عبدالمغیث بن زہیر بن سلوی اعرابی البغدادی بواسطہ تقریباً 500 ہجری میں پیدا ہو۔ کثیر شیوخ سے سماع کیا جن میں یوسف القاسم بن اخصیں اور بواسطہ بن کاوش وغیرہ شامل ہیں۔ فقہ، قاضی ابوالحسن بن غفرہ سے حاصل کیا۔ وہ صامع، متدین، صادق، مین خوبصورت طریقہ، حسن سیرت اور عمدہ خلاق رکھتا تھا۔ سنت و راہنما رسی بہ کی اتباع میں کوشش تھا۔ وہ ثقہ (معتبر) تھا۔ اس نے دمشق کی طرف سفر کیا وروہاں حدیث تادرس دینے لگا۔ وہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی مشابہت کرتا تھا مگر یہ کہ ناقص تھا ورجھونا بھی تھا۔

یہاں یہ ذکر کر دینا بھی واجب و ضروری ہے کہ اسے علوم و معارف میں وسعت نظر و مہارت حاصل نہیں تھی۔ چنانچہ ابن جوزی نے اس کی کم علمی کے بارے میں کچھ تذکرہ کیا ہے اور وہ فظ ذہبی نے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ اس نے بہت سے غلطیوں کی ہیں جو اس کی کم علمی پر دلالت کرتی ہیں۔ (۱)

(۱) بحث کی بدولت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم اس کا ترجمہ لکھیں (حالات زندگی بیان کریں) حالانکہ درحقیقت کتاب ہی سے وہ میں لکھی گئی ہے

(۲) سیر اعلام النبلاء ج 21 ص 159

میں کہتا ہوں کہ وہ متقدمین کا ذکر کرتے وقت یہ دستور و طریقہ رکھتا ہے کہ ان کے وصف و جملہ کو بھی بیان کیا جائے اور جہاں جہاں ان سے خط و دل کا صلہ ہو ہے، ان مختار کو بھی طائر کر دیا جائے تاکہ ہمیں اس بات کا یقین ہو جائے کہ (کون ہیں وہ علماء) جن سے خط کا صلہ و درخیز ہو اور وہ مصیب (وہ حق کو پانے والے) ہیں ورنہ ان کے مقالات و فتویٰ کی ۔۔۔ بقیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں

وہ شعر بھی کہا کرتا تھا اس کے چند اشعار پیش خدمت ہیں:

الفق احبا لللب من سكر الحياة ان الرخيل و داعي الموت قد حصرا
هل انت الا كاحاد الدين مصوا بحسرة الموت لما استيقن الخبرا
وانت لحرص فيما انت تاركة ان كنت تعقل يوما حق الظورا
ايام عمرك كمنز لا شبيه له وانت تشرى الحصباء والمدورا

ترجمہ: عقل مندر زندگی کے نشہ اور مستی سے (مدرہوش ہونے کی بجائے) ہوش کر کیونکہ کوچ کرنے کا وقت اور موت کی دعوت دینے والا دونوں حاضر ہیں۔

گدشتہ صفحہ کا تہیہ: بلی دخواست نفس حصول مرتبہ یا بادشاہ کا قرب حاصل کرنا نہیں تاکہ ان صہاء کے کلام کو رد کرنا ہمارے لئے مشکل و دشوار ہو جائے جو ہم سے پہلے گذرے خود ہمارے ورنہ کے درمیان بہت کم عرصہ گذرا ہو۔ جبکہ عبدالمغیث جنبی کی کتاب افکار کا مجموعہ ہے ورمصنف کثیر الخطاء ہے اور اپنے علم میں وسعت کا حامل نہیں نیز اس کے فتویٰ و کتب مصدق کے سے ہیں بلکہ دیگر مقاصد کے لئے ہیں۔ ورنہ اس میں کوئی شک نہیں۔ متقدمین میں سے اس طریقہ مذہب میں وہ اکیلا نہیں۔ اس نسبت سے جو ابن جوزی اور ذہبی نے کہا کہ وہ کثیر الخطاء ہے۔ ہم ابن رجب جنبی کا مقولہ پیش کرتے ہیں جو انہوں نے "امدیل علی طبقات النحاة ج 1 ص 357" میں درج کیا ہے کہ دف بجائے کے مسئلہ میں عبدالمغیث جنبی نے فتویٰ دیا کہ دف ہر حال میں حرام ہے خواہ شاہی بیاد کے موقع پر ہی کیوں نہ ہو وروہ حدیث جس میں فرمایا کہ نکاح کا اعدان کرو ورنہ اس پر دف بجائے اس نے اس کا جواب یہ دیا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ یہ اعدان کرہ جو دف بجائے کی آواز کو پہنچ جائے تاکہ جاہلیت کا وہ فحش طریقہ مٹ جائے جو بدکار اور رونا کار عورتوں کے نکاح کے بارے میں چلا آ رہا تھا (کہ سے فحش پوشیدہ رکھا جاتا تھا) اور وہ حدیث جس میں ابن دوز کیوں کا ذکر ہے جو حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے گھر میں دف بج کر گاری تھیں۔ اس کا جواب اس (عبدالمغیث جنبی) نے یہ دیا کہ وہ پتی کم عمر کی وجہ سے مطلق نہیں تھیں نیز اس نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے اس کا نام رکھا "امر مار الشیطان" شیطان کی ہانسی اور گیت اور جبکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے برقرار و ثابت رکھا۔ اس کے منسوخ ہونے کی طرف اشارہ کرنا مذہب ضعیف ہے۔

نہیں ہے تو مگر انہی ایک ایک کی طرح جو گزر گئے۔ ناکامی کی حسرت لئے اس۔
کہ خبر کی تصدیق نہیں کی (جب خبر کی تصدیق ہوئی)

تو اس چیز میں حریص و لالچ کرنے والا ہے جس کو تو ایک دن چھوڑنے والا ہے۔
اگر تو عقل رکھتا ہو تو کسی دن تو غور و فکر اور دانائی کو لازم و واجب کرتا۔

تیری زندگی و عمر کے دن تو بے مثل خزانہ ہے۔ جبکہ تو کنکریاں اور مٹی کے ڈھیلے
خریدنے میں لگن اور مصروف ہے۔

عبدالمعیش حبلی 13 محرم 583 ہجری میں فوت ہوا۔ حریص میں خلق کبھن س کی
نماز جنازہ پڑھی۔ امام احمد رحمہ اللہ کے مقبرہ میں بڑے بڑے بزرگوں (اللہ تعالیٰ ان پر رحم
فرمائے) کے ساتھ دفن ہوا۔

عبدالمعیش حبلی کی تالیفات (۱)

(۱) الانتصار لمسند الامام احمد

(۲) الدلیل الواضح فی السہی عن ارتکاب الہوی الفاصح

(۳) شروح المصنفات لقطرب فی اللغة

(۴) فصائل یزید (علیہ اللعنة)

(۵) مصنف فی حیاة الحصر

(۱) دیکھئے الکامل ۵۶۲/۱۱ التکملة لوفیات الملة، المنسری ۶۳/۱

البدایة والہیة ۳۲۸/۱۲ الدیل علی صفات الحیلة ۳۵۴/۱

العبر ۲۴۹/۴ سیر اعلام النبلاء ۱۵۴/۲۱

وجہ تالیف کتاب

اب کتاب کے سبب تالیف کی طرف رجوع کرتے ہیں جس کا ذکر خود ابن جوزی
اپنی کتاب کے مقدمہ میں کیا ہے کہ ان کی مجلس میں ان سے سوا کیا گیا کہ کیا یزید پر
نکتہ کرنا جائز ہے؟ اور یہ بات تو مشہور و معروف ہے کہ ابن جوزی اپنے زمانے میں بغداد
مشہور و اعظم تھے جبکہ بغداد میں مختلف فرقوں کا دور دورہ تھا اور ابن جوزی کے حسدین بھی
۱۰۰ ہوتے تھے اس لئے ہمیشہ ان سے سوا پوچھے جاتے تھے اور کبھی یہ سوا نہیں عاجز کرنے،
مصطرب کر دینے اور ذلیل کرنے کے لئے ہوتے تھے۔

ایک مرتبہ ابن جوزی سے پوچھا گیا کہ حضرت ابو بکر و حضرت علی رضی اللہ عنہما میں سے
افضل کون ہے؟ (حضرت ابو بکر افضل ہیں یا حضرت علی رضی اللہ عنہما) انہوں نے برسر منبر فوراً
دوبدیا کہ ان دونوں میں سے بہتر و افضل وہ ہے جن کے تحت ان کی بیٹی ہے۔ (یا جن کی بیٹی
ان کے تحت ہے) اور فوراً منبر سے اتر گئے تاکہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے اس کے بارے میں دوبارہ
ان سے رجوع نہ کیا جائے۔ چنانچہ ہر گروہ کا دعویٰ یہ تھا کہ ہمارے صاحب افضل ہیں۔ (۱)

وگوں کا ایک گروہ کہنے لگا اس سے مرد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ ان کی بیٹی
سنت عاتکہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجہ مکرمہ اور ان کے تحت ہیں۔ اور ایک
گروہ کا کہن یہ تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ لکریم افضل ہیں کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کی بیٹی
فاطمہ بنت جنت حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا حضرت امام علی رضی اللہ عنہ کی زوجہ مکرمہ ہیں۔

مسئلہ لعن یزید

لعن یزید کا مسئلہ بھی انہی سوالوں میں سے ایک سوال تھا جو ابن جوزی سے پوچھے جاتے تھے۔ چنانچہ ابن جوزی نے جواب دیا: "خاموشی زیادہ بہتر ہے۔" سوال کرنے والوں نے کہا یہ تو ہم جانتے ہیں کہ خاموشی زیادہ لائق و مناسب ہے تاہم یہ چاہنا چاہتے ہیں کہ اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ابن جوزی نے جواب دیا: "اس مردود شخص کے بارے میں تمہارا کیا نظریہ ہے جس نے تین سال حکومت کی۔"

(اپنی حکومت کے) پہلے سال میں حضرت امام حسین ؑ کو شہید کروایا،

دوسرے سال اہل مدینہ کو ڈرایا دھمکایا اور مدینہ منورہ کو مباح قرار دیا (اس میں لوٹ مار اور قتل و غارتگری کو حلال قرار دیا)

تیسرے سال کعبہ معظمہ پر مخنقیق سے سنگباری کروائی اور اسے منہدم کروایا۔
لوگوں نے کہا: "کیا ہم (اس پر) لعنت کریں؟"

ابن جوزی نے جواب فرمایا: "ہاں! اس پر لعنت کرو" (اور ضرور کرو) اور خود آپ نے بغداد میں برسر منبر اکابر علماء و بادشاہ وقت امام اناصر (کی موجودگی میں اس مردود پر)
(۱) الناصر لدين الله حمد بن المستنصر بالله اس بن المستنصر، ابو الحسن، خلیفہ عباسی بادشاہ ۵۷۵ھ
ہجری میں باپ کے مرنے کے بعد اس کی حکومت قائم ہوئی۔ اپنے طور میں مرضی سے تصرف کرتا تھا اس بناء پر زریکی، وردانائی سے موصوف کیا جاتا ہے۔ اس کی حکومت ۴۶۶ھ تک جاری رہی۔

تاریخ العلماء لسیوطی ۴۴۸۔ الاعلام لبور کلی ۱۰۶/۱

نت ڈال تو (لعنت سے) منع کرنے والی ایک جماعت اس کی محسوس وعظ سے ٹھک کر چلی گئی تو اس نے کہا:

إِلَّا بُعْدًا لِمَدِينٍ كَمَا بَعْدَتْ لِمُؤَدٍّ [مود ۹۵] (۱)

رے دور ہوں مدین جیسے دور ہوئے مؤد۔

عبد المغیث جنبی، ابن جوزی کا رد کرتے کرنے کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے انصاف یزید میں ایک کتاب لکھ رکھی۔ چنانچہ محدث بن جوزی، عبد المغیث کا رد کرنے کے لئے کمر بستہ ہو گئے (۲) اور انہوں نے یہ کتاب ترتیب دی جس کا نام رکھا،

"أَكْرَدًا عَلَى الْمُتَعَصِّبِ الْعَبِيدِ الْمُنَافِعِ مِنْ دَمِ يَزِيدٍ"

پس نہ دلوں کے درمیاں عداوت و دشمنی قائم ہوگئی یہاں اس امر کی طرف اشارہ ردینا بھی ضروری ہے کہ عبد المغیث جنبی کی کتاب "فصائل یزید" صرف بن جوزی کے نزدیک ہی جہالت اور عیب و قباحت سے پر تائیف نہیں تھی بلکہ بہت سے کابر نے اس پر تنقید کی ہے۔

چنانچہ ابن شیرک بارے میں لکھتے ہیں عبد المغیث نے اس کتاب میں عجیب و غریب باتیں لکھ ماری ہیں۔ (۳)

(۱) تذکرۃ الخواص، مبیط ابن بجوری ۲۹۱

(۲) دواؤں کے درمیان، حضور ہی کریم ؐ کا حضرت ابو بکر ؓ کے پیچھے نہ پڑنے کے مسئلہ میں بھی اتفاق ہوا۔ عبد المغیث نے اس کی حمایت کی جبکہ ابن جوزی نے اس کی مخالفت کی اور اس مسئلہ میں ایک کتاب لکھی جس کا نام رکھا۔ "آفة اصحاب الحديث والرد علی عبد المغیث"

الذیل علی الطبیقات ۳۵۷/۱

(۳) الکامل ۵۶۲/۱۱

ابن کثیر کی رائے ہے کہ اس نے اس کتاب میں غرائب و عجائب (عجیب و غریب قصے)

لکھے ہیں اور ابن جوزی نے اس کا رد کیا ہے اور بہت صحیح و درست اور احسن و عمدہ رد کیا ہے۔ (۱)

ذہبی کہتے ہیں، انہوں نے اس کتاب میں موضوعات (من گھڑت اور جھوٹی باتیں) بیان کی ہیں۔ (۲)

نیز لکھتے ہیں: عجیب و غریب اور بدحواس و جھوٹی باتیں لکھ گیا ہے۔ اگر وہ اسے نہ لکھتا تو بہتر تھا۔ (۳)

بن جوزی اور عبدالمغیث کے باہمی اختلاف و عداوت کو بہت شہرت حاصل ہوئی اور بغداد شہر کے کونے کونے میں اس کا چرچا ہونے لگا۔

بیان کیا گیا ہے کہ بادشاہ ناصر کو جب یہ خبر ملی کہ عبدالمغیث یزید کو برا بھلا کہنے سے روکتا ہے (اور اس کو سب و شتم کرنے اور اس پر لعنت ڈالنے سے منع کرتا ہے)۔ تو بادشاہ نے ابھیس بدل او عبدالمغیث سے منے کا ارادہ کر کے اس کے پاس جا پہنچا۔ عبدالمغیث نے بادشاہ کو بچپن لیا مگر بادشاہ کو پتہ نہ چلا کہ سے بچپن کیا سیسا ہے۔

بادشاہ نے اس سے یزید کے بارے میں پوچھا "اس پر محنت کریں یا نہ؟" اس نے جواب دیا "میں اس پر لعنت کرنے کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ اگر میں یہ دروازہ کھول دوں تو لوگ ہمارے بادشاہ کو لعنت کرنا شروع کر دیں گے۔"

(۱) البدیۃ ۱۲ / ۳۲۸

(۲) العبر، ج ۲، ص ۲۴۹

(۳) سیر اعلام النبلاء ۲۱ / ۱۶۰

بادشاہ نے کہا: "وہ کیوں؟"

اس نے کہا "اس نے کہ بادشاہ بہت سی برائیوں کا ارتکاب کرتا ہے جن میں سے یہ اور یہ ہیں۔ اور پھر اس نے بادشاہ کے افعال قبیحہ (برائیوں) کو گننا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ بادشاہ نے اس سے کہا: "شیخ امیرے نے دعا کرو دو پس چلا آیا۔" (۱)

یہ روایت جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ظاہر کرتی ہے کہ اس نے یزید کی حمایت و نصرت اپنی خواہش نفس کا اتباع کرتے ہوئے کی ہے وہ حق و صواب اور رضا الہی کا طعنے نہیں ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ اس نے اپنی کتاب بادشاہ قریب و نزدیک اور رضا حاصل کرنے کے لئے لکھی ہے۔

ابن رجب نے اس قصہ کو ایک اور انداز میں پیش کیا ہے کہ ایک دن عبدالمغیث مام حمد بن حنبل رحمہ اللہ کی قبر کی زیارت سے گئے کیا کہ بادشاہ ناصر نے اسے مام حمد کی قبر کے پاس دیکھا تو اس سے پوچھا "تو وہی عبدالمغیث ہے جس نے یزید کے مناقب لکھے ہیں؟" اس نے کہا: اللہ کی پناہ کہ میں اس کے مناقب بیان کروں لیکن میرا مذہب یہ ہے کہ مسلمانوں کے غلیظہ اگر فسق بھی طاری ہو جائے تو اس کی بیعت توڑ دینا جائز نہیں۔"

بادشاہ نے کہا "اے حنبلی تو بے خوب کہا، اس کے کلام میں بہت شخصیت کی طرف سے بہت خوش ہو۔"

اس میں شک نہیں کہ عبدالمغیث نے اپنی کتاب میں یزید کی حمایت و نصرت کی ہے اور اس کا نام "فضل یزید" رکھا ہے۔ مگر یہ کتاب مخالفت پر مشتمل اور اعتدال سے پر ہے جس کے بارے میں وہی ہوں ٹھٹھتے ہیں کہ اگر وہ یہ کتاب نہ لکھتا تو بہتر تھا۔

۱۔ ص ۵۶۴۔ ۲۔ ص ۲۴۹۔ ۳۔ ص ۲۴۹۔ ۴۔ ص ۲۴۹۔ ۵۔ ص ۲۴۹۔ ۶۔ ص ۲۴۹۔ ۷۔ ص ۲۴۹۔ ۸۔ ص ۲۴۹۔ ۹۔ ص ۲۴۹۔ ۱۰۔ ص ۲۴۹۔

۱۱۔ ص ۳۵۶ / ۱

مسئلہ لعن یزید

یزید کے فاسق ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے (۱) اس بارے میں کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ اگر بنی عربی (۲) جیسے کسی نے اختلاف کی کوشش بھی کی ہے تو اس کو معتبر نہیں سمجھا گیا۔

اس کے بعد دو مسئلوں میں علماء نے اختلاف کیا ہے

اولاً: اس کی تکفیر (اس کا کافر ہونا)

اس سلسلے میں علماء دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔

(۱) ایک گروہ کا کہنا ہے کہ وہ کافر ہے (۳) چنانچہ ابن عقیل (۴) اور علامہ آؤسی (۵) وغیرہ کا قول یہی ہے کہ یزید کافر ہے۔

بنی عربی نے یزید کی کھل کر کالت کی ہے اور اس پر اعتراضات کا جواب دینے کی کوشش کی ہے اور یہ بھی لکھ دیا ہے کہ شرعاً اس کی بیعت معتقد ہو گئی تھی

قُلْتُ كَبُرَتْ تَكْبِيرَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ

میں کہتا ہوں کتبہ بڑا بول ہے جو ان کے منہ سے نکلتا ہے۔

ہوں نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ علماء نے اس کو کافر کہنے میں اختلاف کیا ہے مگر اس علماء کے نام ذکر نہیں کئے۔

(۱) انصواعق المحرقة، ابن حجر الہیسی ص ۲۲۰

(۲) المعاصم من العواصم، ابن العربی ص ۲۲۷-۲۲۲

(۳) شرح العقيدة المسقية، التتاری ص ۱۸۱۔ المسامرة، الکماں ابن الہمام ص ۱۶۲

(۴) تذکرہ سخاوص ص ۲۶۰

(۵) روح المعانی، بلاؤسی ص ۷۳۲۶

عندہ ازیں عبدالمغیث کا یہ قول کہ ”میرا مذہب یہ ہے کہ مسلمانوں کے ضیفہ پر مگر فسق بھی طاری ہو جائے تو اس کی بیعت توڑ دینا چاہئے نہیں۔“ یہ اس کے یہاں تفردات میں سے نہیں ہے جس کی سمجھ بوجھ و رفقہ میں پختگی پر دلالت کریں بلکہ اس پر تو جمہور علماء ہیں۔

۱۰۔ مثنوی شرح مسلم میں فرماتے ہیں: کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر ضیفہ پر فسق طاری ہو جائے تو بعض نے کہا ہے کہ اس کی بیعت توڑ دینا واجب ہے بشرطیکہ اس پر فقہ و فہم و ہر پر نہ ہو۔ اہل سنت کے جمہور فقہاء، محدثین اور متکلمین کہتے ہیں کہ حقوق کی معطلی اور فسق و ظلم کی وجہ سے سے معزول نہیں کیا جائے گا۔ نہ اس کی طاعت چھوڑی جائے گی۔ نیز ان وجوہ کی بناء پر اس کے خلاف خروج بھی جائز نہیں۔ (۱)

جب یہ جمہور علماء کی رائے ہے تو پھر یہ امر بعید ہے کہ بنی جوزی رحمہ اللہ اس طرح کی رائے کا رد کرنے پر کمر بستہ ہوئے ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ عبدالمغیث کا رد کرتے ہوئے انہوں نے اس رائے سے تعرض نہیں کیا۔ نہوں نے صرف اس تجب انگیز و رحیران کن باتوں کا رد کیا ہے جو وہ یزید کی نصرت و حمایت میں لیا تھا۔

محدث ابن جوزی عنقریب عبدالمغیث کے (بودے، دور کمزور) دلائل بھی نقل کریں گے اور ان کا توڑ (رد) و جوابات بھی اسی کتاب میں پیش کریں گے۔

اس گروہ کی دلیل یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت طاہرہ، آل پاک کے خلاف جو کچھ اس سے سرزد ہوا جیسے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حکم وغیرہ وہ سچہ واقع ہو کہ طبیعتیں اس کے سننے سے نفرت کرتی ہیں ورنہ ان اس ذکر سننے سے بہرے ہیں (یہ سب اس کے کافر ہونے کی دلیل ہے کیونکہ کوئی مسلمان یہ کارروائی نہیں کر سکتا تھا)

(ب) دوسرا فریق اس کی عدم تکفیر کا قائل ہے۔ یہ کثر علماء کی رائے ہے۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ وہ اسباب جو کفر کو دہشتہ کرتے ہیں، ۷۲ رے نزدیک ان میں سے کوئی چیز ثابت نہیں۔ اصل اس کا اپنے سلام پر باقی رہنا ہے۔ جب تک کسی چیز کا عمل نہ ہو جو اس کو مدام سے خارج کر دے۔

ثانیاً اس پر لعنت کرنا۔

اس مسئلہ میں بھی علماء دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔

ایک گروہ نے اس پر حنت کرنے کو جائز قرار دیا ہے۔ جن علماء نے جواز لعنت کا قول کیا ہے ان میں امام احمد بن حنبل، قاضی بویہی، اس کے بیٹے بوحسین، غلام ورن کے علاوہ معبد عزیز، لکھیا ابراہیم (۱)، ابن جوزی، سبط ابن جوزی، السفارینی (۲)، سعد لدین حنفی تفتازانی (۳)۔

(۱) علی بن محمد بن علی طبرکی المتوفی سنة ۵۰۴ھ، علماء شافعیہ میں سے تھے۔

وفیات الاعیان ۱۰۱۳ھ، ص ۲۸۶، ۲۸۷

(۲) محمد بن محمد بن سام، شمس الدین المتوفی سنة ۱۱۸۸ھ، الاعلام ۱۰۶، ۲۴۱

(۳) مسعود بن عمر بن عبد اللہ سعد الدین المتوفی سنة ۷۹۳ھ، حنفی علماء میں سے تھے ۱۱۳۸

اور امام سیوطی (۱) وغیرہم شامل ہیں۔

ان کی دلیل:۔ اس کی عادات خبیثہ کی کثرت، اور اپنی حکومت کے تمام عرصہ میں کپڑا کا ارتکاب ہے۔ نیز اس پر لعنت کے جائز ہونے کے لئے بطور دلیل وہی کافی ہے جو اس نے اپنے ایام غلبہ میں اہل مدینہ اور اہل مکہ کے ساتھ کیا۔ اور وہ سلوک جو اس نے اہل بیت نبوت کے ساتھ روا رکھا۔ اور اس کا امام حسین علیہ السلام کے قتل پر راضی، و خوش ہونا اور اہل بیت کی توہین کرنا، یہ سب تو تر معنوی سے ثابت ہے۔ (۲)

جبکہ دوسرا فریق کہتا ہے کہ ہم اسے پسند نہیں کرتے مگر اس پر حنت کو بھی جائز نہیں کہتے۔ یہ جمہور علماء کی رائے ہے (۳) جن میں بن صلاح، امام غزالی، ابن تیمیہ، ابن حجر عسقلانی وغیرہ شامل ہیں۔ یہ علماء اس بارے میں بھی باہم اختلاف رکھتے ہیں کہ اس پر لعنت جائز نہ ہونے کا سبب کیا ہے؟

(۱) ابن الصلاح، غزالی اور ابن حجر عسقلانی (۲) کی رائے یہ ہے کہ یزید نے قتل امام حسین علیہ السلام کا حکم نہیں دیا۔

(۲) ابن تیمیہ (۵) کی رائے میں اس پر لعنت جائز نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ

(۱) وفیات الاعیان ۲۸۷، ۲۸۸۔ تذکرہ الخواریص ص ۲۸۶۔ شرح العقیدہ مسند ص ۱۸۰

مصابل ابوی المہدی فی شرح غدیہ المستفی، مصطفیٰ للسیوسی ۶۵۸، ۵

تاریخ الخلفاء ص ۲۱۷۔ روح المعانی ۲۶، ۷۳

(۲) روح المعانی ۲۶، ۷۲

(۳) مجموع الفتاوی لابن تیمیہ ۴۸۳، ۴

(۴) فتاوی ابن الصلاح ص ۳۸۰۔ لاجیہ، سعیدی ۱۹۹

المندوی الحدیثیہ، لابن حجر العسقلانی ص ۲۷۰

(۵) مسند ابی یوسف، لابن تیمیہ ۴، ۵۷۱

کہ وہ ایسے فاسقوں اور فاسقوں میں سے تھا جن پر لعنت جائز ہے اور وہ مرتے دم تک ان پر مصر رہا ہو (ڈارہ ہو) اگر وہ یہ تھا تو پھر اس پر لعنت کرنا چاہیے۔

در حقیقت عدم لعن یزید کے مسئلہ میں اختلاف کی بنیاد فاسق معین پر لعنت کے جواز میں اختلاف کا مسئلہ ہے۔ جمہور کا موقف یہ ہے کہ فاسق معین پر (یعنی کسی معین شخص کا نام لے کر) لعنت کرنا جائز نہیں۔ یزید پر اس کا نام لے کر لعنت کرنا ان علماء کا مذہب ہے جو فاسق معین پر (نام لے کر) لعنت کرے کو جائز کہتے ہیں اور علماء میں سے جمہور کی رائے عدم جواز کی ہے۔ اس لئے وہ یزید کا نام لے کر عدم جواز لعنت کے قائل نہیں ہیں۔ (۱)

گر فرض محل ابن صدق اور اس کے ہم خیال علماء کا یہ دعویٰ کہ یزید نے قتل امام حسین علیہ السلام کا حکم نہیں دیا، تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی اس کا رد یوں ممکن ہے کہ وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل و شہادت پر راضی و خوش ہوا، اور اس نے آپ کے سر زور (کر بد سے کوفہ اور دمشق تک) نیزے پر بند کر کے اپنے پاس منگوایا، در چھڑی سے آپ سے (ہتھوڑ پر) مارنے لگا جس کا ذکر بن جوزی عنقریب کریں گے۔

ہاں ہم اس نے قاتلین امام حسین علیہ السلام پر حد قائم نہیں کی۔ اگر اس نے امام کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا، اور اس عمل پر راضی اور خوش نہیں ہوا تھا تو پھر اس نے آپ کے قاتلوں پر حد کیوں جاری نہیں کی؟ اور کوئی ضعیف سے ضعیف (۲) دلیل بھی ایسی نہیں ملتی کہ اس نے

(۱) روح المعانی ۷۲ ۷۶

(۲) ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ ہاں یزید کی طرف سے امام کے قتل کا انکار سامنے نہیں آیا۔ نہ ہی اس نے آپ کے ہتھوڑ سے مدد یا نہ قاتلین کو قتل کیا جبکہ یہ اس پر واجب تھا۔ بعد ازاں حق دوسرے مہر صرف نسبت کے ساتھ ساتھ اس ترک واجب پر بھی اس کو مذمت کرتے ہیں۔ مجموع الفتاویٰ ۳، ۴۱

قاتلین امام پر حد قائم کی ہو یہ نہیں کوئی سرحدی ہو یا عبید اللہ بن زید کو معذور کیا ہو جس نے قتل امام علیہ السلام کی ذمہ داری لی۔

مگر چہ اس کے سیدہ کارناموں میں سے سب سے بڑا سیاہ کارنامہ امام حسین علیہ السلام کا قتل ہے۔ تاہم اس کے ساتھ بھی اس کے بہت سے سیاہ کارنامے ہیں مثلاً بل مدینہ سے جنگ در مدینہ، حبیبہ کو قتل وغارتگری اور لوٹ مار کے لئے مباح قرار دینا جبکہ مشرکین کے شہر کے ساتھ بھی یہ سب کچھ کرنا جائز نہیں۔ چہ جائیکہ مدینہ الرسول علیہ السلام میں ایسا حال نہ سلوک رو رکھا جائے۔ نیز اہل مکہ مکرمہ کے ساتھ جنگ و رعبہ مشرف پر مخفیقت سے سب باری وغیرہ۔

پس ثابت ہو کہ اس دلیل کے ساتھ کہ اس نے قتل امام کا حکم نہیں دیا تھا، عدم جواز لعنت کا دعویٰ ایسا کمزور دعویٰ ہے جیسے بیت عنکبوت (مکڑی کا جالا) کمزور ہوتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ان علماء نے (اللہ تعالیٰ انہیں معاف کرے) صرف بعض فرقوں کی مخالفت کی وجہ سے ہی (عدم جواز لعنت کا) قول کیا۔

ابن تیمیہ کا قول بھی مردود ہے کیونکہ یزید فاسقین میں سے تھا۔ خود ابن تیمیہ نے اپنی کتاب ”منہاج السنہ“ (۱) میں اسے تسلیم کرتے ہوئے یہی قول کیا ہے۔

راہی یہ بات کہ وہ اسی پر مصر اور برقرار رہتے ہوئے مرایا نہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت تاریخ و میر کی حق سکتا میں ہمارے ہاں دستیاب ہیں وہ سب اسی امر کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ وہ اس حال میں مرادوں کہ اس کا لشکر کعبہ مشرف پر حملہ اور اس پر سنگباری میں مشغول تھا۔ مگر اس سے تو بد کا صدور ہوتا تھا کہ اس کا ذکر بھی کیا جاتا، خاص کر تاریخ کی کتابوں میں جو رادی و عمدہ ہر قسم کے کلام پر مشتمل ہیں۔ جبکہ یہ ذکر

کیا گیا ہے کہ وہ امام حسینؑ کے قتل پر نام نہ ہو۔ (۱)

ہماری دلیل ہم کہتے ہیں کہ یہ بیانیہ سبق تھا کہ بدو دیگر مسلمانوں کی طرح نہیں تھا کیونکہ اس نے حضرت امام حسینؑ کے صرف قتل پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آپ کے سر اور کوئی چیز پر بندہ کر کے کوفہ سے بلا شام کی طرف پھرایا۔ معرکہ کربلا میں اہل بیت کے دیگر افراد کو بھی شہید کر دیا۔ ان کے بقیہ افراد کو قیدی بنا کر ملک شام کی طرف پھرایا۔ اس پر ہم نہیں بلکہ چھڑی آپ کے دندان مبارک پر مار دی۔

اس نے اپنی بیعت کا کار کرنے پر مدیہ منورہ کے بانیوں کو قتل کر دیا بلکہ اس نے اپنے لشکر کے لئے مدینہ منورہ کو تین دن کے سے مہاجت فر دیا کہ وہ اس مدت میں جو چاہیں کرتے پھریں۔ نیز اس نے مکہ مکرمہ میں حضرت ابی رہبرؑ اس کے ساتھیوں کے محاصرہ پر

(۱) یہ کہ روایت میں آیا ہے کہ یہ روایت ہر مفسر و مخالف ہیں یہ روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے کربلا میں ہوتا تو امام کے ساتھ یہاں سوکھ کر تا خواں یہ دے گیا ہے۔ دوسری روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پہلے خوش ہو بعد میں اس نے نہ مت کا اظہار کیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اس نے ابن زیاد پر سختی کی کیونکہ اس نے امام حسینؑ کو قتل کر کے اسے مسلمانوں میں ناپسندیدہ شخصیت بنادیا اور ان کے دلوں میں (یزید کے لئے) بھڑکات پیدا کی۔ (یہ روایت ۸۲۲۸)

شاید یہ روایت راویوں میں جمع کردہ ان گھڑی سولیوں کی مدد سے کر دیا کہ وہ چاہتا تو امام حسینؑ کے سر مبارک کے ساتھ ایسا سوکھ نہ کرتا جو اس نے کیا۔ پھر اس کے لئے اولیٰ تو یہ تھا کہ بارہ چاہتا مگر اس سے تو مزید سرشتی کی اور اہل مدینہ کے اہل مدد کو قتل کر دیا۔ اس نے نہ مت کہاں گئی؟

(۲) بن تیمیہ نے ذکر کیا ہے کہ کچھ گریہ کو ایک آدمی در امام عدل لگانے لگے میں در اسے صحابہ میں سے سمجھنے لگے میں جو نبی کریمؐ کے عہد میں پیدا ہوئے۔ یہ کھلی گریہ ہے۔

نعت میں کہتا ہوں سخت اسوں سے کہ جہل مسلمانوں کے، عوی وراس کے محب جہالتی اور وکیل بن گئے ہیں۔

ہی کتف نہیں کیا بلکہ کعبہ مشرفہ پر تحقیق سے سنگ باری کروائی۔

(۱) یہ یہ عین (حکومت پر قاضی ہونے سے پہلے بھی تھیں کوہ۔ بے حیائی، مذمت و تفرقہ میں مشغول اور شراب پینے میں مشہور تھا۔ مسلمانوں کے لئے اس کی حکومت سخت دہان اور انتہائی ناپسندیدہ و مکر وہ تھی۔

وہ ۶۰ ہجری میں جبرائیلوں کے زور پر حکومت پر قابض ہوا۔ اس نے ۶۱ ہجری میں حضرت امام حسینؑ کو شہید کر دیا۔ ۶۲ ہجری میں مدینہ منورہ کے بانیوں کو قتل کر دیا۔ ۶۳ ہجری میں مکہ مکرمہ میں رہنے والوں کے ساتھ جنگ و قتل کیا۔ دوسری اس کی وفات کا سال ہے۔ (ب۔ آپ ہی فیصلہ کیجئے) کہ کیا وہ دیگر فاسقین کی طرح ایک عام فاسق تھا؟ (ہرگز نہیں، بلکہ اس کا نسب دیگرہ فاسقین کی طرح نہیں تھا۔ وہ تو ہرلی ظلو و غبار سے حد سے بڑھا ہوا تھا)

بھس لوگوں کو بھلا معصوم ہوتا ہے کہ وہ اس بات کو دلیل بنائے کہ یزید قسطنطنیہ کی جنگ میں شریک ہوا۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم ضرور بر ضرور قسطنطنیہ کو فتح کرو گے۔" اس کا امیر کیا ہی چھو امیر ہوگا ورنہ شکر کیا ہی اچھا شکر ہوگا۔ نیز فرمایا: "میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر پر حملہ کرے گا اس کے لئے مغفرت ہے۔" (۱) اور یزید بن میں شامل تھا۔

لوگوں کی یہ دلیل قطعاً مردود ہے اس لئے کہ ابن شیر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے بدو امام پر لشکر کشی کے لئے ایک شجرہ جوار تشکیل دیا اور حضرت سفیان بن عوف کو اس لشکر کا امیر مقرر کیا اور اپنے بیٹے یزید کو اس لشکر میں شرکت کا حکم دیا تو وہ بیٹھا رہا اور اس نے جیسے بہانے شروع کر دیے تو حضرت معاویہؓ اس کے بھیجنے سے رک گئے۔ اس جنگ میں لوگوں کو بھوک پیاس و سخت بیماری سے گھیر تو یزید نے (خوش ہو کر) یہ شعر کہے

(۱) مسند الامام احمد ۴/۳۳۵ (۲) صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب ما قبل فی قتال

الروم ۴/۵۱ فیصر یعنی القسطنطنیہ (۳) اکمل ۲/۵۸۲

ما ان ابالی بما لاقت جموعهم بالفرقدوة من حمى و من موم
اذا اتكأت على الاماط مرتعها بدور مران عندى ام كلثوم

مجھے اس کی کوئی پروا نہیں کہ اس شکر میں شامل لوگوں کو مقام فرقدہ میں بخار اور
تنگی و تکلیف کی بلاؤں نے گھیرا جبکہ میں دیر مران میں وچنی مسند پر تکیہ گائے ام کلثوم کو اپنے
پاس لئے بیٹھا ہوں۔ (اور ام کلثوم اس کی بیوی تھی۔)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کے ان اشعار کی خبر ملی تو انہوں نے قسم کھائی کہ اب میں
ضرور بر ضرور یزید کو بھی سفین بن عوف کے پاس روم کی سرزمین میں بھیجوں گا تاکہ سے بھی
وہ مصیبتیں پہنچیں جو دوسرے لوگوں کو پہنچی ہیں۔

اس روایت سے ظاہر ہوا کہ اسے اپنے باپ کے حکم پر بادلِ خواستہ اور مجبوراً (بطور
سزا) جانا پڑا۔

اس کا یہ خروج اور (بطور سزا) شکر میں شریک ہونا اللہ کی رضا چاہنے کے لئے کہاں
تھا؟ اور شرف شہادت پانے کی غرض سے کہاں تھا؟ جبکہ ائمہ کا ردِ اربعینوں پر ہے۔ اور
اس میں شک نہیں کہ گنہ گاروں کی جس بخشش کو حدیث میں بیان کیا گیا ہے وہ اس شخص کے لئے
ہے جس کی نیت درست ہو۔ (۱)

(۱) امام بدرالدین عینی عمدة الباری شرح صحیح البخاری ۱۹۹، ۱۴ میں اس حدیث (پہلا شکر
کی شرح میں فرماتے ہیں کہ مہذب نے کہا ہے کہ اس حدیث میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مسرت ہے کہ
انہوں نے سب سے پہلے بحری جنگ لڑی اور ان کے بیٹے یزید کی مسرت ہے کہ اس نے قیصر کے شہر پر حملہ
کیا۔ میں (علامہ عینی) کہتا ہوں اس میں یزید کی کون سی منقبت ہے جبکہ اس کا حال خوب مشہور ہے۔

اگر تم کہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شکر کے لئے "مغفور بہم" فرمایا ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ
اس عموم میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ کسی دلیل خاص سے (بقیہ حاشیہ گلے صفحہ پر)

بعض لوگوں نے اس حدیث رسول ﷺ کو دلیل بنایا ہے (کہ مؤمن پر سنت اس کے
نقل کی طرح ہے، ۱) جبکہ یہ حدیث اس مؤمن کے حق میں ہے جو سنت کا مستحق نہ ہو۔

ہم "ام نووی کا وہ قول نقل کرنا ضروری سمجھتے ہیں جو انہوں نے "الفصل فی
مسندہ لعل المؤمن المعین" میں بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ کسی معین انسان پر سنت
کرنا جو معاصی و گنہ گاروں میں سے کسی شے کے ساتھ متصف ہو جیسے نصرانی، یہودی، ظالم،
زنی، مصور، چور، اور سودخور، پس ظواہر احادیث سے ثابت ہے کہ یہ حرم نہیں ہے۔ (۲)

گدشتہ صفحہ حاشیہ

خارج نہ ہو سکے۔ کیونکہ اس میں تو اہل علم کا کوئی اعتداف ہی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد "مغفور بہم"
مشروط ہے اس میں وہی داخل ہیں جو مغفرت کے اہل ہیں حتیٰ کہ گران غازیوں میں سے کوئی آدمی بعد
میں مرتد ہو جائے تا تو وہ اس عموم میں داخل نہ رہتا۔ پس ثابت ہوا کہ مغفرت اسی کے لئے ہوگی جو مغفرت کا
اہل ہوگا۔

نیز صبح الباری لایس حجر عسقلانی ۱۲۷، ۶ بھی ملاحظہ فرمائیے، ان کا کلام وہ بیان
بھی عدم یعنی کے کلام کے مطابق ہی ہے۔

(۱) صحیح البخاری، کتاب لأجاب، باب ما یسہی من السیاب والنعس ۱۹۸
صحیح المسند، کتاب لأیمان، باب غلط بحریم قتل الانسان بعسہ ۷۳، ۱

(۲) لادکار، سووی، ص ۳۰۴

یزید کے بارے میں..... علماء کرام کے اقوال

میں یہ چاہتا ہوں کہ یزید کے بارے میں علماء مسلمین میں سے صاحب علم و فضل، تقویٰ و طہارت، مقتدر علماء کرام کے ان اقوال کو بھی پیش کر دوں جو انہوں نے یزید کے بارے میں نقل کئے ہیں تاکہ قرین کر مریض ہو جائے کہ یزید کی حمایت و نصرت اس کی دوستی و وصالت کی دین میں کوئی گنجائش نہیں در دینی اعتبار سے اس مرکی کوئی حیثیت نہیں۔ اگر ہم نے ان اقوال کو نقل نہ کیا تو یہ ایک جرم ہوگا۔

(۱) الصواعق المصروفة، لابس حجر، ص: ۲۲۱

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے متعلق روایت کیا گیا ہے کہ وہ یزید کو میر المؤمنین کہنے والے کو تیس کوڑے مارنے کا حکم دیتے تھے۔ یہ مرخی نہیں کہ یہ حکم اس شخص سے صادر ہوا جس کا حکم و تقویٰ شک و شبہ سے پاک ہے۔

(۲) وفيات الاعيان، لابس خلکان، ۲۸۷:۳

فقہ الکلیا الہری شافعی (۱) سے یزید کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب فرمایا کہ وہ صحابی کرام میں سے نہیں تھا کیونکہ وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پیدا ہو۔ جہاں تک (لعن یزید کے متعلق) اسراف کا نقطہ نظر ہے تو ما ابو حنیفہ، ما مالک رحمہما اللہ کے اس میں دو قول ہیں۔ تلوخ و تصریح۔

(۱) علی بن محمد بن علی، بواسطہ الطبری، القبطی دلدین تھا۔ 450ھ میں طبرستان میں پیدا ہوئے۔ بغداد میں سکونت اختیار کی۔ فرق باطنیہ کی تہمت لگی تو کوڑے مارے گئے۔ پادشاہ نے قتل کا ارادہ کیا مگر مستظہر نے حمایت کر کے چھڑایا۔ 504ھ ہجری میں وفات پائی۔ الاعلام ۱۴۹۵

یک قوں کے مطابق کنیتہ اشرفہ عننت کرناج رہے۔ (تلوخ)

دوسرے قول کے مطابق صراحہ کھلے ہندوں اس پر عننت کرناج نہ ہے، (تصریح) اور ہمارے نزدیک صرف ایک قوں ہے تصریح (۱) نہ کہ تلوخ۔ اس پر صراحہ کھلے ہندوں لعنت بھیجنا جائز ہے اور یہ کیوں نہ ہو جب کہ وہ شطرنج کھینے والا، چیتوں کا شکار کرنے والا، اور شراب میں مدہوش رہنے والا شخص تھا۔

(۳) روح المعانی، الألبوسی ۷۳:۲۶

بن جوزی نے "اسرار المصنوع" میں بیان کیا ہے کہ اپنے آپ کو سنت کی طرف منسوب کرنے والے ایک فریق کے عقیدوں میں اس کا غلبہ ہوتا جا رہا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ یزید حق پر تھا، ما حسینؑ نے اس کے خلاف خروج کر کے غلطی کی ہے۔ اگر یہ لوگ تاریخ و سیرت میں غور و فکر کرتے تو نہیں معصوم ہو جاتا کہ اس کی بیعت کیسے معتقد ہوئی؟ و کیسے وگوں پر مسئلہ کی گئی؟ کیونکہ اس مسئلے میں ہر طرح کی برائی اور قہرمت سے کام لیا گیا۔ پھر اگر بغرض عقد بیعت کی صحت کو مان میں تو جو کچھ اس سے ظاہر ہو وہ (سب) فتح عقد عہد بیعت کو توڑ دینے کو واجب و لازم کرتا ہے۔ اس کی طرف وہی مائل ہوگا جو سخت جاہل مانی المہدب (بے دین) ہوگا اور اپنے اس میلان کو انصیوں کی مخالفت پر مبنی گمان کرے گا

(۴) الذین علی الروصتین، لابی شامہ، ص: ۲۳

ابن جوزی سے لعن یزید کے بارے میں سواں کیا گیا تو اس نے جواب دیا۔ "امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس پر عننت کرناجائز قرار دیا ہے، وراہم کہتے ہیں کہ ہم اسے پسند نہیں کرتے۔ یہی تصریح باللعن، یعنی کھلے ہندوں لعنت۔ اس نے کہ ابن خلکان نے اس کو نقل کیا ہے۔ بعد اس کے جو قویٰ مغز میں عدم جو رخص یزید آیا اور کہا ہے کہ یہ قادی کیو ہری کی رائے کے خلاف ہے۔ (لکھا الہری کہتے ہیں کہ ہم شافعی اس پر کھلے ہندوں لعنت بھیجتے ہیں۔)

کرتے اس سلوک کی وجہ سے جو اس نے ہمارے نبی کی بیٹی کے بیٹے (نواسے) کے ساتھ کیا
ورآل رسول کو وثنوں کے کپڑوں پر سو کر رکرا کے قیدی بنا کے شام کی طرف پھرایا۔ پھر اللہ اور
اس کے رسول کی مخالفت میں جو کچھ اس سے واقع ہوا ان وجوہ کی بنا پر ہم اسے پسند نہیں
کرتے۔ اگر تم ہمارے اس قول کہ ”ہم اس کو پسند نہیں کرتے“ کی موافقت پر راضی ہو تو فہم
وگرنہ ہم اصل دعویٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس پر لعنت کرنا جائز ہے۔

نیز ابن جوزی نے یہ کہا ہے کہ ہمارے وقت کو اس مردود شخص کے ذکر سے عیب دار
مت کر د جس نے مام حسینؑ کے ان دندان مبارک پر چھڑی ماری جن کو رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چوما کرتے تھے۔ یزید نے اپنے مطلوب و مقصد کو پانے کے لئے اسے نشانہ
بنایا (مگر وہ مردود زمین ٹھہرا)

(۵) اندکرة، بلقرطبی ۶۴۳:۲

حدیث نبی ﷺ کہ ”میری امت کی ہلاکت قریش کے لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی۔“ کو
ذکر کرنے کے بعد مام قرظی لکھتے ہیں اس حدیث کا مصدق یزید، عبید اللہ بن ریان و بنو
امیہ کے بادشاہوں میں سے وہ لڑکے اور جوان تھے جو ان جیسے تھے۔ انہوں نے اہل بیت
رسول ﷺ کو قتل کیا اور انہیں قیدی بنایا۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں خیر مرہا جرین و انصار کو قتل
کیا۔ اس کے بعد وہ بھی کثیر امور قبیحہ و افعال شنیعہ ان سے صادر ہوئے۔

بالمحمد بنی امیہ نے نبی کریم ﷺ کی وصیت جو آپ نے اپنے اہل بیت اور امت کے
بارے میں فرمائی تھی اس کے جواب میں مخالفت و نافرمانی کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے ان کے
خون بہائے، ان کی عورتوں و بچوں کو قیدی بنایا، ان کے شہر وں کو خراب و برباد کیا۔ ان کے
شرف و فضیلت کا ٹکار کیا اور ان کی عداوت و دشمنی اور گان گلوچ کو جزا قرار دیا۔ چنانچہ بایں

طور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی وصیت کی مخالفت کی اور آپ کی چاہت اور آرزو کے برعکس
اس کا مقابلہ کیا۔ یہ لوگ جب رسول کریم ﷺ کے سامنے کھڑے ہوں گے تو انہیں کیسی ذلت و
رہائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ورنہ کس قدر وہیل و خور ہوں گے، اس دن جس دن (قیامت
کے میدان میں) آپ کے حضور پیش کئے جائیں گے۔

(۶) میراد الاعتدال، للدهی ۴۱۰:۴

یزید کے بارے میں عدم مذہبی کہتے ہیں: وہ اپنی عدالت میں مجروح و عیب دار
ہے۔ وہ اس کا بل نہیں کہ اس سے روایت نہ جائے وراہم حمد بن حنبل رحمہ اللہ بھی فرماتے
ہیں کہ وہ روایت کا بل نہیں اس سے روایت نہیں لینا چاہیے۔

(۷) سیر اعلام النبلاء، للدهی ۳۶:۴

ذہبی مزید لکھتے ہیں یزید ان لوگوں میں سے ہے جن کو نہ تو ہم گان گلوچ کرتے ہیں
اور نہ ہی پسند کرتے ہیں۔ دونوں حکومتوں (یعنی موی اور عباسی) کے بادشاہوں میں اس
کے نظائر و امثال (موجود) تھے۔

(۸) شرح العقائد السلفیہ، ص ۱۸۱-۱۸۰

علامہ تفتازانی شرح عقائد سلفیہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: ”حق یہ ہے کہ یزید کا
مام حسینؑ کے قتل سے خوش ہونا وراہل بیت اطہار کی توہین کرنا تو تر معنوی سے ثابت
ہے۔ اگرچہ اس کی تفصیل آج نہیں۔ پس ہم اس (پر لعنت کرنے) کے بارے میں بلکہ اس
کے ایمان (نہ ہونے) کے بارے میں بھی توقف نہیں کرتے (یعنی ہم یزید پر لعنت بھی کرتے
ہیں وراہل کو کافر بھی کہتے ہیں) پس یزید اس کے مددگاروں، حامیوں و دو کیلوں پر خدا کی
لعنت ہو۔“

اہل بیت اطہار پر جو مظالم ڈھائے گئے ان کی حیثیت ایسی ٹھہری ہے کہ اس سلسلے میں سزا میں شائبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی بلکہ قریب ہے کہ اس پر جمادات بھی گواہی دینے لگیں اور پھر شرف ہو جائیں۔ اس خبیث (یرید) کے عمل کی برائی زمانہ کی رفتار کے ساتھ قائم و برقرار رہ رہی رہی۔ پس اللہ کی لعنت ہو یزید پر اور اس پر بھی جو اس سے راضی ہو یا اس کے لئے سعی و کوشش کی۔ (ان سب پر لعنت ہو) و آخرت کا عذاب زیادہ شدید و درہم و درہم رہنے والا ہے۔ اگر کہا جائے کہ بعض علماء مذہب نے اس پر لعنت کی جرات نہیں دی باوجودیکہ وہ جانتے تھے کہ وہ اس سے بھی زیادہ کا مستحق ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اس سے بچنے کے لئے کہ کہیں یہ سلسلہ اور پر تک نہ بڑھتا جائے۔

علامہ آوی فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں اور میرا ظن غالب (یقین) یہ ہے کہ وہ خبیث (یرید) حضور ﷺ کی رسالت کو بھی ماننے والا نہیں تھا۔ اس نے مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے پاسیوں و اہل بیت اطہار کے ساتھ ان کی زندگی اور بعد زوفاً جو کچھ سلوک و رکھ و رجو کچھ اس نے دیگر افعال شنیعہ و قبیحہ کے (اور جو کچھ اس سے امت میز فوس صادر ہوئے۔)

یہ اس کی عدم تصدیق پر زیادہ دلالت کرنے والے ہیں، نیز اس شخص کے عمل سے مشابہت رکھتے ہیں جس نے قرآن پاک کے اوراق کو نجاست میں پھینکا۔ (۲) یزید کے عمال و قبیحہ اس کے عدم ایمان و قرآن مجید کے اوراق گندگی میں ڈالنے سے کم پر دلالت نہیں کرتے۔ اور

(۱) پائی ہے یا عیم نہوں نے کھسرا دیکھیں گے وہ عجم میں مس دہری (ار مترجم)
(۲) فقہ رگرام سے ہے کہ جو شخص قرآن کریم کے ورق کو نجاست میں پھینکے وہ کافر ہے۔ (ار مترجم)

میں نہیں سمجھتا کہ اس کا معاملہ کا برو جہ مسلمین سے مخفی و پوشیدہ تھا مگر وہ مغلوب و مقہور تھے۔ صبر کے سوان کے لئے کوئی چارہ نہیں تھا۔ ”لَقَدْ فَصَّلَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا“ [الاحزاب ۸: ۲۴] تاکہ تقدیر الہی پوری ہو کر رہے۔

اگر بفرض محال یہ مان بھی لیا جائے کہ وہ خبیث مسلمان تھا تو پھر بھی وہ یہ تھا جس نے اپنے لئے اتنے زیادہ گناہ کبیرہ جمع کر لئے تھے جو بیان کی حدود سے باہر ہیں۔

اور میرے نزدیک اس (یرید) جیسے شخص معین پر لعنت کرنا جائز ہے کیونکہ اس جیسا کوئی فاسق بھی متصور نہیں ہے۔ اور ہر یہی ہے کہ اس نے توہم نہیں کی اور اس کی توہم کا قتل اس کے ایمان سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ اسی طرح امین سعد، امین ریاد اور اس کی تمام جماعت پر لعنت کی جائے گی۔ پس اللہ کی لعنت ہو اس تمام پر، ان کے اعوان و انصار (حامیوں اور وکیلوں) اور ان کے شیعوں پر اور اس پر بھی قیامت تک اللہ کی لعنت ہو جس کا دل ان کی طرف مائل ہو اس وقت تک جب تک کوئی آنکھ بھی امام مہدی مقدم حضرت امام حسین علیہ السلام پر نہ ہو جاتی رہے۔

کہا اس باب سے ہے سبط رسول اللہ (رسول اللہ کے نو، سے) حضرت امام حسین علیہ السلام کا اس ظالم و رباغی حکمران کے خلاف خروج جو قوت و طاقت اور فکر و فریب سے حکومت پر قابض ہوا۔ یعنی یزید بن معاویہ اللہ تعالیٰ اس کو دلیل و خوار کرے ورنہ کرامیہ اور نو صب وغیرہ کو بھی ذلیل و رسوا کرے جنہوں نے اس کی حمایت و کاست کا بیڑا اٹھایا۔

حاصل کلام:

آخر میں اس بات کی طرف اشارہ کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ یزید عین کے

بارے میں جو کچھ کہا گیا۔ ان سب اقوال کو جمع کرنا مقصود نہیں بلکہ صرف وہ (چند) اقوال نقل کئے ہیں جو دوران تحقیق میرے سامنے آئے۔ اور ان اقوال کو نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ایک مسلمان پر یہ امر روز روشن کی طرح عیاں اور واضح ہو جائے کہ اس خبیث و عین (یزید) کی دوستی و نصرت اور حمایت و کاست کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں ورنہ ہی دین میں اس کی کوئی گنجائش ہے۔

کتاب کی نسبت اور اس کا نام

ابن جوزی کی طرف کتاب کی نسبت قطعی و یقینی ہے۔ متعدد علماء نے اپنی تالیفات میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ان علماء کرام دوران کی کتب کے حوالہ جات درج ذیل ہے۔

(۱) سبط ابن جوزی تذکرة الحواری ص: ۲۸۷

(۲) ابن اثیر الکامل ۵۶۲: ۱۱

(۳) ابن کثیر البدایة والہایة ۸: ۲۲۳

(۴) ابن تیمیہ منہاج السنة ۴: ۵۷۴

(۵) ابن رجب حبلی الذیل علی طبقات الحواریة ۱۷۰: ۳۵۶

(۶) اللہمی سیر اعلام النبلاء ۲۱: ۱۶۰

(۷) ابن حجر الہیتمی الصواعق المحرقة ص: ۲۲۲

(۸) حاجی خلیفہ کشف الطنون ۱: ۸۳۹

اور اس میں کہا کہ کتاب کا آغاز یوں ہے (الحمد لله کفو جلاله) جو کہ مخطوطہ (قلبی نسخہ) کے خلاف ہے۔

(۹) اسماعیل باشا ہدیة العارفین ۱: ۵۲۱

(۱۰) الحواری ساری روصات الجنات ۵: ۳۶

(۱۱) عبد الحمید العوجی مؤلفات ابن جوزی ص: ۱۰۳

ابن اشیر، ابن کثیر، ابن تیمیہ اور حافظ ذہبی نے کتاب کا نام ذکر نہیں کیا بلکہ انہوں نے شرہ کیا ہے کہ ابن جوزی نے یزید پر عنت کے جواز (جائز ہونے) پر ایک کتاب لکھی ہے۔

ن کے سوا باقی مصنفین نے کتاب کا نام یوں ذکر کیا ہے "الرد علی المتعصب العید
الماع من دم یوید" مگر خوشنوی نے یہ نام و عنوان دیا ہے "الرد علی المتعصب
العید الماع من لعن یوید" جبکہ دونوں مخطوطوں (قلمی نسخوں) پر پہلا عنوان درج ہے اسی
لئے ہم نے بھی کتاب میں اسی (پہلے عنوان) کو ثابت و برقرار رکھا ہے اور کتاب کو یہی نام
دیا ہے۔

(نوٹ) معنوی اعتبار سے دونوں عنوانوں میں کوئی خاص فرق نہیں۔ (از مترجم)
استاذ عمر رضا کحالی (۱) نے ذکر کیا ہے کہ کتاب "الرد علی المتعصب العید
الماع من دم یوید" عبدالمعیت کی تائیدات میں سے ہے۔ وراس میں شک نہیں کہ یہ
بہت بڑا و ہم یعنی بہت بڑی غلطی اور بھول ہے جو مستذافض سے وقع ہوئی ہے۔

قلمی نسخوں کی کیفیت

اس کتاب کے دو قلمی نسخے پائے جاتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

(۱) مکتبہ اوقاف بغداد، پہلا مخطوط (قلمی نسخہ) مکتبہ اوقاف بغداد میں موجود ہے
- یہ نسخہ بڑے سائز کے سات اور ق پر مشتمل ہے جن کا سائز 22 ضرب 31 سم ہے۔
ہار یک خط کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔

مخطوط کے آخر میں شکاف و سوراخ موجود ہے اور اوراق کے اطراف و جوانب
بے حس سے برباد ہونے کو پیر جس سے بعض کلمات مٹنے کو ہیں۔

یہ مخطوط شیخ سہروردی رحمہ اللہ کی کتاب "عوارف المعارف" جو کہ سنہ ۹۷۰ ہجری کو
نقل کی گئی ہے، اس کے بعد واقع ہے۔ اور یہ دونوں ایک ہی جلد میں، س نمبر 12223/2 کے
تحت موجود ہیں۔ (ایک ہی جلد میں موجود ہیں) اس مخطوط کے نقل کرنے کی تاریخ یا ناقل کا
نام بھی درج نہیں اور سماعت سے بھی خالی ہے۔

(۲) نسخہ دار المخطوطات: یہ نسخہ دار المخطوطات بغداد میں موجود ہے۔ جو کہ غلط
سے پڑ ہے اس کا خط بھی غیر عمدہ (ردی) ہے۔ چودہ اوراق پر مشتمل ہے۔

سائز تقریباً 22 ضرب 12 سم ہے۔ ایک دوسری کتاب کے ساتھ واقع ہے جس
کا نام "الحجیۃ" ہے جسے سنہ 1305 ہجری میں نقل کیا گیا ہے۔

دونوں کتابیں اس نمبر 37880 کے تحت ایک ہی جلد میں موجود ہیں۔ اس مخطوط
(قلمی نسخہ) پر نقل کرنے کی تاریخ اور ناقل کا نام بھی درج نہیں اور سماعت سے بھی خالی ہے۔

میرا انداز تحقیق اور میرا تحقیقی کام

(۱) میں (ڈاکٹر یثیم عبدالسلام محمد) نے کتب کے دونوں طرف (ق) اور (ص) کے ساتھ اشارہ کیا ہے۔ (ق) کے ساتھ اشارہ اس مخطوطہ کی طرف ہے جو دارالافتاء بغداد میں ہے اور (ص) سے اس مخطوطہ کی طرف اشارہ ہے جو درمیانہ مخطوطات بغداد ہے۔

(۲) میں نے مخطوطہ (ق) کو اصل ٹھہرایا ہے کیونکہ یہ (ص) کے مقابلے میں پرانا بھی ہے اور اس میں غلطیاں بھی نسبتاً کم ہیں۔ میں نے دونوں نسخوں کے درمیان موازنہ و مقابلہ کیا و متن کی کتبہ میں تصحیح اور درستگی کا التزام کیا ہے۔ (متن کے لکھنے میں صحت و درستگی کو پیش نظر رکھا ہے) جہاں دونوں میں اختلاف نظر آیا وہاں میں نے صحیح کو تو سین (۱) کے درمیان لکھا ہے اور حاشیہ میں اختلاف کا ذکر کر دیا ہے۔

(۳) آیات کو ان کی سورتوں کی طرف اور احادیث کو ان کی خاص کتابوں کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ تخریج احادیث میں میرے طریقے اور انداز و اسلوب کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

(۱) اگر حدیث صحیحین (بخاری و مسلم) میں یہ دونوں میں سے کسی ایک میں آئی ہو تو میں نے ان دونوں کتابوں کی طرف اشارہ کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ ان کے علاوہ حدیث کی کسی دوسری کتاب کی طرف اشارہ نہیں کیا۔

(ب) جب کوئی حدیث بخاری و مسلم کے سوا دوسری کتابوں میں وارد ہوئی ہے تو جہاں تک مجھے ممکن ہو سکا تو میں نے ان تمام کتابوں کا ذکر کرنے کی کوشش کی ہے اور ساتھ ہی ساتھ حدیث کا درجہ اور اس کے متعلق محدثین کے قول بھی بیان کر دیئے ہیں۔

(۱) مشہور و معروف علماء کرام کے ناموں کے سوا جن علماء کرام کے نام آئے ہیں ان کا مختصر سا تعارف بھی پیش کر دیا ہے۔

(۲) جہاں نقل کی گئی عبارات کی موجودگی کا گن ہوا اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ مؤلف نے جس کتاب کا حوالہ دیا ہے اگر وہ مفقود یا نایاب ہے تو میرے نزدیک اصل کتاب سے جو قریب ترین مرجع ہے اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس امر کی طرف بھی اشارہ کر دوں کہ روایات کا تمام مصدر تاریخیہ کی طرف انتساب انتہائی مشکل ہے ہلد میں نے ایک یا دو کتابوں کے حوالہ جات ذکر کر دیئے ہیں جس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ روایت ان کے سوا کسی اور کتاب میں موجود نہیں جیسا کہ میں نے اشارہ کر دیا ہے کہ ان روایات کے انتساب کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مصدر تاریخی (اس کتاب) سے مکمل مطابقت رکھتی ہیں کیونکہ یہ بات معلوم و معروف ہے کہ تاریخی روایات میں مختلف کتابوں میں عبارات اور جملوں میں اختلاف موجود ہے۔ پس کسی کتاب کی طرف نسبت (یعنی حوالے) کا مطلب یہ ہے کہ یہ روایات ان الفاظ یا اس سے قریب ترین الفاظ کے ساتھ مذکورہ کتاب میں موجود ہے۔

(۳) میں نے عبارات کے مشکل الفاظ کی تشریح، وہم و خطاء، تحریف و الٹ پھیر کا کشف و بیان اور از روئے نقل متعلقات کا اضافہ کیا ہے تاکہ ان کا مقصود و مفہوم تمام اور مطلب و معنی مکمل ہو جائے۔

(۴) میں نے محدثین کے رموز کا استعمال کیا ہے۔

مخطوطہ (ق) میں محدثین کے رموز (ف) ای حدیثا یعنی ہم سے حدیث بیان کی ہے (فد) نے۔

اور رموز (سا ای احسرا یعنی ہمیں خبر دی ہے (قد نے) کا استعمال کیا گیا ہے۔ دریں اثنا مخطوطہ (ص) میں کبھی ان رموز کا استعمال ہوا ہے اور کبھی نہیں۔ پس میں نے مخطوطہ (ق) کو ترجیح دی ہے (اور اسی کا اتباع کیا ہے) کیونکہ وہی اصل ہے۔

(۵) یزید پر لعنت کے جو الفاظ مخطوطہ (ص) میں آئے تھے ان کو میں نے حذف کر دیا ہے۔ کیونکہ ہمارے نئے مناسب نہیں کہ دیگر علما کو چھوڑ کر اسے اپنے نئے قرب الہی کے حصول کا طریقہ اور ذریعہ بنالیں۔

(۶) پہلی مرتبہ جب کسی کتاب کا حوالہ دیا ہے تو اس کے ساتھ اس کے مؤلف کا نام بھی ذکر کر دیا ہے۔ وراسی (کتاب و مصنف کے نام ذکر کرنے) پر کتفاء کیا ہے۔ کتاب کا سن طبع و مقدمہ شاعت کا ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ دونوں چیزیں میں کتاب کے آخر میں اسماء کتب کی فہرست میں پیش کر دوں گا۔

معزز قارئین کرام سے امید رکھتا ہوں کہ وہ جان لیں کہ میں نے اس کتاب کی تحقیق و ریسرچ میں مقدمہ و بھرکوشش کی ہے اور اس سلسلے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ورنہ میری اغزشوں سے درگزر کریں گے اور میرے ساتھ تعاون کا ہاتھ بڑھائیں گے تاکہ اگر کہیں کوئی غلطی و خطا واقع ہوگئی ہو تو اس کی اصلاح کی جاسکے۔

ڈاکٹر ہیثم عبدالسلام محمد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ آغاز متن کتاب

(۱) ہمارے سردار و آقا، شیخ امام عالم و حیدر رئیس کبیر نابغہ روزگار یکتائے دور، علامہ صاحب کمال اہملت و لدین شیخ، سهام ناصر لسنہ ابو، فرج عبدالرحمن بن علی بن محمد بن علی الجوری لواعظ الکبریٰ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ من کی روح کو پاکیزہ اور قبر کو منور فرمائے (۱)

سب تعریفیں اللہ عز و جل کے لئے ہیں جس نے ہمیں بذریعہ علم، گمراہی اور خوہش نفس کی مطابقت و موافقت سے نجات عطا فرمائی ورجاہل فساد کی سوگوں کی صحبت و رفاقت سے محفوظ فرمایا۔ (۲)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں ہے، وہ وحدہ و شریک ہے، یہی گواہی جو صاحب یقین عباد کی گواہی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے وراس کے رسول ہیں۔ تمام رسولوں کے سردار اور آخری نبی ہیں۔ ورنہ دوسرا مال ہوں سید المرسلین خاتم النبیین ورسپ کی پاکیزہ اور فضیلت مآب آپ، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اور قیامت تک آپ کی اتباع کرنے والوں پر۔

وعظ کی ایک مجلس میں ایک سائل نے مجھ سے یزید بن معاویہ کے بارے میں سوال کیا کہ حضرت ام حسین علیہ السلام کے حق میں اس نے جو سلوک روا رکھا اور مدینہ طیبہ میں لوٹ مار

(۱) مخطوطہ (ص) میں یہ عبارت موجود نہیں۔

(۲) مخطوطہ (ص) سے یہ عبارت ماقط ہے۔

ہیں ہم سے بیان کیا ابو نعیم عبد اللہ بن محمد بن شاذان نے انہوں نے کہا، ہم سے بیان کیا محمد بن سہل بن الحسن نے، ہم سے بیان کیا احمد بن سعید اللہی نے ہم سے بیان کیا یعقوب بن اسحاق نے، انہوں نے کہا، لوگ چار طبقوں میں تقسیم ہیں۔

(۱) ایک وہ آدمی ہے جو جانتا ہے، اور یہ بھی جانتا ہے کہ وہ جانتا ہے، وہ علم ہے اس سے، لو، سیکھ لو، علم حاصل کر لو۔

(۲) ایک وہ آدمی ہے جو جانتا ہے مگر نہیں جانتا کہ وہ جانتا ہے وہ بھولنے والا ہے

اسے یاد لا دو۔

(۳) ایک وہ آدمی ہے کہ نہیں جانتا مگر جانتا اور جانتا ہے کہ وہ نہیں جانتا وہ ہدایت و

رہنمائی کا طبکار ہے اسے سکھلاؤ۔ (۱)

(۴) ایک وہ آدمی ہے جو نہیں جانتا، اور یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ نہیں جانتا (یعنی ایسا

جاہل ہے جو اپنی جہالت سے بھی جاہل ہے)۔ بس وہ جاہل ہے اسے چھوڑ دو۔ (۲)

اور یہ شخص عبد المغیث حنبلی نہ مقلولات کو جانتا ہے نہ معقولات کو سمجھتا ہے لیکن

حدیث پڑھتا ہے تاہم صحیح و سقیم میں تمیز کی معرفت نہیں رکھتا۔ نیز مقطوع (۳) و موصول (۴) میں

(۱) (ص) سے ساقط ہے۔

(۲) عبود الاعجاز، لابن تیمیہ ۱۲۶:۲۔ العقد العربیہ، لابن عبد ربہ، ۲۹۴:۲

(۳) مقطوع۔ وہ حدیث جو تابعین کے اقوال و افعال پر مشتمل ہو اور انہیں پر موقوف ہو (صحابی کا ذکر نہ

آئے) الخلاصہ فی اصول الحدیث، لعلی، ص ۶۵۔

(۴) موصول۔ ہر وہ حدیث جس کی سند متصل ہو اور اس کا ہر راوی اپنے سے اوچے واسے رووی سے

سرا کرے، برابر ہے کہ وہ حدیث نبی کریم ﷺ تک مرفوع ہو یا آپ کے سوا کسی اور پر موقوف ہو۔

الخلاصہ، ص ۶۰۔

اور قتل و غارت گری کا جو حکم دیا اس بنا پر آپ بتلائیے کہ کیا اس پر لعنت کرنا جائز ہے؟ میں نے جواب دیا اس کے لئے وہی کافی ہے جس میں وہ مبتلا ہے، اور خاموشی زیادہ مناسب ہے۔

سوال کرنے والے نے کہا: "یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ خاموشی زیادہ مناسب ہے لیکن میں یہ جانتا چاہتا ہوں کہ کیا اس پر لعنت کرنا جائز ہے؟" (۲)

میں نے جواب دیا "صاحب ورع و تقویٰ علماء نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ جن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ شامل ہیں۔"

میرا یہ جواب اس شخص (عبد المغیث حنبلی) تک پہنچا جس نے روایتِ حادثہ تو پڑھی ہیں مگر وہ عمومی تعصب، ضد و عناد اور ہٹ دھرمی سے باز نہیں آیا۔ (۳) اس نے میرے جواب کا انکار کیا ورنہ یہ کی حدیث و کالت کرتے ہوئے ایک کتاب لکھ ماری۔ (۴) میرا ایک دوست عبد المغیث حنبلی کی کتاب میرے پاس لایا اور مجھ سے اس کتاب کے رد کا مطالبہ کیا میں نے اسے جواب دیا کہ میں اس شخص کو علم و فہم کی کمی کے تناظر میں چھٹی طرح جانتا ہوں۔ جو بے قواسے دیا جاتا ہے جو سمجھ بوجھ رکھتا ہو جب کہ وہ اس سے عاری ہے۔

ہمیں خبر دی عبد الرحمن بن محمد انفراد نے، انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ابو الحسن انقور نے، وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا قاضی ابو عبد اللہ نعیم بن ہارون انصاری نے، وہ کہتے

(۱) مخطوط (ص) میں ہے اس کا بدہ سنت ہی ہے۔ نیز بن حجر نے صواعق مخرقہ میں یہ عبارت انہی الفاظ کے ساتھ ذکر کی ہے اس کے لئے وہی کافی ہے جس میں وہ مبتلا ہے۔

دیکھیے، الصواعق، ص ۲۲۲۔ تذکرۃ المحواص، ص ۲۸۷۔

(۲) مخطوط (ق) میں (معجز) کا ضبط ہے اور مخطوط (ص) میں (معجز) ہے۔

(۳) مخطوط (ق) میں 'میں' ہے اور (ص) میں 'میں' ہے۔

(۴) (ص) سے یہ ضبط ساقط ہے۔

تابعی و صحابی میں ناخ و منسوخ (۱) میں تیز نہیں کر سکتا، نہ ہی دو حدیثوں کے درمیان تطبیق و جمع کی صداقت رکھتا ہے۔

علاوہ ازیں اس میں عمومی تعصب ضد و درہٹ دھری بھی ہے جب کسی حدیث کو اپنی خواہش نفس کے موافق و مطابق پاتا ہے تو اس سے تمسک کرتا ہے (چمٹ جاتا ہے) و اس کو دلیل بناتا ہے۔ اگرچہ فقہاء کا موقف اس سے مختلف ہو۔ اس بات کا بیان کہ وہ علم حدیث کو نہیں جانتا یہ ہے کہ وہ اپنی اغراض و خواہشات پر ان حدیث سے استدلال کرتا ہے جن کی نسبت جھوٹوں کی طرف ہے اور یہ شخص صادق و کاذب جھوٹے سچے کے درمیان تیز کی معرفت و صلاحیت نہیں رکھتا۔

اس کے بارے میں عبد الرحمن بن عیسیٰ الفقیہ (۲) نے مجھ سے بیان کیا، وہ کہتے ہیں 'یہ شخص مجھے کہنے لگا حدیث المستفیضہ صحیح میں نہیں۔' (۳) کون ہے جس پر اس طرح کی مشہور حدیث مخفی ہو جبکہ اس کی صحت پر اتفاق ہے۔ پھر ایسے شخص کے بارے میں کیسے کہا جاسکتا ہے کہ وہ محدث ہے۔

(۱) ناخ - ہر وہ حدیث جو سابق علم شرعی کے ٹھکانے پر دل مت کرے۔

منسوخ - ہر وہ حدیث جس کا حکم اپنے بعد آنے والی دلیل شرعی کے ساتھ اٹھ جائے۔ (المحلا ص ۶۰)
(۲) عبد الرحمن بن عیسیٰ بن ابی اسحاق بن عیسیٰ البروری البغدادی، محمد بن جوزی رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ در بن جوزی کے مخصوص آدمی تھے پھر چھوڑ گئے و ان سے جدلی اختیار کر لیا یہاں تک کہ موت نے ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی۔ ۶۰۳ ہجری میں فوت ہوئے۔

ذیل تصانیف المعتمدہ ۴۶۲

(۳) مؤلف (ابن جوزی) خود کتاب کے آخر میں اس کا مکمل تذکرہ کریں گے ہم بھی وہیں اس کی تخریج کریں گے۔

ایک دن میرا اس کے ساتھ پانچواں (اجتماع ہوا) تو اس نے مسلم بن یسار (۱) کا ذکر کرتے ہوئے اسے کہا صحابہ میں شمار کیا میں نے اس کی بات پر سے تنبیہ کی اور جھڑکتے ہوئے کہا کسی نے بھی انہیں صحابی نہیں کہا وہ تو تابعی تھے۔ پھر اس کی عصبيت نے اسے تشبیہ کی طرف مائل کر دیا۔ تو اس نے میری طرف حدیث استنفاد لکھ کر بھیجی و کہا (۲) اللہ عز و جل نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو پاؤں پر پاؤں (یا ناگ پر ناگ) رکھ کر لیٹ گیا۔ (۳) مَعَادَ اللَّهِ ثُمَّ الْوَعَادُ بِاللَّهِ

اس نے مزید کہا کہ بخاری و مسلم پر لازم تھا کہ اس حدیث کا اخراج کرتے۔ (بخاری و مسلم میں اس حدیث کو روایت کرتے) میں جو اہل کہتا ہوں کہ تیری خرابی ہو، افسوس ہے تجھ پر، یہ حدیث صحیح نہیں سی لئے، ام حمد بن حنبل، ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ اس کی تخریج پر قطعاً راضی نہیں ہوئے اور انہوں نے اسے اپنی حدیث کی کتابوں میں درج نہیں کیا۔ اس حدیث کی ایک علت ہے جسے میں اپنی کتاب "مُصْطَلَحُ الْمُصَوِّبِ دِلِّي عِنْدَ الْأَصُولِ" (۴)

(۱) مسلم بن یسار، ابو عبد اللہ، ناسک کے فقیہ، عہد حدیث (محدثین) میں سے تھے۔ اصل میں مکہ کے رہنے والے تھے۔ بصرہ میں سکونت اختیار کی۔ بصرہ کے ملحق تھے۔ وہیں ۸۸ ہجری میں فوت ہوئے۔

حلیۃ لاویاء، ابو نعیم الاصبہانی ۲۹۰

بہدیب البہدیب، ابن حجر العسقلانی ۱۰۱۰

(۲) مخطوط (مس) سے ساقط ہے۔

(۳) حافظ ذہبی نے مسیر اعلام سیلاء ۲۱ ۱۵۹ میں بیان کیا کہ یہ حدیث منکر ہے۔

(۴) اگر ضعیف روی نے قوی روی کے خلاف روایت کی تو اس کی حدیث کو منکر کہتے ہیں۔ (امترم)

(۵) دیکھئے مؤلفات ابن جوزی، عبد الحمید اعلمی، ص ۱۸۹۔

اس نے ذکر کیا کہ فارسی زبان میں اس کتاب کا قلمی نسخہ اس نے دیکھا ہے۔

میں ذکر کیا ہے۔ اور میں نے سے کہا کہ میں نے صفات باری تعالیٰ کے بارے میں آنے والی اخبار و روایات کو جمع کیا ہے، دوران میں سے صحیح اور غیر صحیح کو جدا جدا، ورمیز کر دیا ہے۔ (۱) وہ کہنے لگا ہم نے اس کا ارادہ نہیں کیا کیونکہ حدیث کو مردود قرار دینے میں اس راوی پر دھتکار ہے جس نے اس کو روایت کیا (یعنی راوی) (۲)

میں نے اسے کہا تجھ پر افسوس ہے تو حق وانصاف سے اس قدر ہٹا ہوا ہے؟ پس میں نے حاضر کو غائب کی طرح دیکھا (یعنی وہ جیسے ہو گیا جیسے حاضری موجود ہی نہ ہو)۔ رہا اس کا فقہ سے بالکل نا آشنا ہونا (۳) (تو اس کی دلیل یہ ہے) کہ اس نے احادیث کو روایت کیا۔ بسبب اس سے کہا گیا کہ اجماع فقہاء اس کے مذہب و موقف کے خلاف ہے تو اس نے جواب دیا فقہاء کے تو اس (کا اتباع اور ان کا قبول کرنا) مجھ پر زہم نہیں۔

مجھ سے ابو طاہر بن احمد الفقیہ نے بیان کیا (۴) کہ اس شیخ (عبد المغیث حنبی) نے ایک آدمی کا نکاح پڑھایا اور اس سے کہا میں نے اپنی وکالت کے حق کے ساتھ تیرا نکاح

(۱) مخطوطہ (ص) میں لفظ ”مما“ ہے۔

(۲) یہ گمان نہ کرنا کہ ابن جوزی کا یہ کلام عبد المغیث پر فترا و التزام ہے کیونکہ حنفیوں نے ”سیر اعلام النبلاء“ ۶۱۹۲۱ میں اس کلام کو رد کرتے ہوئے لکھا ہے ”عبد المغیث نے بہت سی عطیات کی ہیں جو اس کی کم عمری پر دلالت کرتی ہیں۔ ایک مرتبہ اس نے کہا مسم بن یحییٰ بن علی ہے، اس نے حدیث اختلاف کو صحیح قرار دیا ہے جبکہ وہ حدیث منکر ہے۔ اس بارے میں جب اسے بتایا گیا تو اس نے جواب دیا: اگر اس کو رد کر دیں تو اس میں راوی پر دھتکار ہے۔“

(۳) مخطوطہ (ص) سے ساقط ہے۔

(۴) حنفی بن مقبل بن احمد، صدر البعہ ادنیٰ الحریکی، ابو عقاسم معروف بہ ابن ربیعہ محدثیں میں سے تھے۔

587 ہجری میں فوت ہوئے۔ التکملة لوفیات السلفۃ ۶۳۱ - شمیرات الذہب ۶۹۲: ۴

پنے فلاں بھائی کی بیٹی سے کیا۔ فقیہ نے کہا میں اس آدمی (جو خاندان تھا) سے ملا اور اس سے کہا تیرا عقد نکاح منعقد نہیں ہوا۔ (۱) اور تیرے سنے اس عورت کے قریب جانا حلال نہیں ہو کیونکہ اس عورت کے باپ کی چار بیٹیاں ہیں اور اس عاقد (نکاح پڑھانے والے) نے زوجہ کا نام نہیں لیا۔ پس لوگ بڑے حیران و متعجب ہوئے کہ وہ علم فقہ کی سوجھ بوجھ سے (بالکل) عاری ہے۔ (۲) مجھے یہ حکایت بھی یاد دلائی جس کی ہمیں محمد بن ناصر اصفہانی نے خبر دی، کہا ہم سے بیان کیا احمد بن الحسن بن خیرون نے، کہا ہم سے بیان کیا احمد بن محمد الحنفی نے، کہا ہم سے بیان کیا ابو عمر بن حبیب نے، کہا ہم سے بیان کیا سلیمان بن اسحاق الجلب نے، کہا ہم سے بیان کیا ابراہیم بن اعرابی نے، انہوں نے کہا مجھے خبر ملی کہ ایک عورت، علی بن دؤد (۳) کے پاس آئی جبکہ وہ حدیث بیان کر رہے تھے دوران کے سامنے تعداد میں ہزار کے قریب لوگ تھے۔ (۴) اس عورت نے ان سے کہا ”میں نے اپنے زار کو صدق کرنے کی قسم کھائی ہے۔“ کہا تم نے اسے کتنے درہم میں خریدا تھا؟ ”اس عورت نے جواب دیا: پانچ درہم میں۔“ کہا چلی جا، اور پانچ دن کے روزے رکھ۔ جب وہ چلی گئی تو علی بن دؤد نے کہا ”آہ آہ، ہائے افسوس خدا کی قسم ہم نے غلطی کھائی، ہم نے اسے کفارہ طلبہ کا حکم دے دیا۔“

(۱) مخطوطہ (ق) میں ”من“ کا لفظ ہے۔

(۲) الدلیل علی طبقات الحديث ۳۷۴: ۱

(۳) علی بن دؤد بن یزید اللیثی البغدادی القنطری، یوحسن، خطیب بغدادی نے اسے ثقہ (قابل اعتماد) کہا۔

272 ہجری میں فوت ہوئے۔ تاریخ بغداد، الخطیب البغدادی ۱۶: ۲۴۴

المنتظم: ابن جوزی ۸۷۵ - سیر اعلام النبلاء ۱۳: ۱۴۳

(۴) مخطوطہ (ص) سے ساقط ہے۔

اور میں نے دیکھا کہ اس شیخ (۱) نے امام احمد بن حنبل کے مزار کی عمرت کے پیچھے اپنے لئے ایک قبر کھودی۔ (۲) میں نے سہ کہا یہ تو جائز نہیں۔ (۳) جس کی تین وجوہ ہیں (۴)۔
(۱) یہ زمین تمام مسلمانوں کی مشترکہ زمین ہے۔ لہذا کسی ایک مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس میں سے اپنے مدفن کے لئے ایک جگہ مخصوص کرے (لہذا اس میں سے اپنی قبر کے لئے کوئی جگہ مخصوص کر لینا کسی کے لئے جائز نہیں) یہ تو مسجد میں جمع ہونے کی جگہ اور اس کو بھرنے کی طرح ہے کہ جو پہلے آئے بیٹھ جائے۔

(۲) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر کے گرد گردس وقت تک کوئی جگہ خالی نہیں چھوڑی جائے گی کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے گرد گرد قبریں ہی قبریں ہیں (۵) اور کتنے ہی لوگ وہاں مدفون ہیں تو تم اسے کیسے کھودو گے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مردے کی ہڈی کو توڑنا زندہ کی ہڈی کو توڑنے کی طرح ہی ہے۔ (۶)
اس نے کہا میں نے (وہاں کی زمین کو) کھودا ہے مگر کوئی ہڈی نہیں دیکھی۔

میں نے جواب دیا کہ وہ تو پرانی ویرانہ ہو چکی ہیں کیونکہ تین سو سال سے ریادہ کا عرصہ بیت چکا ہے۔ ان کے ریزے باقی رہ گئے ہوں گے جو قابل احترام ہیں لہذا جو کچھ تو

(۱) اس سے مراد عبدالمغیث حنبلی ہے۔

(۲) مخطوط (ص) سے ساقط ہے۔ مخطوط (ق) میں "ضعیف قبر" کے الفاظ آئے ہیں۔

(۳) مخطوط (ص) سے ساقط ہے۔

(۴) ابن رجب حنبلی نے یہ کلام اپنی کتاب الذیل علی طبقات الحنابلة ۳۵۷:۱ پر نقل کیا ہے۔

(۵) مخطوط (ص) سے ساقط ہے۔

(۶) سنن ہی داؤد کتاب الحائز باب فی الحجار یجد العظم هل یشکب ذلت النکاح

نے کہا یہ جائز نہیں۔

(۳) جب تو اس قبر میں رکھا جائے گا تو تیرے دونوں پاؤں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے سر کے پاس ہوں گے کیونکہ تم دونوں کے درمیان قبر کے سوا کچھ پر نہیں ہوگا اور یہ بے دلی ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ مروزی (۱) نے کہا تھا کہ مجھے ان کے سامنے (والی جگہ میں) دفن کرنا جیسا کہ میں ان کے سامنے بیٹھ کر تھا۔

اس نے میری باتوں پر کوئی توجہ نہ دی اور وہ اس خیال میں چل گیا کہ وہ اپنی خواہش نفس کی اتباع کرنے والا تھا۔ (۲)

رہا اس کا سوء فہم (اس کی تم عقلی و بے وقوفی تو اس کے بارے میں مجھ سے نفی محبت احمد بن ابی بقاء (۳) نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں اور عبدالمغیث، حجتہ اسلام ابن الخشاب (۴) کے پاس تھے (دوران بیان) حدیث میں آیا کہ ایک آدمی نے نذر مانی کہ وہ پیدل حج کرے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یتقین تدعوہاں (یعنی) اس سے بے نیاز (یعنی) ہے کہ

(۱) احمد بن محمد بن الحجاج بن عبدالحریز، ابو بکر المروزی، امام احمد کے صحابہ (ساتھیوں، شاگردوں) میں سب سے مقدم تھے، درجب امام احمد فوت ہوئے تو ان کے دقیق کلام کو آگے بڑھانے کے لئے مستعد ہوئے (ذمہ داری لی) 275 ابھری میں فوت ہوئے۔

طبقات الحنابلة، ابن حبان، ص ۳۲۔ بحار، ج ۱، ص ۲۲۱

(۲) مخطوط (ق) میں "مع هو ك" کے الفاظ ہیں جسے اپنی خواہش نفس نے مانتا تھا

(۳) ہبہ اللہ بن صدق بن سیدہ ابن ثابت البغدادی، ازہری، اصحاب محدثین کے جم غفیر سے ساعت کی۔

۵۹۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ الکملۃ بوفیات العلما ۳۱۶:۱

(۴) عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن عمر الخشاب، ابو محمد۔ بغداد کے رہنے والے تھے یہیں پیدا ہوئے اور

یہیں وفات پائی۔ متعدد علوم کے عالم تھے۔ الذیل علی طبقات ۳۱۶:۱

وہ شخص اپنے آپ کو اس تکلیف و عذاب میں مبتلا کر سدا (۱) تو عبدالمعیت کہنے لگا کہ آپ نے یہ کیسے فرمایا کہ اللہ بے پرواہ و غنی ہے اس سے کہ وہ شخص اپنے آپ کو اس تکلیف میں مبتلا کرے، جبکہ اس نے ہمیں تکلیف کا مکلف بنایا ہے۔ چنانچہ ہم اس کی کم عقلی و ربے دقونی پر حیرانگی اور تعجب کا ظہار کرنے لگے کہ وہ ہمارے مکلف ہونے کو اللہ کی حاجت و ضرورت سمجھتا ہے۔ (معدائد)

اس کی کم عقلی، بے دقونی اور حق کو قبول نہ کرنا، ارجحیت و اگرمعی پر قائم رہنے کی کافی شہادت ہے کہ اس نے حضرت امام حسینؑ کے مقابلے میں یزید عین کی حمایت کے لئے تعصب و بہت دھرمی سے کام لیا ہے اور ایک تنہا بھی ہے جس میں یزید عین کی حمایت و وکالت کی ہے۔ (۲) اور مجھ پر غضب و غصہ کا اظہار کیا ہے کیونکہ میں حضرت امام حسینؑ کی حمایت و وکالت کرتا ہوں اور یزید عین کی مذمت کرتا ہوں۔

ہمارے شیخ بو الحسن بن الزعفرانی مجھے شعر سناتے ہوئے کہتے تھے کہ امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؑ سب کرم اللہ وجہہ الکریم یہ اشعار پڑھا کرتے تھے،

و لو انی بلیت بھاشمی شؤولتہ (بنو عبدالمعیتی) (۳)
صبرت علی عداوتہ و لکن تعالوا فانظروا بمن ابتلانی (۴)

(۱) صحیح البخاری، کتاب النحر، باب من قدر المشی الی الکعبۃ ۲۵۰۳

صحیح المسلم، کتاب الدعوی، باب من قدر ان یمشی الی الکعبۃ ۷۹۶

(۲) مخطوط (ص) سے ساقط ہے۔

(۳) مخطوط (ق) میں بنی عبدالمعیت ہے۔

(۴) دیوان امیر المومنین، بلامام علی، ص ۲۵۰

اگر میں کسی ہاشمی کے ساتھ نہ مایا جاتا تو میں اسے بنی عبدالمعیتی کا ملک بنا دیتا۔
اور اس کی عداوت و دشمنی پر صبر کرتا لیکن تم آؤ، ورنہ کچھ کہ میں کس کے ساتھ نہ مایا گیا ہوں؟

میرے ایک ساتھی نے مجھے کہا کہ حق و صواب کے بیان و اظہار میں میرا فائدہ یہ قبول کیجئے۔ مجھے مخاطب کیجئے اس کی طرف توجہ نہ کیجئے (کتاب میں توجہ اس کی بجائے میری طرف مبذول رکھیے) میں نے جواب دیا اگر یہ شخص یہ کہتا کہ بہتر و اولیٰ یہ ہے کہ کسی کی مذمت میں وقت ضائع نہ کیا جائے تو اس کی مخالفت نہ کی جاتی اس سے کہ بعض صاحبین نے کہا ہے (قیمت کے دن) میرے نامہ اعمال میں اللہ کا کلمہ طیب لکھن مجھے زیادہ پسندیدہ و محبوب ہے اس سے کہ میرے نامہ اعمال میں ابلیس پر اللہ کی لعنت ڈالنے لگے۔ (۱)

رہا اس کا انکار ان لوگوں کے مقابلے میں جنہوں نے مذہم کی مذمت و مہملوں پر لعنت کرنے کو جائز قرار دیا ہے یہ تو خالصہ جہالت ہے۔ اسے تو علماء کبار نے جائز قرار دیا ہے جن میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ شامل ہیں۔ اور امام احمد بن حنبل نے تو یہ کہ بارے میں وہ کچھ کہا جو لعنت سے بھی بڑھ کر ہے۔

پس ہم کو خبر دی ابو بکر محمد بن عبدالباقی الہمدانی نے، انہوں نے ابو اسحاق ابرہ کی سے روایت کی انہوں نے ابو بکر عبد العزیز بن جعفر سے، انہوں نے کہا ہمیں بیان یا مہمل بن سبکی

(۱) شرح معج البلاغۃ، ابن ابی الحدید ۷۴۸۔ امام جوینی نے کہا ہم پر لازم و واجب ہے کہ مسلمانوں میں سے کسی پر نہ تو لعنت کریں نہ بیزارگی کا اظہار کریں۔ لعنت و بدعت میں کونسا ٹوٹا ہے؟ اللہ تعالیٰ کسی مکلف کو نہیں فرمائے گا کہ تو بے حدت کیوں نہی؟ بلکہ سے یہ فرمانے گا کہ تو بے حدت کیوں نہی؟ اور اگر کوئی انسان اپنی ساری زندگی میں شیطان پرست رہے تو گنہگار و نافرمان نہیں ہوگا۔ ورنہ اگر انسان شیطان پر لعنت کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے تو یہ اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔

نے انہوں نے کہا میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے یزید بن منادیہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے جواب دیا: "وہ تو وہ ہے جس نے مدینہ منورہ اور اس کے پاسیوں کے ساتھ ایسا ایسا سلوک کیا۔ میں نے پوچھا اس نے کیا سلوک کیا؟"

تو انہوں نے جواب دیا: "اس کو ناخت و تاراج کیا ورنہ ہر باد ویران کیا۔"

میں نے پوچھا: "کیا ہم اس سے حدیث کی روایت میں؟"

فرمایا: "اس سے حدیث کی روایت نہ لی جائے اور کسی کے لئے بھی یہ من سب نہیں کہ اس سے حدیث لکھے۔"

میں نے پوچھا: "بب اس نے ایسا ویسا سلوک کیا تو اس کے ساتھ کون تھا؟"

انہوں نے جواب دیا: "جل شام۔" (ثانی، ملک شام کے رہنے والے) (۱)

قاضی ابویعلیٰ محمد بن حسین بن الغری (۲) نے اپنی کتاب "المُعْتَمَدُ فِي الْأَصُولِ"

(۳) میں جو جعفر العکبری سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا ابوعلیٰ حسین بن عیینہ نے کہا: ہم سے بیان کیا بو طالب بن شہاب العکبری نے، انہوں نے کہا میں نے

(۱) مجموع فتاویٰ ذہب بیہ ۱۲۰۳

(۲) محمد بن حسین بن محمد بن خلف بن محمد بن لقمان، زبردست عالم تھے، انہی سے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نقلی نامہ سب پھیدا۔ حریم، حوان، حزان کے قاضی رہے۔ 458 ہجری میں فوت ہوئے۔

طبقات الحسابة ص ۳۷۷ - المنہج الاحمد - عبدالرحمن بن محمد (العینی) ۱۰۵۰

(۳) بیان کی کتابوں میں سے ایک کتاب ہے۔ اس نام سے ان کا ایک مختصر (رسالہ) بھی ہے۔ اور جو طبع ہوئی سے وہ بھی مختصر ہے۔ اس سے نے علی صیفات الحسابة ۱۰۶۱ "۳۵۶" میں کہا ہے قاضی ابویعلیٰ سے اپنی کتاب "المعتمد" میں اس مسئلہ کے بارے میں امام احمد کی واضح عبارات ذکر کی ہیں اور اس طرف بھی اشارہ کر دیا ہے کہ اس بارے میں ان سے اختلاف بھی مقفول ہے۔

بو بکر بن عباس کو کہتے سنا کہ میں نے صالح بن حمد بن حنبل کو یہ کہتے ہوئے سنا "میں نے

اپنے ہاجان سے پوچھا کہ کچھ لوگ ہمیں یزید کی دوستی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔"

تو آپ نے فرمایا: "اے میرے بیٹے! جو کوئی اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو وہ یزید کے

ساتھ دوستی کیسے رکھ سکتا ہے؟ میں نے پوچھا پھر آپ اس پر حنت کیوں نہیں کرتے؟

تو آپ نے جواب دیا: "تم نے مجھے کسی چیز پر حنت کرتے کب دیکھا ہے؟ مگر اس

پر لعنت کیوں نہ کریں جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن) میں لعنت بھیجی ہے۔"

میں نے پوچھا: اللہ عزوجل نے اپنی کتاب (قرآن کریم) میں یزید پر لعنت

کہاں بھیجی ہے؟

تو آپ نے پڑھا

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقَطَعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾

﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ أَلَمْ يَأْخُذْهُمْ أَهْلُ عَمَلِهِمْ﴾ [محمد ۲۲، ۲۳]

کہ پھر تم سے یہی توقع ہے کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم ملک میں فساد برپا کرو

گے اور قطع رحمی کرو گے۔ ایسے ہی لوگ ہیں جس پر اللہ نے حنت کی ہے پھر ان کو بہرا و راندھا

کر دیا۔

تو کیا فساد قتل سے زیادہ بڑا ہے۔ (۱)

دور کیا اس قتل حسین سے بڑھ کر بھی کوئی فساد ہو سکتا ہے؟

(۱) میں نے اس روایت کو مختصر المستند میں نہیں پایا۔ شاید یہ روایت "مسند" میں موجود ہوگی جو کہ

۴۸۷ رے پاس موجود نہیں۔ ابن تیمیہ نے "مہاجر السنة" ۵۷۳: ۱ پر ذکر کیا ہے کہ یہ روایت غیر صحیح ہے

اس لئے کہ یہ منقطع ہے جبکہ قارئین کرام مدظلہ فرما چکے ہیں کہ اس روایت کو بھی اور اس سے پہلے آئے وہاں

روایت کو بھی ابن جوزی نے اس کی سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اور قاضی ابو احسین محمد بن اعقاضی بویعلی بن الفرہ نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں مستحقین لعنت کا بیان کیا ہے۔ ان میں یرید کو بھی شامل کیا ہے۔ نیز فرمایا ہے کہ اس پر لعنت کرنے سے روکنے والا یا تو جاہل ہوگا جو اس پر لعنت کے جواز کو نہیں جانتا یا پھر منافق ہوگا جو اس بارے میں لوگوں کو شکوک و شبہات میں ڈالنے کی کوشش کرے گا۔

در کبھی کبھی جاہل لوگ اس حدیث کے ذریعے مغایط ڈالنے اور مضطرب کر دینے کی کوشش کرتے ہیں جس میں فرمایا گیا ہے ”مومن بہت لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔“ (۱) کہ ”یہ منقول ہے اس پر کہ جو لعنت کا مستحق نہ ہو۔“ (یعنی اس کا معنی یہ ہے کہ غیر مستحق پر لعنت نہ کی جائے) (۲) میں نے اس عبارت کو قاضی ابو احسین کے قلم و رن کی کتاب سے نقل کیا ہے۔

(۱) محمد بن محمد بن احسین بن محمد بن الفرہ، ضلی بغدادی، ابو احسین فقد میں مہارت تامہ امام احمد کے مذہب میں یہ طویل رکھتے تھے در سنت سے تمسک کرنے والے تھے۔ 526 ہجری میں 11 اکتوبر کو قتل ہو گیا اور ان کا ماسٹریٹ لایس الیور 683.10.4 - المسیح الاحمد، 2: 236

(۲) کتب سنن میں یہ روایت مجھے نہیں مل سکی البتہ محدث سندھی نے ”سنن مسانی ۱۴۵۸ھ کے حاشیہ پر اس کا ذکر کیا اور فرمایا ”خاص یہ ہے مستحق لعنت پر لیلیٰ طور پر لعنت مضطرب اور نقصان دہ نہیں۔ اس لئے کہا گیا ہے کہ مومن لعنت کرنے کے لئے نہیں بھیجے گی۔“

(۳) الصفحانی نے ”سبل السلام ۳۸۵۴“ میں فرمایا حضور نبی کریم ﷺ سے متعدد قسم کے لوگوں پر لعنت کرنا ثابت ہے جن کی تعداد و تیس سے اوپر ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اہل قبلہ میں سے مافران و گنہگار لوگوں پر لعنت کرنا جائز ہے۔ راوی یہ حدیث ”مؤمن زیادہ لعنت کر لے دلائل نہیں ہوتا۔“ تو اس سے مراد یہ ہے کہ جو لعنت کا مستحق نہ ہو یعنی ان لوگوں میں سے ہو جن پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے لعنت نہیں فرمائی۔ یا معنی یہ ہے کہ مومن کثرت کے ساتھ لعنت کرنے والا نہیں ہوتا جیسا کہ صیغہ فاعل مبالغہ کا صیغہ ہونے کے لحاظ سے کثرت کا فائدہ دے رہا ہے۔

فصل: یرید جیسے کام کرنے والا معون ہے۔

جان دیجئے کہ حدیث میں ان لوگوں پر بھی لعنت آئی ہے جن کا فعل یرید کے فعل کے (۲) عشر عشر کو بھی نہیں پہنچتا۔

ہمیں خبر دی ابن حصین نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے بن المذہب نے، کہا ہمیں خبر دی ہے احمد بن جعفر نے، کہا ہمیں بیان کیا ہے عبد اللہ بن احمد نے، کہا ہم سے بیان کیا میرے باپ نے، کہا ہم سے بیان کیا وکیع نے، کہا ہمیں بیان کیا سفیان نے انہوں نے روایت کیا منصور سے، انہوں نے ابراہیم سے، انہوں نے علقمہ سے، انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے، انہوں نے فرمایا ”تد تعالیٰ نے بالوں کو گودنے والیوں، گدوئے والیوں، باؤں کو نوچنے والیوں، نچوانے والیوں اور خوبصورتی کے لئے دانتوں کو کش دہ کرنے والیوں پر لعنت کی ہے۔“ (۳)

حمد فرماتے ہیں ”ہم سے بیان کیا۔“ انہوں نے روایت کیا عبید بن جراح نے۔ (۱) مخطوط (ص) سے سا قہ ہے۔

(۲) جو بات مجھ پر ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ اس حدیث کے ساتھ استاد صحیح نہیں کیونکہ یہ حدیث تو صیغہ عموم کے ساتھ جو لعنت پر دلالت کرتی ہیں، ہر تم کہو لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الصَّالِحِينَ وَ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْفَاسِقِينَ خالوں یا جھوٹوں پر اللہ کی لعنت۔ در یہ تو بالجماع جائز ہے۔ ابن العربی نے ”احکام القرآن ۵۰۶“ میں اس کو نقل کیا ہے، وَالْإِجْمَاعُ لَا يَحْكُمُ الْقُرْآنُ۔ الفرطی ۱۲۷۲

(۳) صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب المتعصجات للمحس ۲۱۲۷۔ مسند الإمام احمد، ۴: ۳۹۱، صحیح المسند، کتاب اللباس، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة ۱۶۶۶

کہا ہم سے بیان کیا نافع نے، انہوں نے روایت کیا حضرت عبد بن عمر رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوڑ لگائے ولی، جوڑ لگو نے وان، گودنے والی اور گودانے والی پر حنت کی ہے۔ (۱)

حمد فرماتے ہیں "ہم سے بیان کیا بن ہشیم نے، انہوں نے کہا، ہم سے بیان کیا ابوابشر نے، انہوں نے سعید بن حیر سے روایت کی ہے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنت فرمائی ہے اس شخص پر جس نے کسی جاندار چیز کو برف (نشہ) بنایا۔ ۲، ان احادیث کی صحت پر اتفاق ہے۔ (۳)

بخاری و مسلم ان کو اپنی صحیحین میں رکھے ہیں۔ امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ن مردوں پر حنت کی ہے جو عورتوں کی شکل و شبہت اور مشابہت اختیار کریں اور ان عورتوں پر بھی حنت کی ہے جو مردوں کی شکل و صورت اور مشابہت اختیار کریں۔ (۱)

حدیث ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بال گودنے والی اور گودنے والی، سود کھانے والی اور کھانے والی نیز تصویر بنانے والوں پر لعنت کی ہے۔ (۵)

(۱) صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الوصل فی الشعر، ۲۱۳۷۔ مسند الإمام احمد

۲۱۲۲ صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحريم فعل الوصلة والمستوصفة، ۱۶۶۱

(۲) صحیح البخاری، کتاب الصيد، باب ما يكره من المثلة، ۱۲۲:۷، صحیح المسلم،

کتاب الصيد، باب النهي عن صبر اليهالم، ۷۳:۶

(۳) مخطوطہ (ص) میں "عبيد" بالقاف ہے۔

(۴) صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب انحراف المشبهين بالنساء من البيوت، ۲۰۵۰۷

(۵) صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من المصور، ۲۱۷۷

"ہم مسلم حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث رکھے ہیں۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سود کھانے والے، سود کھلانے والے، سود کی گواہی دینے والے اور سود لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (۱) (۲)

ہمیں خبر دی ہے ابن الحسین نے انہوں نے کہا: ہم سے بیان کیا ہے ابن المذہب نے، کہا ہمیں بیان کیا ہے حمد بن جعفر نے، کہا ہمیں بیان کیا ہے عبد اللہ بن احمد نے، انہوں نے کہا مجھے بیان کیا میرے باپ نے، بیان کیا ہم سے محمد بن سلمہ نے، انہوں نے روایت کیا محمد بن اسحاق سے انہوں نے عمرو بن ابی عمرو سے انہوں نے عمرہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا معون (یعنی) ہے وہ شخص جس نے اپنے باپ کو گالی دی، معون ہے جس نے اپنی ماں کو گالی دی، معون ہے وہ جس نے غیر اللہ کے لئے ذبح کیا، معون ہے وہ جس نے زمین کی سرحدوں کو بدل، معون ہے وہ جس نے کسی نہ گھسے کو راستے سے بہکایا یعنی غلط راستہ بتایا، معون ہے وہ جس نے چوپائے کے ساتھ بد فعلی کی اور معون ہے وہ جس نے قوم کو کفر سے فعل جیسا فعل کیا۔ (۳)

احمد فرماتے ہیں ہم سے بیان کیا وکیع نے، انہوں نے کہا، ہمیں بیان کیا عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز نے، انہوں نے روایت کیا اپنے ندام ابو طعمہ اور عبد الرحمن بن عبد اللہ غافقی سے ان دونوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے رش فرمایا

(۱) مسند، کتاب البيوع، باب لعن آكل الرب و موكله، ۵۰:۵

(۲) مخطوطہ (ص) سے ساقط ہے۔

(۳) مسند الإمام احمد، ۲۱۷۰۱

شراب پر دل و جود سے لعنت کی گئی ہے: خود شراب پر لعنت، اس کے پینے والے، پلانے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، دوسروں کے لئے نچوڑنے والے، پنے لیے نچوڑنے والے، اس کے بے جانے والے اور جس کے پاس سے جا کی جائے اور اس کی قیمت کھانے والے سب پر لعنت۔ (۱)

خوب جا رہے تھے کہ اس سلسلے میں بہت سی احادیث موجود ہیں جیسے ملعون ہے وہ جو ذمہ داری دے (واں ہائے) اس کو جو اس کا مل نہ ہو۔ (۲) لعنت ہے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر (غیرہ)۔ (۳)

فصل: یزید کے کچھ احوال

اب میں یزید (۱) بن معاویہ کے کچھ حالات و احوال بیان کرتا ہوں اور یہ کہ وہ موت پر کیسے قابض ہو، اور پھر اس کے زمانہ حکومت میں کیا کچھ واقعات رونما ہوئے جنہیں، ہر بن ابی دنیا (۲) محمد بن سعد صاحب طبقات اور ابو جعفر بن جریر غیر ہم جیسے، (۳) نے بتائی مختصر طور پر بیان کیا ہے۔

(میرے اس بیان کی وجہ یہ ہے) کہ اس کے افعال و کردار کی روشنی میں اس کی بدست اور اس پر لعنت کرنے کا جو زمعموم ہو جائے۔ پھر اس کے بعد میں ان بودے دلائل کا (۱) یزید عین سنہ ۲۵ھ میں پیدا ہوا۔ ۲۶ھ کا توں بھی کیا گیا ہے۔ اپنے باپ کی زندگی میں بھی اس کی عدالت کے لئے بیعت لی گئی اور سے ولی عہد مقرر کیا گیا۔ پھر اپنے باپ کی موت کے بعد سنہ ۶۰ھ میں وہ حکومت پر قابض ہو گیا اور ۶۴ھ تک (یعنی جنم رسید ہوئے تک) حکومت پر قابض رہا۔ اس کا معنی و مطلب یہ ہے کہ جب وہ ۲۵ھ میں پیدا ہوا تو حکومت پر قابض ہوتے وقت اس کی عمر ۳۵ سال تھی۔ حکومت پر قابض ہونے سے پہلے وہ اسے ہووہب ہی سمجھتا تھا۔ البدایہ ۸ ۲۲۶

(۲) عہد نند بن محمد بن عبید بن خیاب بن قیس قرشی، بغدادی حنبلی صاحب تصانیف تھے۔ اور بادشاہوں کی ولد (شہزادوں) کے استاد تھے۔ ۳۸۱ھ میں فوت ہوئے۔

تاریخ بعد ۸۹:۱۰ - السیر ۳۹۷:۱۳

(۳) یحییٰ الکامل، البدایہ و النہایہ میں کثیر و غیرہ کتاب تاریخ میں سنہ ۶۰ھ میں رونما ہونے والے واقعات کے ضمن میں اور کتب سیر میں یزید بن معاویہ کے ترجمہ (حیات زندگی) کے ضمن میں۔

(۱) حوالہ سابقہ، ۲۵۲

(۲) حوالہ سابقہ، ۳۱۷، ۳۱۹، ۱

(۳) سنن الترمذی، کتاب حدیث، باب ما جاء فی کراهیة زیارة القبور للنساء، ۲۶۲-۳

اور کہا: حدیث حسن صحیح ہے۔

سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی النهی عن زیارة النساء القبور، ۵۰۴، ۱

چہ نزلہ لوں گا۔ ان کا رد کروں گا جو اس شیخ (عبدالمغیث) نے یزید کی حمایت و مدح میں
کہے ہیں۔ اور کوئی کسی کے لئے شخص بھی ہوتا ہے جب اس سے محبت کرنے والا ہوتا ہے۔
اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث صحیح مروی ہے کہ آپ
ارشاد فرمایا:

الْمَوءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ - (۱)

ہر شخص اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

فصل حضرت معاویہؓ کا لوگوں کو یزید کی بیعت کی طرف دعوت دینا

سنہ ۵۶ھ میں حضرت معاویہؓ نے لوگوں کو اپنے بعد یزید کی بیعت کی دعوت دی
اور کوئی عہد مقرر کر دیا اور مغیرہ بن شعبہ کو حکم دیا کہ وہ کوفہ جائیں اور یزید کی بیعت کے
راہ ہموار کریں۔ ایک خط لیا گیا پس انہوں نے اسے لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنایا کہ
یہ موت واقع ہونے کی صورت میں یزید ان کا جانشین ہوگا۔ (۱)

محمد بن سعد نے طبقات میں بیان کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت امام حسین
ؑ اور عبد الرحمن بن ابی بکر اور عبد اللہ بن زبیرؓ سے کہا کہ میں ایک بات کر رہا ہوں تم
سے کچھ واپس نہ دونا (یعنی نفی میں جواب نہ دینا) ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ پس حضرت
معاویہؓ نے قوم کے سامنے تقریر کی جبکہ لوگوں پر غم ہر کیا کہ انہوں نے یزید کی بیعت کر لی
۔ قوم خاموش رہی ان کے خوف کی وجہ سے اقرار بھی نہ کیا اور انکار بھی نہ کیا (۲)

ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ یحییٰ بن الحسن بن البنا نے، انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے
ہم سے باپ نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے علی بن محمد المعدل نے، انہوں نے
ہم سے بیان کیا ہے دینار بن احمد نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے محمد بن علی اصناف
نے ہم سے بیان کیا بن ابی عمر نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے عبد الرزق نے،

(۱) صحیح البخاری، کتاب الادب، باب علامة حب اللہ تعالیٰ، ۴۸:۸

صحیح المسلم، کتاب البر والصلة، باب المرء من حب، ۴۳:۸

(۲) تاریخ حسن و النعلوک، مصری، ۳:۳۵

(۳) الکامل فی التاریخ، ۵۱۰:۳۰ - النہیۃ والہایۃ، ۷۹:۸

انہوں نے رویت کیا ہے معمر سے، انہوں نے زہری سے وہ کہتے ہیں

جب حضرت معویہؓ نے اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت لی تو اس کی بیعت لئے مدینہ منورہ کی طرف (پیچام) بھیجی۔ پس حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن اور حضرت عبدالرحمن بن ابوبکرؓ مکہ شریف چلے گئے۔ حضرت معویہؓ کو اس کی خبر ہوئی وہ عمرہ کے ارادے سے مکہ شریف آئے اور انہیں بد بھیجی۔ پھر مہر پر چڑھے اور بن کا عذر کیا کیا جبکہ لوگوں کو خبر دی کہ انہوں نے بیعت کر دی ہے۔ اہل شام میں سے کچھ لوگ (شامی) کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا: "کیا آپ ہمیں اجازت دیتے ہیں کہ ہم اس گردنیں اڑادیں۔" آپ نے فرمایا: "میں تمہاری طرف سے ایسی بات مستندہ کبھی ہرگز سنوں گا۔ (میں تمہاری یہ بات) ہرگز نہیں سنوں گا۔"

فصل: یزید کو حضرت معاویہؓ نصیحت

جب سٹھ ہجری کا آغاز ہوا تو حضرت معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید کی بیعت کا معامدہ اس وفد کے سامنے رکھا جو عبید اللہ بن زید کی ہمراہی میں ان کے پاس قاصد بن کر آیا تھا (۱) اور اپنی بیماری کے عالم میں اپنے بیٹے یزید کے لئے عہد لیا اور اس سے کہا اے میرے بیٹے! میں نے تیرے لئے اشیاء کو ہموار کر دیا ہے، تیرے لئے دشمنوں کو دلیل کر دیا ہے مجھے اس امر (حکومت) کے سلسلے میں چار شخصوں کے سوا کسی سے کوئی خوف نہیں اور وہ یہ ہیں

حسین بن علی، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر اور عبد الرحمن بن ابی بکرؓ۔

رہے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) تو وہ ایسے آدمی ہیں جن کو عہدت نے متوالا بنا رکھا ہے۔ (۲) جب ان کے سوا کوئی باقی نہیں رہے گا (سب بیعت کر میں گئے) تو وہ بھی تیری بیعت کر میں گئے۔

جہاں تک امام حسینؓ کا تعلق ہے تو اہل عراق نہیں نکالے بغیر ہرگز نہ چھوڑیں گے۔ اگر وہ تجھ پر خروج کریں، اور تو ان پر غلبہ حاصل کر لے تو ان سے درگزر کرنا کیونکہ ان کے لئے (رسول کریمؐ کی) قریبی رشتہ داری ثابت ہے۔

(۱) مخطوطہ (مس) میں "عَلَيْهِ" کی جگہ "أَلَيْهِ" کا لفظ ہے۔

(۲) ای صرعه، و سکد، و غلبہ، و ترکہ علیہا۔

اور ابن ابوبکر (رضی اللہ عنہما) میں ہمت نہیں ہے مگر عورتوں اور کھیل کود میں۔ اگر وہ اپنے ساتھیوں کو کچھ کرتے دیکھیں گے تو وہ بھی انہی کی طرح کریں گے۔ (۱)

اور وہ جو تیرے لئے شیر کی طرح بہت بیٹھنے اور سونے واں ہوگا، اور لومڑی کی طرح غریب کاری سے کام لے گا، اور جب تجھ پر قدرت پائے گا، حملہ کرے گا، وہ بن زبیر (سیاح) ہے۔ اگر اس نے تیرے ساتھ ایسا کیا (۲) اور تو نے اس پر غصہ اور قدرت پا تو اس کو تکرارے نکڑے کر کے رکھ دینا۔ (۳)

اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے۔ اگر یزید کے بارے میں میری خواہش و محبت کا غلبہ نہ ہوتا تو میں اپنے رشد و ہدایت یافتہ ہونے کو واضح و نمایاں طور پر دیکھ بیٹا۔ (۴)

(۱) مخطوط (ص) میں "منہم" کی جگہ "مثلہ" کا لفظ آیا ہے۔

(۲) مخطوط (ص) میں "ہک" کا لفظ ساقط ہے۔

(۳) الصبری ۲۲۲۵۔ الکامل ۶۴۔ البدایہ ۱۱۵۸

(۴) تذکرۃ الخواص ص: ۲۸۶

(۵) بن جوزی۔ یزید کے لئے حضرت میر معاویہ کی نصیحتیں طبری، بن خیر و ابن کثیر کے حوالے سے لکھ کر انتہائی غیر حتمہ رو بہ اختیار کیا ہے، اس طرح تو لوگ یزید پر حسرت بھیجتے بھیجتے حضرت میر معاویہ رضی اللہ عنہ پر بھی لعنتیں بھیجے لگیں گے، حالانکہ آپ صحابی رسول ہیں اور کاتب وحی میں سے ایک تھے، اس ناظر میں ہم کتب تاریخ کو تو جھٹا سکتے ہیں مگر صحیحہ کرام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فرمان "خالف بین قلوبہم" و رحمت عام علیہم کے ارشاد اُمری "اصحابی کالجموع بایہم اقتدیتم اقتدیتم" کو محض نامہ رسالے میں نہیں ہے، ہمارے لئے اہل بیت غم و صیبا کر مودوں محترم میں۔ (مترجم)

فصل: یزید کا حکم دینا کہ اس کے لئے برابری بیعت لی جائے۔

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صابر ہوا تو یزید کے پاس موجود انہیں تھ پھر وہ آیا اور اس کے لئے بیعت لی گئی تو اس نے گورنر مدینہ و مید بن عقبہ (۱) کو خط لکھا کہ حضرت امام حسین حضرت عبداللہ بن عمر و حضرت عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہما) سے میرے لئے برابری بیعت و اس معاہدہ میں کسی قسم کی کوتاہی نہ رہے۔

وید نے مردان (۲) کو بد بھیجا (۳) اور اس سے مشورہ یہ تو اس نے کہا: میرے خیال میں تم ان سب حضرات کو اسی وقت بلا بھیجو اور انہیں بیعت کرنے کے لئے کہو۔ اگر وہ بیعت کر میں تو ٹھیک ورنہ (بصورت کار) کسی رزنیس اثر دو (انہیں قتل کر دو)۔ اس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو (گورنر ہاؤس) بدیا اور ان سے بیعت کا مطالبہ کیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا عام لوگوں کے ساتھ ہمیں بھی دعوت دیں (تو یہ ایک بات ہے) کیونکہ میرے جیسا آدمی اس طرح چھپ کر بیعت نہیں کرتا (اور تمہیں یہ جرات بھی نہیں ہونی چاہیے کہ مجھ سے بیعت کا مطالبہ کرو) یہ نہ کرو جس شریف سے۔

(۱) وید بن عقبہ بن ابی سفیان بن حرب اپنے چچا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینہ کو گورنر بنے۔ کئی دہائیوں مقرر ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ معاویہ بن یزید کے حدود کو اس کے لئے خلافت کا ردہ کیا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ ۶۴ ہجری میں فوت ہوئے۔

سیر اعلام ۳۵۴۔ سیرت النبی ص ۲۲۱

(۲) اس سے مردان بن حکم ہے۔

(۳) مخطوط (ص) سے ساقط ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا۔ جب لوگ بیعت کریں گے میں بھی کروں گا پھر مکہ مشرفہ چلے گئے۔ رہے ابن زبیرؓ تو انہوں نے اگلے دن کا وعدہ کیا اور اسی رات مکہ مکرمہ کی طرف چل نکلے۔ ان کے بھائی عمرو بن زبیرؓ نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ یزید بن معاویہ سے قسم کھائی ہے کہ وہ تیری طرف سے (انکار کو) قبول نہیں کرے گا یہاں تک کہ تجھے چاندی کے طوق میں ڈال کر لپیٹ جائے چنانچہ انہوں نے اس کے کہنے کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ (۲)

فصل حضرت امام حسینؓ کا مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لے جانا

حضرت امام حسینؓ بھی اپنے اہل و عیال کے ساتھ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو اہل کوفہ نے حضرت امام حسینؓ کو اپنے پاس (کوفہ میں) بدنام شروع کیا۔ اور انہوں نے کہا: کہ ہم ایک رکھ (کی تعداد میں) آپ کے ساتھ ہیں۔ (۱)

ہمیں خبر دی ہے ابن ماصر نے، انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی ابو محمد بن سراج نے، انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی ابو ہریرہ بن علی احدف نے، انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی ابو حمزہ ابن ابی مہزی نے، انہوں نے کہا: ہمیں بیان کیا ہے ابو علی بن صفوان نے، انہوں نے کہا: ہمیں بیان کیا ہے ابو بکر بن ابی اندلیس نے، انہوں نے کہا: ہم سے بیان کیا ہے محمد بن صالح القرظی نے، انہوں نے کہا: ہم سے بیان کیا ہے علی بن محمد عرقشی نے، انہوں نے روایت کیا ہے یونس بن یسحاق سے، انہوں نے کہا: جب اہل کوفہ کو خبر ملی کہ حضرت امام حسینؓ مکہ مکرمہ تشریف لے آئے ہیں اور انہوں نے یزید بن معاویہ کی بیعت نہیں کی تو ان کی طرف سے آپ کے پاس وفد آئے۔ اور سلیمان بن عمرو (۲)

(۱) البدایہ ۸: ۱۷۰

(۲) سلیمان بن عمرو بن ابی جون بن سعد سوسی عراقی ابو مطرف جلیل القدر صحابی ہیں۔ جنگ جمل و صفین میں مواعلیؓ کے ساتھ شریک ہوئے۔ وہ لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے امام حسینؓ کو خط لکھے اور پھر اس سے پیچھے ہٹ گئے۔ ۶۵ ہجری میں قتل ہوئے۔

اصحابہ، ابن حجر العسقلانی ۷۶۰: ۱۔ الاعلام ۱۸۸: ۳

(۱) عمرو بن زبیر بن عوام لاسدی قرظی، عبداللہ بن زبیر کے بھائی ہیں۔ ۶۰ ہجری میں مدینہ کی پولیس کے امیر بنائے گئے۔ پھر اس کے بعد اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر سے جنگ کے لئے بھیجا گیا۔ عبداللہ نے ان پر قابو پایا اور ان کے قتل کا حکم دیا۔

الاعلام ۲۴۶: ۵

(۲) الطبری ۳۳۸: ۵۔ الکامل ۱۴۴: ۱۔ البدایہ ۸: ۱۴۶

اور مسیب بن نجبه (۱) نے آپ کو خط لکھے۔ اور رؤساء شہر نے یزید کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کو اپنی بیعت لینے کی طرف متوجہ کیا۔ اور کہا کہ ہم نے لوگوں کو اس حال میں چھوڑ ہے کہ وہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں اور آپ کے منتظر ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کے ساتھ حق پر جمع فرمائے گا اور آپ کے سبب و وسیدہ سے لوگوں کو اس ظلم و ستم اور جور و جفا سے نجات و چھٹکارا عطا فرمائے گا جس میں وہ مبتلا ہیں۔ اور آپ یرید کے مقابلہ میں امر خدفت کے زیادہ حق دار ہیں۔ جس نے خلافت پر غاصبانہ قبضہ کر لیا ہے۔ خیر امت کو قتل کیا ہے۔ (۲) چنانچہ آپ (حضرت امام حسین علیہ السلام) نے حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا آپ کو نہ جائیے۔ (۳) اگر ان کی طرف سے آپ جتماع و اکٹھے دیکھیں تو مجھے لکھ دیجئے۔ (۴)

اہل سیر نے لکھا ہے امام حسین علیہ السلام نے جب مسلم بن عقیل علیہ السلام کو کو فوج بھیجی تو یرید کو یہ خبر ملی تو اس نے عبید اللہ بن زیاد کو کو فوج کا گورنر بنادیا اور یرید نے اس کو لکھا مجھے یہ طلاع ملی ہے کہ

(۱) المسیب بن نجبه بن ربيعة بن رباح الخزاعي تابعي تھے۔ اپنی قوم کے سردار تھے درمور علی کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوئے۔ سنہ ۶۵ ہجری میں سیدان کے ساتھ خون حسین کا مطالبہ کرتے ہوئے قتل ہوئے۔

(۲) ص ۴۹۰ - الاعلام ۱۲۵۰۸

(۳) ہجری لے متعدد خطوط کا ذکر کیا ہے مگر اس ضمن میں اس خط کا ذکر نہیں کیا۔

ما حفظہ فرمائیے، للطبری ۳۵۲۵ - الکامل ۲۰۰۴

(۴) مخطوطہ (ص) سے ساقط ہے۔

(۴) الکامل ۱۹۴

(حضرت امام حسین عراقي کی طرف متوجہ ہوئے ہیں ان پر نظر رکھو اور ہتھیار بد لوگ مقرر ہو دو۔ پہرہ گادو درازم گا کر گرفتار کر لو۔) جس سے بدگئی ہو اس کو بھی گرفتار کر لو اور جس پر تہمت بھی ہو اسے بھی حراست میں لے لو اور گرفتار کر لو (۱)

امام مسلم بن عقیل علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو خط لکھ دیا کہ حیرہ ہنر فرماؤں میری بیعت کر لی ہے۔ اس لئے جدی تشریف لے آئیے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام (مکہ مکرمہ سے کوفہ کے لئے) چل پڑے۔ دھر عبید اللہ بن زیاد نے امام مسلم کو گرفتار کروا کر قتل کروا دیا (شہید کر دیا) حضرت امام حسین علیہ السلام نے مسلم بن عقیل کو ابن زیاد کی طرف سے گرفتار کئے جانے اور آپ کی شہادت کی خبر سننے سے پہلے قیس بن مسہر کو ان کی طرف قاصد بن کر بھیجی۔ ابن زیاد نے قیس بن مسہر کو گرفتار کروا کر ان سے کہا لوگوں کے سامنے کھڑے ہو جاؤ اور امام حسین کو گان دو۔ (معاذ اللہ العلیا ذہاب اللہ) بن زیاد نے امام پاک کے بارے میں کذاب بن کذب کے الفاظ استعمال کئے۔ (حضرت قیس بن مسہر) منبر پر چڑھے اور فرمایا اے لوگو میں امام حسین علیہ السلام کو (منزل) ۵ جز (۲) میں چھوڑ رہا ہوں۔ میں تمہاری طرف ان کا قاصد بن کے آیا ہوں تاکہ ان کی امداد و نصرت کرو۔ ابن زیاد کے حکم سے یہیں کل کی چھت سے (نیچے) گرادیا گیا۔ چنانچہ وہ شہید ہو گئے۔ (۳)

امام حسین علیہ السلام کو مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر ملی تو آپ نے وہی کا راہ فرمایا

(۱) الطبری ۳۸۱۵ - البدایہ ۱۶۸۸

(۲) بلند سطح زمین جس کا وسط و درمیان پست جگہ ہو۔ نہر کے کنارے کا وہ حصہ جو پانی کو روک دے۔

ماموس المصطفیٰ، مادہ حجر ص ۴۷۵

(۳) الطبری ۳۹۵۵ - الکامل ۴۱۰۴ - البدایہ ۱۶۸۸

(۴) مخطوطہ (ص) میں "ابونا" ہے ۶۲۰ کا رہا ہے

عمر نے بن ریہ کو یہ سارے صورت حال لکھ بھیجی تو اس نے جواب دیا نہیں کوئی رو رعایت اور کرامت و عزت نہیں جب تک کہ وہ میرے ہاتھ میں ہاتھ نہ دے دیں۔ اگر وہ انکار کریں تو میں سے جنگ کرو، جب قتل ہو جاؤں میں تو ان کے سینہ کو گھڑوں سے رو دڈ دو۔ اس نے یہ شعر پڑھے۔

الان حین تعدد قتله حیا لہنا یرجو ان خلاص ولات حین ماص

خبر دراجس وقت ہمارے پھندے اس کو اپنے جال میں پھانسیں گے تب وہ نجات و خلاص کا امیدو رہوگا جبکہ وہ وقت خلاص و نجات کا نہ ہوگا۔ (یعنی اب کہ وہ ہمارے ڈنگل میں پھنسا ہے بچ کر نکل جانا چاہتا ہے لیکن اب نکل جانے کا وقت بہت چمکا) (۱)

صغی گزشتہ کا حقہ

میں جہاں سے آیا ہوں وہیں (مکہ شریف) واپس چل جاؤں یا مجھے اس وسیع و عریض زمین میں کسی طرف نکل جانے دو (کہ میں دیکھوں کہ بڑید کا انجام کیا ہوتا ہے، لوگ اس کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں)

ہمارے نزدیک یہی روایت صحیح ہے۔ اس لئے کہ امام حسین علیہ السلام سے مدینہ میں بھی یہی مطالبہ کیا گیا تھا اور یونہی جب مکہ مکرمہ میں اہل مکہ کے درمیان آپ عزت و اکرام سے رہ رہے تھے (آپ نے یہ کہنا ہوتا تو اس وقت فرما دیتے) اب جبکہ آپ کوشش اور لڑائی کی تہہ تک پہنچ چکے ہیں آپ کا یہ مطالبہ ہاتھوں سے خالی نہیں (۱) خوف (۲) یہ کہ چالوں میں سے ایک چال اور دونوں آپ کے ادا حق و طریقہ سے عید ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ روایت اس لوگوں کی طرف سے ہے جو دنیاوی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں اور آخرت کے مقابلے میں دنیاوی زندگی کو عزیز رکھتے ہیں ورنہ ان کی دہلیز میں جب دو قتل پر الت و سستی کی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں۔

(۱) انصاری ۵۱۱۰ - الکامل ۵۳۴ یہاں ابن زید کا شعر اس طرح ہے۔ مضمون تقریباً ایک ہی ہے

الان دعفت محال بہ یرجو ان خلاص ولات حین ماص

(اس موقع پر) عقیل بن ابی طالب میں سے پانچ فرد آپ کے ساتھ تھے۔ وہ کہنے لگے کیسے واپس لوٹیں گے جبکہ ہمارے بھائی (۱) کو شہید کر دیا گیا ہے۔ (ہم مدینہ لئے بغیر واپس نہیں لوٹیں گے یہ نہ کی طرح شہادت کا جام نوش کریں گے) تو امام حسین علیہ السلام چل پڑے۔ یہاں تک کہ سواروں نے آپ کو گھیرا تو آپ نے رشاد فرمایا میں تمہارے پاس خود نہیں آیا ہوں تمہارے خطوط اور (قاصد) میرے پاس تھے۔ (اس لئے میں تمہارے بدلے پر آیا ہوں) انہوں نے جو سنا یہ ہم نہیں جانتے جو آپ کہہ رہے ہیں؟ پھر آپ نے کربلا کی طرف رجوع فرمایا اور اہل مدینہ آپ کے ساتھ ۳۵ افراد و تقریباً ۷۰ پیادے تھے۔ پھر بن زید نے عمرو بن سعد بن ابی وقاص کو سارا لشکر مقرر کیا۔ ورنہ انہیں!!

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو سے فرمایا۔ مجھے چھوڑ دو میں مدینہ کی سرحد پر چل جاتا ہوں یا وہیں واپس چل جاتا ہوں جہاں سے آیا ہوں یا پھر مجھے خود بڑید کے پاس جانے دو۔ (۱)

(۱) انصاری ۵۱۳ - البدایہ ۱۶۱۸

حضرت امام حسین علیہ السلام کے اس قول کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ مجھے چھوڑ دو میں کسی مدینہ کی سرحد پر چل جاتا ہوں یا وہیں واپس چل جاتا ہوں جہاں سے آیا ہوں یا پھر میں خود بڑید کے پاس چل جاتا ہوں۔ دیکھیں کہ یہ روایت تاریخ کی بڑی بڑی کتابوں میں موجود نہیں جیسے "الاجمال الطولانی حبشہ الدینوری، ص ۲۵۴" میں بھی موجود نہیں۔ اور انصاری ۵۱۴ - الکامل ۵۴۴ وغیرہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ایک غلام عقبہ بن سعد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں:

(میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ مدینہ سے مکہ، مکہ سے عرق اور آپ کی شہادت تک آپ کے ساتھ رہا۔ آپ نے اپنی شہادت کے دن تک لوگوں سے جتنے خط لکھے وہ سب میں نے تھوڑی قسم آپ سے کبھی بھی نہیں فرمایا کہ میں بڑید کے ہاتھ میں ہاتھ دوں گا اور مدینہ میں فرمایا کہ میں مسلمانوں کی کسی سرحد پر چل جاتا ہوں گا۔ بلکہ آپ نے صرف یہ فرمایا مجھے چھوڑ دو بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

فصل حضرت امام حسینؑ اور آپ کے ساتھیوں کی شہادت

امام حسینؑ نے فرمایا "میں کبھی بھی اپنا ہاتھ بن زید کے ہاتھ میں نہیں دوں گا اور امام حسینؑ نے اپنے ساتھیوں سے ارشاد فرمایا، آج رات تاریکی اور اندھیرے میں متفرق ہو جاؤ (بکھر جاؤ) ورنہ مجھے چھوڑ کے (یہاں سے) چلے جاؤ۔"

آپ کے ساتھیوں نے جواب دیا "ہرگز نہیں۔ خُدا کی قسم ہم ہرگز ہرگز آپ کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے، یہاں تک کہ وہی کچھ (تکلیف و مصیبت) ہمیں پہنچے جو آپ کو پہنچے۔" (۱) پس یزیدی لشکر آپ کے اور پانی کے درمیان حائل ہو گیا (اور آپ پر پانی بہا کر دیا)۔ (۲) "آپ نے ارشاد فرمایا "کیا تمہارے لئے میرا قتل جائز و درست ہے؟ کیا میرا خون تمہارے لئے حلال ہے؟ کیا میں تمہارے نبی کی بیٹی کا بیٹا (تمہارے نبی کا نواسہ) نہیں ہوں اور کیا میں ان کے بچا کے بیٹے کا بیٹا نہیں ہوں؟

کیا تم نے رسول کریم ﷺ کا وہ فرمان نہیں سنا جو آپ نے میرے اور میرے بھائی کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

"یہ دونوں جنتی جو لوں کے سردار ہیں؟" (۳)

(۱) الضبرى ۱۸۵

(۲) الطبرى ۱۲۵

(۳) سنن الترمذی۔ کتاب المناقب مناقب الحسن والحسين ۳۲۱۰

مجمع الروايات (الہیثمی) ۱۴۸۹۔ اور طبرانی نے بھی اس کو روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

اگر تم میری تصدیق کرو تو فیہا وگرنہ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری، ابو سعید الخدری اور زید بن رقمؓ سے پوچھ لو۔

شمر نے کہا میں صرف اللہ کی عبادت کرتا ہوں، میں نہیں جانتا جو آپ کہہ رہے ہیں۔ عمرو بن سعدؓ پہلے شخص تھا جس نے لشکر امام حسینؑ پر پہلا تیر چلایا۔ حضرت امام علی (اکبر) بن الحسینؑ جنگ کیسے نکلے اور آپ یہ (رجز) پڑھ رہے تھے۔

ما علی بن الحسین بن علی ۔ نحن و بیت اللہ اولی بالی

من شعر و عمر و ابن الدعی

میں علی بن حسین بن علی ہوں۔ بیت اللہ کی قسم ہم نبی کریم ﷺ کے سب سے زیادہ قربت (درجہ) میں۔ شمر عمرو و ابن الدعی (بن زید) کے مقابلے میں ہماری قربت بالکل صحیح ہے۔ (۲) ایک آدمی نے آپ کو نیزہ مارا اور آپ کو شہید کر دیا۔ یہ علی اکبر تھے۔ امام حسینؑ کی اس میں سے ایک چھوٹا بچہ آیا اور آپ کی گواہی میں بیٹھ گیا۔ یزیدی لشکر کے ایک ہر بخت نے اس کو تیر مارا تو وہ شہید ہو گیا۔

امام حسینؑ نے پینے کے لئے پانی طلب فرمایا، پانی آپ کے پاس لیا گیا آپ نے اُسے پینے کا ارادہ فرمایا۔ تو حصین بن نمیر (۳) نے ایک تیر مارا جو آپ کے آپ کو گھاؤں کے ہاتھ سے

(۱) اس سے مراد حضرت ابو سعید الخدریؓ ہیں۔

(۲) بن الدعی وہ عبد اللہ بن زید ہے۔ الضبرى ۴۴۶۵۔ الکمل ۷۴۰۴۔ البداية ۱۸۵۰۸

حوالہ جات کے الفاظ میں مختلف ہے۔ (مطبوعہ یکساں ہے)

(۳) حصین بن نمیر بن نائل الکندی السامی، وہ عبد الرحمنؓ کے مضبوط و ماہر جریوں میں سے تھا۔ یہ وہ ہر بخت ہے جس نے مکہ مکرمہ میں ابن زید کا محاصرہ کیا اور کعبہ معظمہ پر متعلق سے سنگباری کی۔ شمر کے ساتھ ابن زید کی جنگ میں ابن زید کیساتھ ہی مارا گیا۔

بہذیب ابن عبد کبر، ۳۷۴، ۴۰۴۔ الاعلام ۲۷۹۲۰

خون بہنا شروع ہو گیا۔ (۱)

پھر امام حسین ؑ کے سب ساتھیوں اور آپ کے گھر کے افراد کو شہید کر دیا گیا اور مردوں میں سے صرف آپ کیے باقی رہ گئے۔ آپ نے مد فعت و مزاحمت فرمائی۔ زرعہ بن شریک نے آپ کے شانہ پر ضرب لگائی ایک ورہ بد بخت نے آپ کے کندھے پر دوسری ضرب لگائی۔ سنن بن انس نے آپ پر حملہ کیا اور آپ کی ہنسی کی ہڈی میں نیزہ مارا۔ پھر آپ کے سینہ میں نیزہ مارا۔ آپ زمین پر آ رہے تو اس نے آپ کو شہید کر دیا۔ (۲) اور آپ کا سر انور کاٹ لیا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کا سر انور خون بن یزید (۳) نے کاٹا۔ آپ کے جسم نازنین پر 33 زخم موجود تھے (۴) اور آپ کے کپڑوں میں تیر لگے کی وجہ سے تقریباً 119 پھنسن موجود تھے۔

پھر انہوں نے (یزیدی لشکر نے) آپ کے کپڑے ورہ تھیا۔ تک ٹوٹ گئے۔ آپ کی توار، القلائس انہشی نے لی۔ آپ کا یزید بن کعب نے تاریا اور آپ کو مجرد (بے لباس) کر دیا۔ آپ کا جبہ قمیس بن لاشعٹ نے لے لیا۔ آپ کا عمامہ جابر بن یزید (۵) نے لے لیا۔

(۱) الکامل، ۷۶: ۴ - البدایہ، ۱۸۸: ۸ - ۱۸۶

(۲) مخطوط (ع) سے ساقط ہے۔ امام حسین ؑ کو کس نے شہید کیا اس میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔

دیکھئے: البدایہ، ۱۸۸: ۸ - تذکرۃ الحو، ص ۲۵۳ - مؤرخین نے پانچ اشخاص کا ذکر کیا ہے۔

ستان، حصین بن نمیر، مہاجر بن دہلجی - کثیر بن عبد اللہ شعی - شری بن ذی الجوشن۔

(۳) خون بن یزید اٹھی، جب مختار نے خوب حسین کاہر یا اس کو بھی قتل کیا اور 66 ہجری میں قتل کے بعد چھ

دیا۔ البدایہ، ۲۷۲: ۸

(۴) الطبری، ۴۵۳: ۵ - البدایہ، ۱۸۸: ۸

(۵) ان اوہاش بد معاشوں ہے یہ لوگ کا ترجمہ (حات) نہیں مل سکے جنہوں نے امام کو قتل کیا اور ان کا سہا مل لونا، صرف یہ ہی ملا کہ مختار نے امام حسین ؑ کا ہڈی لیتے ہوئے انھیں قتل کیا۔

اور حضرت فاطمہ بنت احسین کی چادر بھی چھین لی گئی۔ نیز یزید یوں نے آپ (یعنی فاطمہ بنت حسین) کے کانوں کی بالیاں اور زیور تک چھین لیا۔ (۱)

پھر عمرو نے پکارا، منادی کروائی۔ جو امام حسین ؑ کا سر لے گا اسے ہزار درہم نعام ایاجائے گا۔ پھر عمرو نے کہا، کون لوگ ہیں جو اپنے گھوڑوں سے امام حسین کی نعش کو روندیں گے؟ (بین کر) کچھ لوگ (دس شخص) نکلے اور انہوں نے امام عالی مقام کی نعش کو گھوڑوں سے اس طرح روندنا لاکہ امام عالی مقام کا سینہ و پشت چمکانا چور ہو گئے۔ (۲) عمرو نے آپ کے سر انور کو ابن زیاد کے پاس (کوفہ) بھیج دیا۔ عورتوں اور بچوں کو بھی سورا کر کے (کوفہ بھیج دیا)۔ یہ قافہ جب میدات کا رزار سے گذرا تو حضرت سیدہ زینب نے نہجائی درود کرب کے ساتھ روتے ہوئے کہا:

"اے اللہ کے رسول! آپ کی دہائی ہے، دہائی ہے، دیکھئے یہ حسین چنیل میدان میں خون میں تھڑے ہوئے، عضو بریدہ پڑے ہیں۔ اے رسول خدا! آپ کی دہائی ہے کہ آپ کی بیٹیاں اسیر و قیدی ہیں۔ آپ کی ولاد کے لاشے بگور و کفن پڑے ہیں اور ہوا کسین، ان پر خاک اڑ رہی ہیں۔" (۳) حضرت زینب کی یہ درد و فریاد سن کر دوست دشمن سب رو پڑے۔

زرین حمیش (۴) نے کہا، پہنا وہ سر جسے نیزے پر بند کیا گیا وہ امام حسین ؑ کا

(۱) الکامل، ۷۸: ۴ - البدایہ، ۱۸۸: ۸

(۲) الطبری، ۴۵۴: ۵ - الکامل، ۸۰: ۴ - البدایہ، ۱۸۱: ۸

(۳) الطبری، ۴۵۴: ۵ - الکامل، ۸۱: ۴ - اور اس میں یوں ہے، "یا رسول اللہ! آپ پر آسمان کے فرشتوں کا درود و سلام دیکھئے آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں۔"

(۴) زرین حمیش بن حشاہ بن اسد السدی زمانہ جاہلیت و اسلام کو پناہ مگر نبی کریم ؐ کو نہیں دیکھا۔ تاہی ہیں۔ 120 سال عمر پائی، یراجعہ جم کے واقعہ میں وفات ہوئی۔ حلیہ لا، ۴۰۰: ۱۸۱ - الاعلام، ۷۵۳: ۳

سرمبارک ہے۔ (۱)

انہوں نے (یوں) کہا: ہمیں خبر دی ابن اخصین نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابن المذہب نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حمد بن جعفر نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبد اللہ بن احمد نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا میرے باپ نے، نیز ہمیں خبر دی یحییٰ بن ثابت بن بندار نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا میرے باپ نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابو بکر لبرقانی نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حمد بن برہم سماعلی نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عمران (۲) نے۔ انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ر۲ عثمان بن ابی شیبہ نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حسین بن محمد نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا جریر بن حارم نے، انہوں نے روایت کی محمد بن سیرین سے، انہوں نے روایت کی انس بن مالک سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خادم حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں:

"حضرت امام حسینؓ کا سرمبارک ابن زیاد کے پاس لایا گیا اور اسے شہت میں رکھ گیا تو وہ (ایک چھڑی سے) آپ (کی ناک پر) مارنے لگا اور اس نے آپ کے حسن کے بارے میں کچھ کہا۔"

حضرت انسؓ نے فرمایا "امام عالی مقامؓ رسول اللہؐ کے ساتھ بہت زیادہ مشابہ تھے و آپ نے دسمہ کا خضاب کیا ہوا تھا۔" امام بخاری نے یہ حدیث ذکر کی ہے (۴)

(۱) الطبری ۳۹۴:۵ - الکامل ۸۳:۴ - البدایہ ۱۰۸:۱۹

ور صاحب کامل نے کہا ہے "پہلا سر جو زمانہ سلام میں اٹھایا گیا وہ عمرو بن لُحَمّ کا سر ہے۔"

(۲) مخطوطہ (ق) سے ساقط ہے۔ (۳) مخطوطہ (ق) میں قالا ہے۔

(۴) صحیح البخاری، کتاب المصائل، باب مناقب الحسن والحسين، ۳۳:۵

ہمیں خبر دی ہے ابن ناصر نے۔ انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے ابن السراج نے، انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے ابو طہر محمد بن علی العدف نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے ابوالحسن ابن اخی میمی نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے اخصین بن صفوان نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے ابو بکر بن ابی الدنیہ نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے علی بن مسلم نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے سیمان بن حرب نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے حماد بن زید نے، انہوں نے روایت کیا ہے علی بن زید سے، انہوں نے حضرت انس بن مالک سے۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں: "جب امام عالی مقامؓ کا سر انورہ ابن زیاد کے پاس لایا گیا تو میں اس وقت اس کے پاس تھا اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ایک چھڑی سے آپ کے دندان مبارک کو چھیڑنا شروع کیا اور آپ کے حسن و جمال پر اعتراض کرنے لگا۔ تو میں نے کہا اپنی چھڑی پیچھے ہٹ۔ خدا کی قسم میں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ امام کے منہ کی کجگو کو چومتے تھے جس جگہ تو چھڑی گارہا ہے۔" (۱)

بن ابی لدنیہ کہتے ہیں وہ ہم سے بیان کیا ہے عبد الرحمن بن صالح اشجکی نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے مہدی بن میمون نے، انہوں نے روایت کیا حرام بن عثمان الانصاری سے، انہوں نے سعید بن ثابت سے، انہوں نے عمرو بن اسد سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے سعید بن معاذ اور عمرو بن کھل سے روایت کیا کہ وہ دونوں (سعید بن معاذ اور عمرو بن کھل) ابن زیاد کے پاس تھے کہ وہ پتی چھڑی امام بن مقدم کے ناک اور

(۱) المعجم الكبير الطبري ۱۲۵:۳ - مجمع الروايات ۱۹۵:۹

اور کہا: "اسے بزار اور طبرانی نے ایسی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے جن کے راوی ثقہ

(قابل اعتماد) ہیں۔"

آنکھوں پر مارنے لگا اور اس کے ساتھ آپ کے چہرے پر بھی مارنے اور چھونے لگا آپ کے چہرے کے بارے میں طعن کرنے لگا تو حضرت زید بن ارقم ؓ نے سے کہا اپنی چھڑی ہٹا لے میں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھ کر تیری چھڑی کی جگہ پر وہ اپنے ہونٹ رکھے ہوئے تھے۔ بن زید نے زید بن ارقم سے کہا تو بوڑھ ہو گیا ہے اور تیری عقل ماری گئی ہے۔ (۱)

حضرت زید بن ارقم ؓ نے فرمایا میں تیرے سامنے ایک اور ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جو تجھ پر اس سے بھی زیادہ سخت ہوگی (اور تیرا دل جدائے گی) میں نے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آپ نے مام حسن کو اپنی دائیں پر ہٹایا ہو تھا اور مام حسین کو اپنی بائیں پر ہٹایا ہوا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہنا دست مبارک ان دونوں کے سر (چندیا) پر رکھا اور پھر آپ نے فرمایا اے اللہ! ان دونوں کو تیرے سپرد کرتا ہوں اور صالح مؤمنین کے سپرد کرتا ہوں۔ پس (مقام غور ہے کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تیری امانت کیسی ہے؟ (اور تو رسول اللہ ﷺ کی ودیعت کردہ امانت کیساتھ کیا سلوک کرتا ہے؟) (۲)

ابن ابی الدنیا نے کہا اور مجھے خبر دی احمد بن عبد حمیری نے، انہوں نے روایت کیا ہے ہشام بن محمد سے، انہوں نے ایک ازدی شیخ سے، انہوں نے کہا جب امام حسین ؓ کا سر انور اور ان کے بچے اور عورتیں بن زیاد کے پاس لائی گئیں اس وقت حضرت سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہا نے معمولی پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ در دیگر عورتوں نے انھیں چھپا رکھا تھا (کئی تریں ان کے گردا گرد بیٹھی ہوئی تھیں)۔

(۱) الصبری ۴۵۶:۵۰۶۰ - الاخبار الطوال ص ۲۶۰:۲۶۱ - البدایہ ۸۰:۱۹۰

(۲) مجمع الرواۃ ۹:۱۹۴، اور کہا اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس میں محمد بن سلیمان بن بریق ہے جسے میں نہیں پہچانتا، باقی راوی ثقہ ہیں۔ تذکرۃ الحواصی، ص ۲۵۷

ابن زید نے پوچھا 'یہ کون ہیں؟'

آپ نے کوئی جواب نہیں دیا، اس نے عین بار ایسا ہی کہا اور تینوں مرتبہ آپ نے اس سے کلام نہیں کیا۔ ایک نذر نے جواب دیا یہ سب بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو ابن زید، سیدہ زینب سے مخی طبع ہو کر کہنے لگا "اللہ کا شکر ہے جس نے تم لوگوں کو رسوا کیا، قتل کیا اور تمہاری کہانیوں کو جھوٹا کر دیا۔" اس پر سیدہ زینب نے فرمایا "اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اپنے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے سرفرازی اور عزت و کرامت عطا فرمائی۔ ہمیں پاک و طہر بنایا۔ ہم نہیں بلکہ فاسق و فاجر ہیں اور فاجر جھٹلائے جاتے ہیں۔"

اس نے کہا: "تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے تیرے گھر والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟" حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے جو پوچھا "اس کی قسمت میں شہادت کبھی تھی اس سے وہ شہید ہو گئے۔ عفریب اللہ تعالیٰ تمہیں اور نہیں یک جگہ پر جمع فرمائے گا اس وقت وہ تیرے خلاف اپنا مقدمہ بارگاہ الہی میں پیش کریں گے۔" (۱)

بن ابی الدنیا کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا محمد بن صالح نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے علی بن محمد زدی شیخ سے، انہوں نے سیمان بن رشد سے روایت کیا، انہوں نے حمید بن مسلم سے، حمید بن مسلم کہتے ہیں ابن زیاد نے مارے سامنے خطبہ دینا شروع کیا۔ کہنے لگا "خد کا شکر ہے جس نے حق اور حق والوں کو فتح یاب کیا۔ میرا مؤمنین (یزید لعین) اور اس کی جماعت کی مدد کی اور کذاب بن کذاب (حسین بن علی) (مع ذلک) وراں کے ساتھیوں کی جماعت کو ہلاک کیا۔" حضرت عبد اللہ بن عقیف زدی (۲) بول اٹھے "دفرمانے لگے،

(۱) الصبری ۵:۵۰۷۔ (اور اس میں الفاظ مختلف مگر مفہوم یکساں ہے)

۱۔ ابنِ مرجانہ (مرجانہ کے بیٹے) کذاب ابنِ نداب تو ہے اور تیرا باپ ہے، جھوٹا ہے اور تیرا باپ ہے اور جھوٹا وہ ہے جس نے تجھے گورنر بنایا۔" (۱)

جب حضرت شہ حسن بھری کو حضرت امام حسینؑ کی شہادت کی اطلاع ملی تو آپ، تاروئے کہ ان کے کندھے پھڑکنے لگے، پھر آپ نے فرمایا

"ہائے دست و رسوائی! اس قوم کیسے جن کے نبی کے بیٹے کو بنِ دلی (ابنِ زیاد) نے قتل کر دیا۔" (شہید کر دیا)۔ ۲، (اس مت کو کیا ہو گیا کہ اس کے نبی کا بیٹا قتل کر دیا گیا اور وہ دیکھتی رہی)۔

اور ربیع بن خثیم (۳) نے کہا "انہوں نے ان بچوں کو قتل کیا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سفر سے واپس تشریف لے تے تو انہیں اپنے ساتھ چمٹا لیتے (ورسے سے چمٹا لیتے)۔" (۱)

(۱) وراہ بن ریان نے قتل کیا ہے بعد اس کے جو اس کے کلام کا رد کیا ہے۔ یعنی اس زیاد نے ان کے جرات مندانہ جواب کی بنا پر قتل کر دیا۔ الکامل ۸۲۴

(۲) الصبری ۴۵۸۔ الکامل ۸۲۴

(۳) تذکرۃ الخواص ص ۲۶۸

(۴) ربیع بن خثیم بن عمار بن عبد اللہ الثوری الکوفی، یوزید نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا رمانہ پیدا اور وہ انتہائی عبادت گزار بندوں میں سے تھے۔ اور اس بارے میں ان کا کلام بھی مآثور و منقول ہے۔ کہا گیا ہے کہ سنہ ۶۵ ہجری میں فوت ہوئے۔ اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں۔

سیر اعلام النبلاء ۲۵۸۔ تہذیب الہدیب ۲۴۲۳

(۴) تذکرۃ الخواص ص ۲۵۸

فصل: حضرت امام حسینؑ اور آپ کے ساتھیوں کے مبارک سر یزید (عین) کے دربار میں۔

پھر ابنِ زیاد نے زحر بن قیس کو بلا لیا اور اس کے ساتھ حضرت امام حسینؑ اور آپ کے ساتھیوں کے مبارک سروں کو یزید (عین) کے پاس بھیجا۔ (۱) کیونکہ یزید کی طرف سے ایک قاصد ابنِ زیاد کے سے یہ حکم لے کر آیا تھا کہ وہ امام حسینؑ کا سر اس زوسان و ران کے اہل بیت کے بقیہ افراد کو اس کے پاس بھیج دے۔ (۲)

(۱) الصبری ۴۵۹۔ الکامل ۸۳۴۔ البدایہ ۱۹۱۸

(۲) یہ ابنِ زیاد کے افعال قبیحہ ہیں۔ حضرت امام حسینؑ کو اس کے حکم سے شہید کیا گیا اور اسی کا حکم ہاتھ ہوئے شہید کیا گیا۔ اس کا کسی سے بھی انکار نہیں کیا اور اہل سیر و تاریخ کا بھی اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ پھر اس کے بعد ذہبی اپنی کتاب [سیر ۵۴۹۳] میں یزید کے ترجمہ (حیات) میں لکھتا ہے "کہ ہم رضائے الہی کے لئے ان سے نفص و دشمنی رکھتے ہیں اور ان سے براءت دے" اری کا غبار کرتے ہیں مگر پرست نہیں کرتے اور ان کا مر (معادہ) اللہ کے ہر اکرتے ہیں۔ "گو یا سر (دشمنی) نے اللہ تعالیٰ کا فرمایا نہیں۔"

﴿وَمَنْ يَقْسُ مَوْتًا مُّتَعَمِّدًا، لَنَجْزِيَنَّهٗ جَزَاءً حَرِيًّا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ لَعَنَهُ وَ عَدَّاهٖ عَدًّا بَاطِلًا عَظِيْمًا﴾ [النساء: ۹۳]

اور جو شخص قتل کرے کسی مومن کو جان بوجھ کر تو اس کی سزا جہنم ہے۔ ہمیشہ رہے گا اس میں اور غضبناک ہوگا اللہ تعالیٰ اس پر اور لعنت اُلے گا اس پر اور تیر کر رکھا ہے اس نے اس کیسے عذاب عظیم ابن حجر صواعق محرقہ میں فرمایا "اس پر تعاقب کیا گیا ہے کہ یزید کا نام نے خیر (قیہ حاشیہ گلے صغیر) (

ہمیں خبر دی ہے عبدالوہاب بن مبارک نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوہسین بن عبد الجبار نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی حسین بن علی الطحا جیری نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا خالد بن خراش نے، انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا محمد بن زید نے، انہوں نے روایت کیا جمیل بن مرہ سے، انہوں نے ابی اویسی سے انہوں نے کہا: "وہ وثق کئے گئے جن پر حضرت امام حسین ؑ اور ان کے ساتھیوں کے مبارک سراٹھانے گئے تھے تو وہ ان کا گوشت نہ کھائے کیونکہ ان کا گوشت اندرس سے زیادہ کڑوا ہوا تھا۔" (۱)

جب امام حسین ؑ اور آپ کے ساتھیوں کے مبارک سر یزید کے پاس پہنچے (۲) تو وہ دربار گرا کر بیٹھ تھا ورثی رووس کو بھاگ کر ن کو اپنے گرد آٹھ یا ہوا تھا۔ پھر حضرت امام حسین ؑ کا سر نور اس کے سامنے رکھ گیا تو اس نے (پنے ہاتھ کی) چھڑی سپ کے چہرہ نور پر مارنا شروع کی اور کہنے لگا:

يفلح هاماً، من رجال اعره

عليما وهم كانوا اعدوا وظلما

انہوں نے (یعنی تلواروں نے) ایسے لوگوں کی کھوپڑیاں توڑیں جو ہم پر غالب تھے

گذشتہ صفحہ کا شعر

جس نے حضرت امام حسین ؑ کو قتل کیا قتل کا حکم دیا یا اس کو چار سبھا یا اس پر راضی ہو، سب پر عنت کرنا چاہیے۔ ہذا ذہنی کا قول تعصب پر مبنی ہے۔ اس حضرت امام حسین ؑ کے قتلوں پر قیامت تک اللہ تعالیٰ کی عنت ہو۔"

(۱) تذکرہ الحواص، ص: ۲۶۷۔ البدایہ ۸: ۲۰۱۔ ورنہ کہ: "یہ من گھڑت واقعات میں سے ہے۔"

(۲) ان تیسہ نے ذکر کیا ہے کہ امام حسین ؑ کا سر نور شام میں یزید کے پاس نہیں لایا گیا تھا۔

مسہاج المسۃ ۵۵۷

اور وہ نہایت نافرمان اور ظالم تھے۔ (۱)

ہمیں خبر دی ہے محمد بن ناصر نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی جعفر بن احمد بن سراج نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی یوحنا بر محمد بن علی مدف نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوہسین بن خنیسی نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حسین بن صفوان نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبداللہ بن محمد بن ابی اندینا اقرشی نے، انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے محمد بن صالح نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا علی بن محمد نے انہوں نے روایت کیا خالد بن یزید بن بشیر سکسکی سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے قبیصہ بن ذویب خزاعی سے، انہوں نے کہا حضرت امام حسین ؑ کا سر انور، یا گیا اور یزید کے سامنے رکھ گیا تو اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی ایک چھڑی سے آپ کے سر نور پر ضرب ماری اور پھر مندرجہ بالا شعر پڑھا:

'ہمارے ہاتھ کی تلواروں نے ایسے لوگوں کی کھوپڑیاں توڑیں جو ہم پر غالب تھے
ورہ نہایت نافرمان اور ظالم تھے۔'

بن ابی اندینا نے کہا اور ہم سے بیان کیا ابراہیم بن زیاد نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبد العزیز بن عبد اللہ نے، ہم سے بیان کیا عبدالعزیز دروردی نے، انہوں نے روایت کیا حرام بن عثمان سے، انہوں نے حضرت جابر انصاری ؑ کے ایک بیٹے (بیٹوں میں سے ایک بیٹے) سے انہوں نے حضرت زید بن ارقم ؑ سے روایت کیا۔

(۱) یہ شعر حصین میں حرام مری کا ہے۔

شرح احتیاد المفصل، عقیب ثوریری ۳۲۵۔ المعجم الکبیر ۱۱۵: ۳۔ مجمع

رواۃ ۹۳۹۔ ورنہ اس کو طبرانی سے روایت کیا ہے اور اس کے راوی تھے ہیں مگر ضعیف جس کی حالت معلوم نہیں ہوئی۔

حضرت زید بن رقمؓ بیان کرتے ہیں کہ میں یزید بن معاویہ کے پاس تھا۔ جب حضرت امام حسینؓ کا سر انور اس کے پاس لایا گیا تو اس نے لکڑی کے ساتھ آپ کے ہونٹوں پر مارنا شروع کیا۔ (۱) اور وہ مندرجہ بالا شعر پڑھنے لگا۔

میں نے اُسے کہا: "پنی چھڑی ہٹالے، (اور اس گستاخی سے باز آجا)۔"
اس نے جواب دیا: "تم مجھے (اس سے) روکتے ورمع کرتے ہو؟"

تو میں نے جواباً کہا: "میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے امام حسن کو اپنے دائیں رت پر اور امام حسین کو اپنے بائیں رت پر رکھا ہے اور پنا دیں ہاتھ مبارک امام حسن کے سر نور پر رکھ ہو تھا اور اپنے بایاں ہاتھ امام حسین کے سر مبارک پر اور آپ فرما رہے تھے

"اللہ! میں ان دونوں کو تیرے اور صالح مؤمنین کے سپرد کرتا ہوں۔"

پھر اس کے بعد حضرت زید بن رقمؓ یزید سے کہنے لگے: "اے یزید! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت و وصیت کے لئے تیری حفاظت کیسی ہے؟" (نکی و دیعت والانت کی یوں حفاظت کر رہا ہے ورنہ کے ساتھ یہ طمانہ و سفاکانہ سلوک کر رہا ہے؟)

ابن ابی لدینا نے کہا اور ہمیں بیان کیا ہے ہواوید نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے خاد بن یزید بن سعد نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے علی الرضی نے، اور انہوں نے روایت کی جو جعفر سے، انہوں نے یہ

حضرت سیدنا امام حسینؓ کا سر نور یزید کے سامنے رکھ گیا اس وقت وہ حضرت بوہزہ سلمیؓ موجود تھے (۱) تو یزید (انہیں) نے چھڑی کے ساتھ امام پاکؓ کے چہرہ انور پر مارنا شروع کر دیا اور مندرجہ بالا شعر پڑھنے لگا تو حضرت بوہزہؓ نے اسے کہا:

(مخطوط (ص) میں ہے یفر۔ مفہوم یکساں ہے۔

پنی چھڑی ہٹالے اٹھا۔ (ورنہ گستاخی سے باز آ) خدا کی قسم میں نے بارہا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس چہرہ انور ورنہ ہونٹوں کو چومتے ہوئے دیکھا ہے۔ (۱)

ابن ابی لدینا نے کہا اور ہم سے بیان کیا سلمۃ بن شعیب نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے حمیدی نے، انہوں نے روایت کیا ہے سفیان سے، انہوں نے کہا میں نے مسلم بن ابی حنظلہ کو کہتے سنا کہ الحسنؓ نے کہا یزید بن معاویہ نے (حضرت امام حسینؓ) کے چہرہ انور پر جہاں رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چہرہ مبارک رکھتے تھے چھڑی سے مارنا شروع کیا اور اس کی توہین کرنے لگا۔ سفیان کہتے ہیں مجھے خبر دی گئی ہے کہ حسن نے اس کے نور بعد یہ شعر پڑھا۔

سمیۃ امسی نسہا عدد الحصی و بنت رسول اللہ لیس لها نسل

سمیہ کی نسل تو کنکریوں کی تعداد کو پہنچ گئی۔ و رسول اللہ ﷺ بنی نسل (یعنی آں

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میں سے کوئی بھی باقی نہیں بچا۔ (۱)

(۱) تھعل بن عبید، اور کہا گیا ہے تھعل بن عمرو، اور اس کے سوا بھی قول ہیں، حضور نبی کریم ﷺ کے صحابی تھے۔ غزوہ خیبر در فتح مکہ میں شریک ہوئے۔ سن 60ھ میں فوت ہوئے۔ و ایک قوس کے مطابق سن 64ھ میں۔

میر اعلام البلاذری: ۴۰۳۔ تہذیب التہذیب ۱۰: ۴۶۶

(۲) الطبری ۵: ۳۹۰۔ الکامل ۴: ۸۵۴۔ البدایہ ۸: ۱۹۲۔

ابن عیینہ نے مسند ج ۵ ص ۵۵۷ پر کہا ہے یزید کا یہ فعل ثابت نہیں، یہ جھوٹ ہے۔ یہی کہ مر رضوان تہذیب میں سے جو اس نے یزید کے وقت سے غرضتہ دو شام میں کٹاں تھے وہ تو عرق میں تھے۔

(۱) عند جرح بن م تھعل کا قول ہے۔ معجم الکبیر ۶۳۔ و یہ بھی کہا گیا ہے کہ یزید بن تھعل کا قول ہے۔ و ایک قوس یہ ہے کہ یزید بن تھعل کا قول ہے۔ لیکن

انصرد ۵: ۴۰۔ الکامل ۴: ۸۹۹۔ البدایہ ۸: ۱۹۳۔ مجمع البیان ۹: ۹۸۹

اور کہا "اس کو طبرانی نے روایت کیا و محمد بن حسن بن زہرہ ضعیف ہے۔"

بہمیں خبر دی ہے علی بن عبید اللہ ازراغونی نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے محمد بن حمد لکاب نے، (۱) انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن ابی سعد لوراق نے، انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے محمد بن حمید نے، انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے محمد بن یحییٰ لاہری نے، انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے یث نے، انہوں نے روایت کیا ہے مجاہد سے، انہوں نے کہا حضرت امام حسین بن علی علیہ السلام کا سر نور یا گیا اور یزید بن معاویہ کے سامنے رکھا گیا تو اس نے تمثیل مندرجہ ذیل دو شعر پڑھے:

لیست اشباحی بیدر شہدوا جزع الحورج من وقع الأسل (۲)
فاهلوا واستهلوا فرحا ثم قاتلوا لی (بغیب) (۳) لا نشل
اے کاش! ہدر میں قتل ہونے والے میرے اشیاخ بنو خزرج کا نیزوں کی ضربوں سے چیخا چدنا دیکھتے۔ پس وہ خوشی سے خرے بند کرتے اور خوشی سے ن کے چہرے دمک اٹھتے۔ پھر غائبانہ طور پر مجھے دعا دیتے ہوئے کہتے کہ تمہارے ہاتھ کبھی بیٹا رہ نہ ہوں۔
مجاہد کہتے ہیں "یہ یث لہن نے پھر اس معنی میں منافقت کا سہارا لیا اور اپنے لشکر کے ہر فرد کو مامست کی اور برا بھلا کہا۔" (۱)

(۱) مخطوط (ص) میں ہے ہمیں خبر دی ہے ابو جعفر بن سلمہ نے انہوں نے ابو عبد اللہ مرزہانی سے روایت کیا ہے
(۲) الاسل الرماح، نیز سے۔
(۳) مخطوط (ق) میں ہے۔ ہینا خوشی مبارک۔
(۱) الاحبار الصوال ص ۲۶۷۔ البدایہ ۱۹۲۸۔ وہ امام حسین علیہ السلام کے قتل پر تنگی و اطمینان کا ہر کرتا ہے۔ اور اس کا یہ فعل بدہ تھا اس کا جو شرکین بد کو پیش آیا۔ (قتل و ذلت و رسوائی)۔

یہ روایت مؤرخین کے درمیان محل اتفاق نہیں۔ بہت سے مؤرخین مثلاً ہبری نے اپنی تاریخ و رہن حیر نے کتاب الکامل میں اس کا ذکر نہیں کیا۔ ابن کثیر نے بھی اسد ابیہ میں اس پر جزم نہیں کیا۔ البدیہ ۱۹۲:۸ کے حاشیہ میں ہے "یہ تصور نہیں لگتا کہ یزید نے یہ اشعار پڑھے ہوں کیونکہ مؤرخین نے انہیں واقعہ حرہ کے بعد ذکر کیا ہے۔ پھر امام حسین علیہ السلام کے واقعہ میں خورج میں سے کوئی حاضر نہیں تھا۔"

میں کہتا ہوں۔ یہ اشعار ابن زہری (۱) کے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔

لیست اشباحی بیدر شہدوا جزع الحورج من وقع الأسل
حين المقت بعباء برکھا واستحور القتل فی عبد الاشل
و قتلنا الضعف من نسانہم و عدلنا میل (۲) بدر فاعتدل

اے کاش! ہدر میں قتل ہونے والے میرے اشیاخ بنو خزرج کا نیزوں کی ضربوں سے چیخا چدنا دیکھتے۔ جس وقت انہوں نے اپنی کمزور عبا میں پھینک دیں اور عبدالاشل میں سخت جنگ و قتل و غارت (واقع) ہوئی۔ ہم نے ان کی دو گن عورتوں (یا دو گنا اشراف) کو قتل کر دیا ہے اور یوم بدر کے (میزان کے) جھکاؤ کو برابر کر دیا ہے۔

اور یہ اس نے کہ مسلمانوں نے ہدر کے دن کافروں کے بہت سے افرار کو قتل کیا۔
پھر (کافروں نے) احد کے دن مسلمانوں کے بہت سے افرار کو شہید کیا۔ تو یزید (عین) نے اس سے استشہاد کیا (اس کو گواہی دی) اور اس کے بعض الفاظ کو بدس دیا۔ یہ استشہاد گواہی اس کی ذمت و رسوائی کے لئے کافی ہے۔ (۳)

(۱) عبد اللہ بن زہری بن قیس قرشی اپنے دور جاہلیت میں مسلمانوں کے شدید خلاف تھا۔ پھر فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوا اور نبی کریم ﷺ کی مدح کی۔ الاصابہ ۳۱۸۲۔ الاعلام ۲۱۸۴
(۲) مخطوط (ص) میں مثل کا غلط ہے۔
ورہم نے سیرۃ ابن ہشام ۶۹۰۳ اور سیرۃ ابن کثیر ۱۱۰۳ سے اس کی تصحیح کی ہے۔

(۳) مخطوط (ق) سے ساقط ہے۔ اور ہم وہی کہتے ہیں جو ابن کثیر نے البدیہ ۲۲۴:۸ میں کہا ہے۔
اگر یزید بن معاویہ نے یہاں کہا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اور تمام لعنت کرنے والوں کی بھی لعنت ہو اور اگر اس نے یہاں نہیں کہا تو اس کو گوہر کی نظروں میں نہ لے کر قلع بنادینے کیسے ایسا گھڑنے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو ہا ارشاد فرمایا: "خُد کی قسم تو ایسا ہرگز
مکڑ نہیں کر سکتا، مگر یہ کہ تو ہمارے دین و ملت سے نکل جائے اور ہمارے دین و مذہب کے
کوئی وردین اختیار کر لے۔" (۲) (یعنی یہ کسی مسلمان کے لئے جو ان کی کفو میں سے نہیں
ہرگز جائز و حلال نہیں)۔

پھر اس نے قافلہ اسیران اہل بیت کو مدینہ طیبہ بھیج دیا، اور امام حسینؑ کے سر
نور کو عمرو بن سعید بن اعاص (۳) کے پاس بھیج دیا جو کہ اس کی طرف سے مدینہ منورہ کا گورنر
تھا۔ اس نے سر انور کو پکڑا اور اپنے سامنے رکھ اور آپ کے ناک کا بانسہ پکڑا۔ پھر اس کے حکم
سے سر انور کو کٹن دیا گیا اور آپ کی ماں پاک سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا کی قبر انور کے پاس
دفن کیا گیا۔ محمد بن سعد نے ایسے ہی بیان کیا ہے۔ (۴)

بن ابی اسد نے عثمان بن عبد الرحمن کی روایت کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے محمد بن
عمر بن صالح (۵) سے روایت کی ہے کہ انہوں نے امام حسینؑ کے سر مبارک کو یزید کے

(۱) مخطوط (ص) سے ساقط ہے۔

(۲) الطبری ۴۶۱:۵ - الکامل ۸۶:۴ - البدایہ ۱۹۴:۸

(۳) عمرو بن سعید بن اعاص بن مہ بن عبد شمس موی القرشی، ہوامیہ مدویہ ورن کے بیٹے یزید کی
طرف سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا گورنر تھا۔ اپنی فصاحت کی وجہ سے اشترق کے لقب سے مشہور
تھا۔ ۷۱ ہجری میں عبد الملک بن مروان نے اسے قتل کیا۔ تہذیب التہذیب ۳۲:۸ - الاعلام ۲۴۶:۵

(۴) طبقات ابن سعد ۲۳۸:۵ میراب الاعتدال ۶۶۶:۳ - لسان المیران ۳۱۸:۵

(۵) محمد بن عمر بن صالح نکلائی احموی، اہل حجاز میں سے تھا۔ ابن عدی نے کہا ہے ثقافت (ثقہ راویوں)

سے من کیر (منکر احادیث) بیان کرتا تھا۔ ابن حبان نے کہا: بہت منکر الحدیث تھا۔

فصل: خاندان نبوت کے قیدیوں کو یزید (عین) کی مجلس میں پیش کیا جانا۔

پھر یزید نے علی بن امام حسین امام زین العابدین اور بچوں اور عورتوں کو بولوا اس حال
میں وہ رسیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ رسیوں سے باندھے ہوئے تھے۔ اس حالت میں انہیں
یزید (عین) کے سامنے لایا گیا تو امام زین العابدین علی بن حسین نے اس سے کہا: "یزید
تیرا کیا خیال ہے کہ اگر رسول اللہؐ ہمیں اس طرح رسیوں سے بندھے درجکڑے ہوئے
دیکھتے (تو آپ کے قب پر کیا گد رتی) تو کیا تو ہمارے بارے میں ذرا بھی نرم گوشہ نہیں
رکھتا؟" (ورجھے کچھ بھی شرم نہیں آتی) تو اس (عین) نے جواب دیا: "مٹی تمہارے باپ
نے قطعی رحم کی و میری سلطنت کو مجھ سے چھیننا چاہا۔ دیکھ خد نے اس سے کیا سلوک کیا
ہے؟" پھر عورتوں و بچوں کو اس کے سامنے بٹھایا گیا تو ایک شامی خبیث (مراود) "دوی
کھڑا ہوا اور کہنے لگا

"اے امیر یزید! یہ عورت یعنی فاطمہ بنت علی مجھے دے دو۔" حالانکہ آپ پا کھاڑ اور
سیدہ تھیں۔ آپ ہار گئیں و ربی بڑی بہن حضرت سیدہ زینبؑ کا آنکل پکڑ لیا تو حضرت سیدہ
زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بول اٹھیں "تو جھوٹا ہے تو نے جھک ماری اور یہودہ بات کی ہے۔ واللہ
نہ تیری مجال ہے نہ یزید کی نہ یہ تیرے لئے حد و جائز ہے ورنہ ہی یزید کیلئے۔" اس پر
یزید عین بھڑک اٹھا، درجکڑے گا اے زینب! تو نے جھوٹ بولا ہے یہ میرے لئے (جائز)
ہے۔ اگر میں ایسا کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں۔"

(۱) مخطوط (ص) سے ساقط ہے۔

ایک خزانہ میں پایا تو انہوں نے اسے کفن پہنایا اور دمشق میں باب فرادیس (۱) کے پاس دفن کیا۔ محدثین کے نزدیک عثمان اور محمد (کَیْسًا بَشِیْءٌ) کوئی چیز نہیں۔ یعنی ان کا اعتبار نہیں اور پہلے قول (پہلی روایت) زیادہ صحیح ہے۔ (۲)

ہمیں خبر دی ہے ابن ناصر نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابو محمد بن سراج نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے محمد نے (۳) انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابو حابر بن عداف نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابن خنیس نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے حسین بن صفوان نے، انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے خالد بن یزید نے، انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے عمار لدؤنی نے، انہوں نے روایت کیا ہے ابی جعفر سے، انہوں نے کہا جب سیران کرہ کا قافلہ مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو ابو عبدالمطلب کی ایک عورت اپنے باپ کھوے

(۱) دمشق کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور اہل شام کرم ہساتیں باغوں کو فرادیس کہتے ہیں۔

معجم البلدان، یاقوت حموی ۲۴۳، ۴

(۲) دیکھئے۔ تذکرۃ الحواصص ص ۲۶۶، ۲۶۵۔ البدایہ ۲۰۴، ۸

در یہاں کچھ دیگر قول بھی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(۱) کرہ کی طرف ہوتا یا گیا اور جسم اطہر کے ساتھ دفن کیا گیا۔

(۲) فرات کے کنارے مسجد رتہ میں مدفون ہوئے۔

(۳) قاہرہ میں مدفون ہوئے۔

مؤرخین کے درمیان یہ اختلاف اس بات کی دلیل ہے کہ امام حسین علیہ السلام کو کسیر النور نیزے کی نوک پر باندھ کر اسے دروازہ عصہ سلمیہ میں پھرایا گیا یہاں تک کہ وہ جگہ بھی مشہور نہ ہو سکی جہاں آپ مدفون ہیں۔ بعد ابن تیمیہ کا یہ ظلم کہ سر النور کو نیزے پر باندھ کر لیا گیا، یہ دعویٰ بلا دلیل ہے درجہ پور مؤرخین کے خلاف ہے۔

(۳) مخطوطہ (ق) سے ساقط ہے۔

وراپنی آستین اپنے سر پر رکھے باہر نکلے اور ان سے آکر ملی اور رو کر کہنے لگی:

مَاذَا تَقُولُونَ (ان) (۱) قَالَ السَّيِّ لَكُمْ مَاذَا فَعَلْتُمْ وَانْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ

بِعِزَّتِي وَبِأَهْلِي بَعْدَ مَفْتَقْدِي مِنْهُمْ اساری و قُتِلَی (صرحوا) (۲) بَدَم

مَا كَانَ هَذَا جَوَانِي اَدْبَحْتُ لَكُمْ اَنْ تَخْفُوْنِي بِسُوءِ فِی ذَوِی رَحْمٰی (۳)

تم کیا جواب دو گے اگر نبی کریم ﷺ نے تم سے پوچھا کہ میری امت ہوتے ہوئے تم نے میرے بعد میری اہل بیت اور میری ولد سے کیا سلوک کیا کہ ان میں سے بعض کو تم نے قیدی بنایا اور بعض کا خون بہایا۔ میں نے تمہیں جو نصیحت کی تھی کہ میرے بعد میرے قرابت داروں سے برا سلوک نہ کرنا، اس کی جزا یہ تو نہ تھی۔

ابراہیم نخعی نے کہا اگر (باغرض) میں قاتلین امام حسین علیہ السلام کے ہمراہیوں میں سے بھی ہوتا پھر مجھے کہا جاتا کہ جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ تو میں شرم و حیا اور مذمت و شرمندگی محسوس کرتا کہ رسول کریم ﷺ مجھے دیکھیں درآں حالیکہ میں نے یہ کیا ہوتا۔ (یعنی اپنے اس فعل کی وجہ سے رسول کریم ﷺ کا سامنا کرنے سے حیا و رندامت محسوس کرتا۔) (۴)

(۱) مخطوطہ (ص) میں "لو" ہے۔ (مفہوم تقریباً یکساں ہے)۔

(۲) مخطوطہ (ق) میں ہے (صرحوا) بمعنی لطفخوا۔ آلودہ کرنا، القاموس المحیط۔ مادہ صرح: ۲۵۲

(۳) الطبری ۳۹۰، ۵۔ الکامل ۸۱: ۴۔ البدایہ ۱۹۸، ۸۔ المعجم الكبير ۱۲۴، ۳۔ ۱۱۸

اور کہا کہ وہ نسب بنت عقیل تھیں۔ مجمع الروالد ۹: ۲۰۱ اور کہا اسے طبری نے ایسی سند سے روایت کیا ہے جو منقطع ہے اور اسے دوسری سند سے بھی روایت کیا جو اس سے عمدہ ہے۔

(۴) مخطوطہ (ق) سے ساقط ہے اور ایک قول کا ذکر کیا۔

تہذیب الکمال، المعری ۴۳۹، ۶۔ تہذیب التہذیب ۳۵۵، ۲۔ مجمع الروالد ۱۹۵، ۹

اور کہا اس کو جبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

بر، بنی اندنیائے بیان کیا ہے کہ حسب م مومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت ام حسینؓ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا 'انہوں نے (یریدوں نے) آپ کو شہید کیا ہے' (۱) اللہ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھروے۔ 'پھر آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ (۲)۔

ہمیں خبر دی ہے پو منصور القزاز نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے احمد بن علی بن ثابت نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے ابن زرق نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ہے ابو بکر محمد بن عمر الحلی نے، انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے فضل بن حساب نے، انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے محمد بن عبداللہ اغزی نے، انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے حماد بن سلمہ نے، عمار بن ابی حماد سے روایت کی ہے، انہوں نے ابن عباس سے، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں نے دو پہر کے وقت خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کے ہا مبارک بکھرے ہوئے گرد آلود ہیں۔ دست مبارک میں (خون سے بھری ہوئی) ایک بوتل ہے۔ میں نے عرض کیا "یہ بوتل کیسی ہے؟" (اور میں حوٰن کیسا؟) آپ نے فرمایا "یہ حسین و اس کے ساتھیوں کا خون ہے جسے میں آج صبح سے جمع کر رہا ہوں۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے (اس تاریخ و وقت کو) یاد رکھا۔ جب خبر آئی تو پتہ چل کہ ام حسینؓ اسی دن شہید کئے گئے تھے (۳)۔

(۱) مخطوطہ (ق) میں "فعلوا" کا شغل آیا ہے۔

(۲) تہذیب الکمال ۶: ۴۳۹۔ سیر اعلام النبلاء ۳: ۳۱۸۔

(۳) مسند الامام احمد ۱: ۲۸۳۔ المعجم الکبیر ۳: ۱۱۰۔ مجمع الرواۃ ۹: ۱۹۴۔

اور کہ اس کو روایت کیا ہے احمد اور طبرانی نے۔ وراحمہ کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

البدایہ ۸: ۲۰۔ اور کہا: احمد اس کے ساتھ متفق ہوئے ہیں۔ اور اس کی سند قوی اور مضبوط ہے۔

میں (ابن جوزی) کہتا ہوں کہ عمرو بن سعد اور بن زیاد کے فعل سے اتنا تعجب نہیں جتنا تعجب یرید (حسین) کے افعال قبیحہ سے ہے کہ اس نے (پنی) غرض فائدہ کے حصول کے لئے سرانور کی توہین کی۔ ام حسینؓ کے دندان مبارک پر چھڑی ماری۔ سرانور کو کرہ سے کوفہ دمشق اور پھر کافی عرصہ گزرنے کے بعد مدینہ منورہ کی طرف واپس لوٹا یا۔

کیا خوارج (۱) کے ساتھ بھی ایسا سلوک روا رکھنا جائز ہے؟ (ہرگز نہیں ایسا سلوک تو خوارج کے ساتھ بھی روا رکھنا جائز نہیں)۔

کیا شریعت کا حکم یہ نہیں تھا کہ ن کی نماز جنازہ پڑھی جاتی (۲) اور نہیں دفن کیا جاتا؟ ہاں اس کا یہ قول کہ "میں ن کو قید کرتا"۔ یہ یہ امر ہے جو اپنے فاعل و معتقد کو حنت سے نہیں بچا سکتا۔ (۳) اور اگر دوسرا م کا احترام کرتا جب وہ اس کے پاس پہنچا تھا، اس پر

(۱) یہ وہ فرقہ ہے جو حضرت سیدنا علیؓ کے عہد زمانہ خلافت میں ظاہر ہو۔ یہ وہ وگ جنگ صفین میں آپ کے ساتھ تھے، جس دن اصحاب معاویہ نے مصحف کو نیزوں پر بلند کیا تو انہوں نے حضرت علیؓ کے جنگ روکنے کے قصد سے اتفاق نہ کیا۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا "تو ہمیں کتاب اللہ کی طرف ہدایت ہے اور تم ہمیں سیف اقدس کی طرف بلا تے ہو۔" تب آپ نے حکم پر تھوکیا تو خوارج نے اپنے قوس سے رجوع کیا اور کہنے لگے "غیر اللہ کو حکم بنانے کا قول کر کے ہم نے کفر کیا ہے اور انہوں نے امام سے بھی رجوع و رجوع کا مطالبہ کیا مگر آپ نے نکار کیا تو وہ آپ کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے (لڑا)

خارجی کہلائے۔ الملل والمحل، شہر سنائی ۱۵۵: ۱

(۲) مخطوطہ (ص) میں "علیہ" ہے۔ معنی یکساں ہے

(۳) مخطوطہ (ص) میں "باللغیۃ" ہے۔ معنی میں فرق نہیں۔

نماز پڑھتا اور اسے طشت میں نہ رکھتا (۱)۔ ورنہ ہی چھڑی کے ساتھ اس کو مارتا تو یہ فعل اس
کیا ضرر و نقصان پہنچاتا کیونکہ قتل عام سے اُسے مقصود تو حاصل ہو چکا تھا۔ لیکن اس میں
جاہلیت کی کینہ پروری تھی جس کی دلیل اس کا وہ شعر پڑھنا ہے جس کا ذکر پہلے بھی گذر چکا ہے
"اے کاش بدر میں قتل ہونے والے میرے بزرگ آج کا منظر دیکھتے۔"

فصل: اہل مدینہ نے یزید (لعین) کی بیعت توڑ دی

جب سنہ ۶۲ ہجری کا آغاز ہوا تو یزید نے عثمان بن محمد بن ابی سفیان (کو مدینہ کا
گورنر مقرر کیا۔ اس نے مدینہ منورہ سے ایک وفد یزید کے پاس بھیجا۔ جب وہ وفد واپس لوٹا تو
انہوں نے مدینہ منورہ میں لوگوں کے سامنے یزید کا کریمہ منظر (اصلی چہرہ) ظاہر کیا اور کہا ہم
اس شخص کے پاس (۲) سے ہو کر آئے ہیں جس کا کوئی دین نہیں، وہ شراب پیتا ہے، ستر بچتا
اور گاتا ہے، کتوں سے کھیلتا ہے در دل بہہ رہا ہے۔ (اے اہل مدینہ) ہم تمہیں گواہ بنا کر کہتے
ہیں کہ ہم نے اس کی بیعت توڑ دی ہے۔

حضرت منذر (۳) نے کہا: خُذ کی قسم اس نے مجھے ایک کھدر ہم تحفہ میں دیئے
ہیں لیکن یہ تحفہ مجھے یہ کہنے سے نہیں روک سکتا کہ میں اس کے بارے میں سچی بات بتاؤں۔

(۱) عثمان بن محمد بن امیہ - یزید بن معاویہ کی طرف سے مدینہ کا گورنر تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال
کے وقت دمشق میں تھا۔ سنہ 57 ہجری اور سنہ 59 ہجری میں امیر حج تھا۔

معجم بنی امیہ، صلاح اللہ فی المسجد ص: ۱۲۸

(۲) مخطوطہ (ع) کے ساتھ ہے۔

(۳) احمد بن زبیر بن عوف بن خویلد، ابو عثمان۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوئے۔
قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والوں میں شامل تھے۔ اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر سے ناراض ہو کر کوفہ میں سکونت
اختیار کریں۔ سنہ 64 ہجری میں جب شامیوں نے حضرت بن زبیر کا محاصرہ کر لیا تھا، تو ان کی نصرت و مدد
کیسے آگئے، وراثتی ایام میں قتل ہوئے۔ طبقات ابن سعد ۱۸۲۰۵۔ سیر اعلام النبلاء ۳۸۱۱۳

(۱) مخطوطہ (ق) میں "طشت"، در مخطوطہ (ص) میں "طست" کا غلط آیا ہے۔ مفہوم یک ہے۔

خدا کی قسم وہ شراب پیتا ہے اور وہ (۱) نشہ میں پورے مست و مدہوش رہتا ہے یہاں تک کہ نمازوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ (۲)

پھر مدینہ منورہ کے باسیوں نے عبداللہ بن خطلہ الغسلی (۳) کی بیعت کی اور یزید کے گورنر عثمان بن محمد (۴) کو مدینہ منورہ سے نکال دیا۔

حضرت ابن خطلہ رحمہ اللہ فرماتے تھے "اے قوم! خدا کی قسم ہم یزید کے خد ف س وقت اٹھ کھڑے ہوئے جب ہمیں یہ خوف۔ حق ہو گیا کہ (اس کی ہدکار یوں کی وجہ) سے ہم کہیں آسمان سے پتھر نہ برس پڑیں۔ کیونکہ یہ (بد بخت) شخص یزید (یعین) ہاں، بہنوں، بیٹیوں کے ساتھ نکاح کو مجبور قرار دیتا، شراب پیتا اور نماز چھوڑتا تھا۔ خدا کی قسم اگر لوگوں میں سے کوئی بھی میرا ساتھ نہ دیتا تب بھی میں پرواہ نہ کرتا اور اس معاملہ میں شیعت کا مفاد ہرہ کرتا۔ عبداللہ بن عمرو (۵) جو کہ معتبر اور ثقہ راویوں میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ

(۱) مخطوط (ص) سے ساقط ہے۔ "اللہ" کا لفظ ہے۔ معنی میں کوئی فرق نہیں۔

(۲) الکامس ۱۰۳: ۴۔ البدایہ ۲۱۸، ۲۱۶۔

(۳) عبداللہ بن خطلہ بن ابی مرارہب الانصاری، ابو عبد الرحمن۔ اہل مدینہ کے ساتھ یزید کے خد ف خروج کیا۔ نصار کے، میر ہوئے جنہوں نے مرثیے پر ان کی بیعت کی۔ خود بھی مرثیے مارنے کیلئے جنگ میں کود پڑے یہاں تک کہ شہید کر دیئے گئے۔ مسیر اعلام النبلاء ۳: ۳۲۱

اور اس میں واقعہ حرہ کی تفصیل ہے۔ تہذیب التہذیب ۱۹۳: ۵

(۴) الضری ۴۸۲: ۵

(۵) علی بن محمد بن عبداللہ، ابو الحسن بصرہ کے رہنے والے تھے۔ مدائن میں سکونت اختیار کی۔ پھر بغداد منتقل ہو گئے۔ اور یہیں سنہ ۲۲۵ ہجری میں وفات پائی۔ ان کی تاریخ بہترین تاریخ تھی اور اس سے لوگوں اپنی تاریخ اخذ کی۔ تاریخ بغداد ۱۲: ۵۴۰۔ اعلام ۱۰: ۱۴۰

منبر نبوی کے پاس جمع ہوئے اور یزید کی بیعت کرنے کا اعلان کیا۔ پس عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص مخزومی نے کہا "میں یزید کی بیعت کو اس طرح توڑتا ہوں جس طرح میں نے اپنے عمہ امہ اتادیا ہے۔" (۲) پھر اپنے عمہ اپنے سر سے اتار دیا نیز فرمایا "میں یہ کہہ رہا ہوں حاد نکہ اس نے مجھے العام واکرام سے نوازا ہے۔ لیکن وہ اللہ کا دشمن، بہت نشہ کر نیو، نشہ میں مست و مدہوش (اور نشہ میں چور چور) ہے۔

یزید کو اہل مدینہ کے بیعت توڑ دینے کی خبر پہنچی تو اس نے مسلم بن عقبہ (مسرف بن عقبہ) (۳) کو بھیجا اور کہا "گوگوں کو تین مرتبہ (میری بیعت کی) دعوت دینا۔ اگر وہ تیری دعوت کو قبول کریں تو ٹھیک ورنہ ان سے جنگ کرنا اور جب تو ان پر غلبہ حاصل کرے۔ (جب تو ان پر غلبہ آجائے) تو تین دن کے سئے سے (مدینہ ضبیہ) کو لوٹ مار کے سے مباح قرار دینا۔ اس میں جو کچھ ماں و متاع، سلحہ و ہتھیار اور کھانے کی چیزیں ہیں وہ سب شکر کے لئے ہیں اور جب تین دن گزر جائیں تو ان سے ہاتھ روک لینا اور انہیں چھوڑ دینا۔"

چنانچہ مسرف بن عقبہ نے تین دن کیلئے مدینہ طیبہ کو مباح قرار دے دیا۔ (مسرف کی فوج کے لوگ) مردوں کو قتل کرتے۔ امواں لوٹ لیتے اور غنائم پر واقع ہوتے۔ (۴)

(۱) یعنی ہمیں ان کے حالات نہیں مل سکے۔ ہم ترجمہ (حانات) حاصل کرنے پر قادر نہیں ہوئے۔

طبری ۴۸۱: ۵۔ البدایہ ۲۱۶: ۸ میں ہے کہ روایت ذکر کی گئی ہے عن طریق (یو الحسن المدائنی)

(۲) مخطوط (ص) سے ساقط ہے۔

(۳) مسلم بن عقبہ بن باع امرق، ابو عقبہ۔ اموی دور میں چاکر، رشتہ اور رحت اس لوگوں کا پیدار تھا۔

یزید نے اس کو لشکر کا امیر بنایا۔ اس نے مدینہ منورہ کو مباح قرار دیا اور واقعہ حرہ میں اہل مدینہ کو قتل کیا۔ لہذا

اہل حجاز نے اس کا نام (مسرف) رکھ دیا۔ ۲۳ ہجری میں مر گیا۔ الاصابہ ۴۹۴: ۳۔ اعلام ۱۱۸: ۸

(۴) الضری ۴۸۴: ۵۔ الکامل ۱۱۲: ۴۔ البدایہ ۲۱۸: ۸

(یعنی ان سے جبراً فطری کرتے۔) (معاذ اللہ ثم اسی ذہ اللہ تعالیٰ)۔

یہ عورت نے مسرف بن عقیقہ سے اپنے بیٹے کے بارے میں سفارش کی جبکہ وہ پکڑ گیا تھا (قید کر لیا گیا تھا) تو اس نے کہا صدی کرو پکڑ لاؤ اور اس کو قتل کر دو۔ پھر اس کی گردن کاٹ لی گئی۔ پھر مسرف نے لوگوں کو یرید کی بیعت کرنے کی دعوت دی اور کہا بیعت کرو! اس پر کہ تم اس کے عدم ہو (۲) اور تمہارے دل بھی اسی کے ہیں۔ (گرچہ ہے تو تمہیں بیچ،) اور چاہے تو آزاد رہے۔ یزید بن عبداللہ بن زمعہ (۳) نے کہا "ہم کتاب اللہ پر بیعت کرتے ہیں چنانچہ اس کے حکم سے ان کو قتل کر دیا گیا۔" (۴)

عید بن مسیب کو پکڑ کر مسرف کے پاس لے گئے اور ان سے کہا "بیعت کرو۔" انہوں نے جواب دیا "میں صرف میرت بوکر و عمر پر بیعت کرتا ہوں۔" (ان کے طریقے پر بیعت کرنا ہوں)۔ اس نے ان کے قتل کا حکم دیا تو ایک آدمی نے گواہی دی کہ وہ مجنون (پگل و دیوانہ) ہیں تو اس نے ان کو چھوڑ دیا۔ (۵)

(۱) البدایہ ۸

۲۰ اور کہا سلف صالحین مسلم و مسرف کہتے تھے۔ اللہ اس بڑھے کھوسٹ کا چاہ کرے۔ کتنا جاہل تھا۔

(۲) حدم، (۳) یرید بن (۴) القاموس المحيط۔ مادہ الحال۔ ص ۱۲۸۷

(۳) یرید بن (۴) اللہ بن زمعہ بن، الاسود بن المطلب بن سعد بن عبدالعزی بن قیس۔ کہا گیا ہے کہ مسرف نے ان سے کہا "مذہبی و منافقان پر بیعت کرو تو انہوں نے کہا کہ ہم مسلمانوں میں سے ہیں ہمارے لئے وہی ہے جو مسلمانوں کیلئے ہے، ورنہ ہم پر وہی واجب ہے جو ان پر واجب ہے۔

مقدار، مسرف۔ القسم المسموع لتبعی الامم المدینہ، ص ۱۰۳

(۵) الطبری ۲

۴۹۱

(۵) البدایہ ۸

۲۲۱

محمد بن سعد نے طبقات میں بیان کیا ہے (۱) کہ مروان بن حکم، مسرف بن عقیقہ کو اہل مدینہ کے خد ف ابھارتا اور کساتا تھا اور اس کا مددگار بن کر اس کے ساتھ اہل مدینہ پر حملہ آور ہو، یہاں تک کہ اس نے اہل مدینہ پر غلبہ حاصل کر لیا اور اس نے تین دن تک مدینہ طیبہ میں قتل و غارتگری و دہشت کا بار بار گرم رکھا۔ جب مروان، یرید کے پاس گیا تو یرید نے اس کا ردوائی پر مردان کا شکریہ ادا کیا اور اس کو اپنا مصاحب بنا لیا۔

امدائی نے کتاب "الحرة" میں امام زہری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا جنگ حرہ (۲) کے ان قریش، انصار و مہاجرین اور ان کے غلاموں میں سے ۷۰۰ بگ شہید ہوئے اور غلاموں، آزاد مردوں اور عورتوں میں سے جنہیں میں پہچانتا نہیں تھا وہ ۱۵ ہزار کی تعداد میں شہید ہوئے۔ (۳)

ہمیں خبر دی ہے محمد ابن ناصر نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے مبارک بن عبد الجبار نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن محمد بن عبد الواحد نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے بوکر حمد بن براہیم بن شاذان نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے احمد بن شہید البزار نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے، حمد بن حارث الخزاز نے، بیان کیا ہم نے ابو الحسن امدائی نے، انہوں نے روایت کیا ہے ابی عبد الرحمن اعرجی سے، انہوں نے خادم سے انہوں نے پتی پھونکی ام المہشم بنت یزید سے، وہ کہتی ہیں:

میں نے قریش کی ایک عورت کو طواف کرتے ہوئے دیکھا تھوڑی دیر میں ایک سیاہ

(۱) طبقات بن سعد ۳۹۰، ۵

(۲) الحرة۔ بوسیدہ سیاہ پتھروں والی زمین کو حرہ کہتے ہیں گویا کہ وہ پتھر آگ سے جلے ہوئے ہیں، اور اس واقعہ کو یوم حرہ کہتے ہیں۔ معجم البدان ۲۴۵ ۲

(۳) البدایہ ۸ ۲۲۱

رنگ کا جو ان اس کے پاس آیا تو اس نے اسے گھس لگایا اور اس کو بوسہ دیا تو میں نے حیرانگی سے پوچھا: "اے اللہ کی بندی! کیا تو اس سیاہ رنگ سے یہ کچھ کر رہی ہے؟"

اس نے جواب دیا: یہ میرا بیٹا ہے اس کا باپ یوم حرة میں مجھ پہ واقع ہوا تو میں نے اسے جنا (یہ پیدا ہو)۔

المداکنی سے روایت ہے، وہ ابو قرة سے روایت کرتے ہیں: ہشام بن حسان نے کہا: "واقعة حرة کے بعد اہل مدینہ کی ہزار کنواری عورتوں کے ہاں بچے پیدا ہوئے۔" (۱)

میں (محدث بن جوزی) کہتا ہوں: جو عجائب (عجیب و غریب واقعات و مظالم کی داستان) دیکھنا چاہتا ہے وہ حرة کے دن اہل مدینہ پر ڈھائے جانے والے مظالم کو دیکھے جو یزیدی لشکر کی دھارت سے رونما ہوئے جنہیں یزید نے اس کی کھلی چھٹی دے دی تھی (س) کتاب کو ہم نے اپنے شیخ ابو الفضل بن ناصر ۲۱ سے سنا کیا ہے اس کے متعدد جزا ہیں مگر ہم حواست نہیں چاہتے۔"

انہوں نے کہا: (۳) ہم کو خبر دی ہے ابن الحصین نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابن احمد سب نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے احمد بن جعفر نے، انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے عبد اللہ بن احمد نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے میرے باپ نے، انہوں نے

(۱) البدایہ ۲۷۱-۲۸۹۔ تذکرۃ المعوص ص ۲۸۹

(۲) محمد بن ناصر بن محمد بن علی السلاوی، فارسی اصل تھے پھر بغدادی۔ متعدد علوم میں مہارت تامہ حاصل تھی اس جوڑی کہتے ہیں میں نے ان کے پاس ۳۰۰ سہ پڑھا۔ کسی اور سے، تاہم استفادہ میں کی جتنی استفادہ سے کیا ہے۔ ۵۵۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ الدلیل علی صیقات المعالہ ۲۲۵:۱۔ شاید مؤلف نے ان کی کتاب المنتظم کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (مذکورہ بالا کتاب الحرة بھی مراد ہو سکتی ہے۔) (مترجم)

(۳) مخلوط (ص) میں "وقد" کا شظ ہے۔

کہا ہم سے بیان کیا ہے انس بن عیاض نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے یزید بن حصیف نے، انہوں نے روایت کیا ہے عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی حصصہ سے، انہوں نے عطاء بن یزید سے، انہوں نے سائب بن خالد سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو اہل مدینہ کو بلا وجہ خوفزدہ کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے جہنم کے خوف کرے گا۔ اس پر اللہ فرشتوں اور تمام انسانوں کی عنت دیکھنا شروع کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرے گا۔" (یہ فرض قبول کرے گا نہ نفس) (۱)

ہمیں خبر دی ہے عبد ارقل نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے المدائری نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابن عیین نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے احزابی نے، انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے بخاری نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے حسین بن حریث نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے الفضل نے، انہوں نے روایت کیا ہے جعید سے، انہوں نے عیسیٰ بنت سعد سے، انہوں نے کہا میں نے سعد سے سنا انہوں نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا "جو بھی اہل مدینہ کے ساتھ دھوکہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اس طرح (جہنم کی آگ میں) پھینکے گا جس طرح نمک پانی میں پھینک جاتا ہے۔" (۲)

اور امام مسلم نے اسی سے ملتی جلتی روایت کی ہے کہ جو بھی اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا راہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اس طرح (جہنم کی آگ میں) پھینکے گا جس طرح تاشا آگ میں پھینکتا ہے یا نمک پانی میں پھینک جاتا ہے۔ (۳)

اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے

(۱) مسند امام احمد ۵۵:۴

(۲) صحیح البخاری، کتاب فضائل اہل المدینہ، باب اثم من کاذب اهل المدینہ ۲۷:۳

(۳) صحیح المسلم، کتاب الحج، باب فصل المدینہ و دعاء النبی ﷺ، تاریخ ۱۱۳:۴

سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے اللہ! اہل مدینہ کے منہ (یک پیوند) میں برکت عطا فرما۔ نیز فرمایا: جو اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے اللہ اسے پگھلا دے گا جیسے نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ (۱)

بے وقوف دشمن کا زعم ہے اس حدیث کی مراد یہ ہے کہ ان (اہل مدینہ) کو بغیر تاویل کے ڈرائے گا۔

حدیث کا یہ معنی جو اس مغفل نے سیکھا اور سمجھا ہے اس میں شک نہیں کہ یہ معنی امام احمد سے مخفی و پوشیدہ رہا (۱۰۰ سے نہ سمجھ سکے) جیسی تو انہوں نے فرمایا 'کیا س نے اہل مدینہ کو ڈرایا دھمکیا نہیں؟' اور کوئی بھی یہ نہ جان سکا اور کسی کو بھی یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس کا ڈرانا تاویل کے ساتھ تھا۔

اگر بالفرض والتقدیر اس (یزید لعین) کا اہل مدینہ کو ڈرانا چاہتا ہو کیونکہ وہاں اس کے خد ف خوج کیا گیا تھا تو ہمارے پاس اس کلام کا جواب یہ ہے کہ کیا یہ بھی جائز تھا کہ وہ تین دن کے لئے مدینہ منورہ میں لوٹ مار، قتل و غارتگری و عصمت دری کو مباح اور حلال قرار دینے کا حکم دے؟ ورنہ یہ ذکر کر چکے ہیں کہ س نے یہ حکم دیا پھر جو کچھ واقعات رونما ہوئے کیا وہ س سے راضی نہیں تھے؟ اور اس نے ہرگز ہرگز اس کا انکار نہیں کیا (۲) بلکہ اس پر مروان بن حکم کا شکریہ ادا کیا۔ جیسا کہ اس کا ذکر گذر چکا ہے اور (۳) سے (یزید لعین کو) اس جرم سے بری قرار دینا اور بھی بڑا جرم ہے۔

(۱) صحیح المسند، کتاب الحج، باب من اراد اهل المدينة بسوء ادبہ اللہ ۱۲۲

(۲) مخطوطہ (س) سے "لا" بقط ہے۔

(۳) مخطوطہ (س) سے "و" بقط ہے۔

فصل: مسرف بن عقبہ کی ہلاکت

واقعہ حرہ سنہ 63 ہجری میں 28 دوحہ بروز بدھ پیش آیا۔ حسب 64 ہجری کا آغاز ہوا اور مسرف بن عقبہ اہل مدینہ سے جنگ کر کے فارغ ہوا اور اس کے لشکر نے ان کے مساکن و اسباب کو لوٹ لیا تو وہ حضرت عبداللہ بن زبیر سے جنگ و قتال کے لئے مکہ مکرمہ کی طرف متوجہ ہوا مگر راستے میں ہی مر گیا۔ مدینہ منورہ کو تاخت و تاراج کرنے و اس کی موت کے درمیان چند ہی دن کا وقت تھا پس وہ ایسے ہی پگھل گیا جیسے نمک پانی میں پگھلتا ہے۔ (۱) زیادتی حماقت کی وجہ سے مرتے وقت بھی یہی کہہ رہا تھا: 'اے اللہ! میں نے لالہ لہند کی شہ دست و گوئی کے بعد کبھی کوئی یہ عمل نہیں کیا جو مجھے اہل مدینہ سے جنگ و قتال سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہو۔' گراس کے بعد بھی تو نے مجھے جہنم میں داخل کیا تو میں ضرور شقی و بد بخت ہوں گا۔" (۲)

پھر اس نے حصین بن نمیر السکونی کو یاد کیا اور اسے کہا: "امیر المؤمنین نے میرے بعد تجھے امیر لشکر مقرر کیا تھا تو کوچ میں جدی کر اور ابن زبیر کو تین دن سے زیادہ مہلت نہ دینا۔ چنانچہ وہ چلا اور مکہ مکرمہ پہنچ کر ابن زبیر کا محاصرہ کر لیا۔ اور 64 دن تک محاصرہ

(۱) "عمدات فی الطریق" - کما یندوب الملح فی الماء" مخطوطہ (ق) سے ساقط ہے۔

(۲) الطبری، ۴۹۷: ۵ - الکس، ۱۲۳ - البدایہ، ۲۳۲۸

اہل مدینہ سے جنگ و قتال سے زیادہ پسندیدہ نہیں اور نہ ہی آخرت میں میرے نزدیک زیادہ مفید افزاء ہے) اگر تو اس کے بعد بھی مجھے جہنم میں ڈالے گا تو میں یقیناً شقی و بد بخت ہوں گا۔

جاری رکھا اور اس پر حلقہ تنگ کر دیا۔ ان 64 دنوں میں شدید جنگ ہوئی۔ 3 ربیع الاول ہفتہ کے دن کعبہ مشرفہ پر یمنیوں سے سنگ باری کی گئی۔ ایک آدمی نے نیزے کے سرے میں آگ کا شعلہ (چنگاری کو) رکھا۔ ہوا اس کو بڑھ کرے گئی تو کعبہ مشرفہ میں آگ لگ گئی اور (غلاف کعبہ) جل گیا۔ چنانچہ اہل مکہ کو ربیع الاول کے مہینے میں ہی یرید بن معاویہ کی ہدایت کی خبر آ گئی۔ (۱) واقعہ حرہ اور اس کی موت کے درمیان صرف تین مہینے (گزرنے) کا ہی فاصلہ تھا۔ پس وہ ایسے ہی پکھل گیا جیسے تانہا آگ میں پکھل جاتا ہے۔ (۲)

جیسا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے اس شخص کے بارے میں جو اہل مدینہ سے برائی کا ابرہہ کرے۔ اور ہم اسی مختصر پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ مقصود تو اس سے حاصل ہو گیا ہے جو اس سے زیادہ (۳) معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے وہ میری اس کتاب کا مطالعہ کرے جس کا نام "المستظم" ہے۔ (۴)

فصل: عبدالغنیث حنبلی کی شہادت کا رد

اس شیخ (عبدالغنیث حنبلی) نے یزید کی حمایت کرتے ہوئے جو دلائل پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ دلائل نہیں (۱) بلکہ اس (شیخ) کے شبہات ہیں (جن کو درج کرنے کے بعد ہم اپنے مسکت جوابات سے ان شبہات کا رد کریں گے)۔

اس نے کہا، تم نے امام احمد کے بارے میں جو ذکر کیا ہے کہا نہیں نے یزید پر حسرت کو چاقو زقر رد کیا ہے اور بطور دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان پیش کیا ہے،

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ﴾ [محمد ۴۷: ۲۲]

پھر تم سے یہی توقع ہے کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد کرو گے اور اپنی قراہتوں کو قطع کر دو گے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی۔

یہ آیت (۲) تو یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے امام احمد نے اسے اہل توحید کے حق میں عام کیسے کر دیا؟

ہمارا جواب، تیری کیا محال کہ تو امام احمد کا رد کر سکے؟ پھر امام احمد کے مقابلے (۳) میں تمہارا جواب تین وجوہ سے مردود ہے۔

(۱) الصبری ۵۰، ۴۹۸-۴۹۷۔ الکامل، ۱۲۴، ۱۲۵۔ البدایہ، ۲۲۵، ۲۲۶

(۲) مخطوطہ (ق) سے ساقط ہے۔

(۳) مخطوطہ (ص) سے ساقط ہے۔

(۴) المستظم فی تاریخ الملوك والامم، ابن جوری۔

(۱) (ق) میں ہے "مناصلا عن یرید فمن الحجاج ان تسمى شبهة"

(۲) (ق) میں ہے "فَلَا يَأْتِي الْآيَةَ" (معنی میں کیا نیت ہے)۔

(۳) مخطوطہ (ق) سے ساقط ہے۔

(۱) یہ شبہ تو تم نے مقاتل بن سلیمان (۱) کی تفسیر (۲) سے نقل کیا ہے جبکہ محدثین کا اجماع و اتفاق ہے کہ مقاتل کذاب (بہت جھوٹا) ہے۔ جو کہتا ہے اس کو چاہتا نہیں۔

وکج (۳) کہتے ہیں مقاتل بن سلیمان کذاب ہے۔ (۴)

سعدی (۵) کہتے ہیں وہ بہت بڑا کذاب (جھوٹا) اور فریبی و مکار ہے۔ (۶)
امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں مقاتل بالکل کوئی شے نہیں۔ یعنی اس کا قطعاً کوئی
عقب نہیں (۷)

(۱) مقاتل بن سلیمان بن شیراز زیدی ثقی، بواکس۔ اصل میں پنج مار بنے والے تھا پھر بصرہ منتقل ہو گیا۔ بغداد میں داخل ہو اور وہاں حدیث بیان کرنا شروع کیا۔ بصرہ میں فوت ہو۔ متروک الحدیث ہے۔ 150 ہجری میں فوت ہوا۔

سیر اعلام النبلاء ۲۰۱۷۰۔ الاعلام ۲۰۶۰۸

(۲) تفسیر مقاتل بن سلیمان ۳۲۲۵۔ (ادالمسیر، ابن الجوری ۴۰۷۷

(۳) وکج بن جراح بن یثیع بن عدی لکونی، بوسفیاں۔ عرق کے محدث اور علم حدیث کے بہت بڑے ماہر اور یکتائے زمانہ تھے اس کے ساتھ ساتھ درع و تقویٰ کے مجسم پیکر تھے۔ 197 ہجری میں فوت ہوئے۔

سیر اعلام النبلاء ۱۴۱۹۔ تہذیب التہذیب ۱۲۳۰۱۱

(۴) الحرج و التعذیل، ابو حاتم الرازی ۳۴۵:۸

(۵) علی بن حجر بن یس سعدی مروی، بوالحسن۔ حفاظ حدیث میں سے تھے۔ بہت زیادہ گھومنے پھرنے والے اور ثقہ تھے۔ ادب و شعر میں بھی دسترس حاصل تھی۔ 244 ہجری میں فوت ہوئے۔

تہذیب التہذیب ۲۹۳۰۷۔ الاعلام ۷۷۰۵

(۶) میراث الاعتدال، للدہبی ۱۷۴۰۴۔ تہذیب التہذیب ۲۸۳:۱۰۔ کذابا جیسورا

(۷) التاريخ الكبير، لسبخاری ۱۴۰۸

(۷) زکریا بن یحییٰ بن عبدالرحمن بن محمد بن عدی البصری اساجی، یونجی۔ اپنے زمانہ میں بصرہ کے یکتائے زمانہ محدث تھے ورثہ حفاظ میں سے تھے۔ 307 میں فوت ہوئے۔

الرسالة المستطرفة، الکتانی ص: ۱۴۸۔ الاعلام ۸۱۳

زکریا اساجی (۱) نے کہا، کذاب متروک ہے۔ چھوڑا ہوا ہے یعنی محدثین اس سے روایت نہیں سیتے۔ (۲)

رازی کہتے ہیں متروک الحدیث ہے، انہوں نے اسے ترک کر رکھا ہے۔ (۳)
ابو عبدالرحمان النسائی کہتے ہیں وہ کذاب جو حدیثیں وضع کرنے اور گھڑنے میں مشہور و معروف ہیں وہ چار ہیں۔

ابو نعیم بن ابی یحییٰ (۴) مدینہ میں، و قدی بغداد میں، مقاتل بن سلیمان خراسان میں اور محمد بن سعید (۵) شام میں۔ (۶)

ابن حبان نے کہا مقاتل یہود و نصاریٰ سے قرآن کا علم حاصل کرتا جو ان کی کتابوں کے مطابق و موافق ہوتا۔ وہ مشہہ تھا۔ (وہ فرقہ مشہہ میں سے تھا۔) مدنی کو مخلوق کے

(۱) تہذیب التہذیب ۲۸۴۱۰

(۲) الحرج و التعذیل ۳۵۴-۳۵۵

(۳) براہیم بن محمد بن ابی یحییٰ نسبی۔ اس پر متعدد الزامات تھے جن میں جھوٹا ہونا، قدر یہ فرقہ اور فرقہ جمیہ کا فرد ہونا اور سلف (بزرگوں) کو کالی دنیا وغیرہ شامل ہیں۔ ۱۸۳ ہجری میں فوت ہوا۔

سیر اعلام النبلاء ۴۵۰:۸۔ تہذیب التہذیب ۱۵۸:۱

(۴) محمد بن سعید بن حسن بن قیس ہمدانی۔ ابو نعیم منصور نے سے روایتی ورے دینی کی وجہ سے قتل کیا۔ حدیثیں گھڑتا تھا۔ اس کا نام بہت بڑے اختلاف کا کل تھا۔

میراث الاعتدال ۵۶۱:۳۔ تہذیب التہذیب ۱۸۴:۹

(۵) تہذیب التہذیب ۱۸۵:۹

ساتھ تشبیہ دیتا تھا (۱) اس کے ساتھ ساتھ وہ حدیث بیان کرنے میں بھی جھوٹ بولتا تھا۔
(۲) ہم بیٹن کر چکے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس بیعت کی تفسیر ولایت
مسلمین سے کی ہے تو تم نے ظہر امام احمد کے مقابلے میں مقتل کے کلام کو کیسے مقدم (۳)
کر دیا ہے، یہود کے لئے کوئی روایت ہے؟

مقتل کذاب کا کلام امام احمد بن حنبل کے کلام سے مقدم کیسے ہو سکتا ہے؟

(۳) اگر یہ آیت یہود کے حق میں بھی نازل ہوئی ہو تو پھر بھی ہمارے لئے مضرب نہیں
کیونکہ حکم سبب کی نسبت سے زیادہ عام ہے۔ پس کسی آیت ہ کسی قوم کے بارے میں نازل
ہونا اس کے ساتھ خطاب اور اس کے حکم کے عموم کو نہیں روکتا۔

اس شیخ نے کہا: "امام احمد کے بارے میں یہ کیسے گمان کیا جاسکتا ہے (کہ وہ لعن
یزید کو جزا سمجھتے ہوں)" اس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی کہتا ہے میں وہ بات کیسے کہوں جو انہوں
(امام احمد) نے نہیں کہی۔ کیونکہ وہ ہمارے اس قول کی طرف گئے ہیں کہ صحابہ خصوصاً حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یزید کی بیعت کر لی تھی تو کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ (امام احمد) حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس فعل سے عدول کرنے (ہٹ جانے) کو جائز سمجھتے ہیں؟

ہمارا جواب: ہم کہتے ہیں: اے علم تاریخ و سیرت سے ناواقف! ہم بیان کر چکے
ہیں کہ ابن عمر نے جب یزید کی بیعت کے بارے میں سنئے تو مکہ شریف چلے گئے اور (پھر)
انہیں بیعت کے وقت کہا گیا "گرم نے نکار کیا تو ہم تمہیں قتل کر دیں گے پس بیعت کرو،
تو انہوں نے ضرورتاً و مجبوراً بیعت کی۔"

(۲۱) مخطوطہ (ص) سے منقول ہے (ق) ہم نے اسے کتاب المسجودین جلد ۱۴۳ سے مکمل کیا۔

(۲) مخطوطہ (ص) میں "قدمت" کی بجائے "قدم" ہے۔ معنی میں یکسانیت ہے۔

(۳) مخطوطہ (ق) سے "فبیع" کا لفظ منقول ہے۔

اس شیخ نے کہا: ابوطالب (۱) نے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے امام احمد بن
حنبل سے اس شخص کے بارے میں سواں کیا جس نے کہا یزید بن معاویہ پر اللہ کی لعنت ہو؟
تو آپ نے جواب دیا: ہم اس بارے میں کلام نہیں کرتے۔ (کچھ نہیں کہتے)
میرے نزدیک رک چانا اور خاموشی و سکوت زیادہ پسندیدہ ہے۔ (۲)

جواب: یہ روایت پہلی روایت کے خلاف نہیں اس لئے کہ یہ اس امر پر روایت دلالت
کرتی ہے کہ انسان ذکر غیر سے نفل ہو کر اپنے آپ (اور اپنے کام) میں مشغول رہے (۳) اور
پہلی روایت جو لعنت پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ ہم نے تسبیح کے بارے میں کہا ہے کہ بیٹس پر
لعنت کرنے کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنا مقدم ہے (جیسا کہ ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ
کی تسبیح بیان کرنا بیٹس پر لعنت کرے سے مقدم ہے) اور معصوم ہونا چاہئے کہ ابو بکر خذل (۴)

(۱) عصمة بن ابی عصمة ابوطالب العکبری، صاحب تھے اور امام احمد بن حنبل کے شاگرد ہیں۔ ان سے

روایت کی ہے ۲۳۳ ہجری میں فوت ہوئے۔ طبقات الحبابہ ۱۸۱۰۔ المسحج الاحمد ۱۱۲۶

(۲) طبقات الحبابہ، ص ۱۸۱۔ کہا میں نے امام احمد بن حنبل سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا
جس نے کہا کہ یزید بن معاویہ پر اللہ کی لعنت ہو۔ تو آپ نے جواب دیا "میں اس بارے میں کچھ نہیں
کہتا۔" نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مومن پر لعنت اس کے قتل کی طرح ہے۔ اور فرمایا:
"بہترین لوگ میرے زمانے میں ہیں پھر وہ جو اسے قریب ہیں اور یزید بن معاویہ سے اس پر لعنت
سے رک چنا میرے نزدیک پسندیدہ ہے۔"

(۳) (ق) میں "شغل" کی بجائے "شعاع" کا خط ہے۔

(۴) محمد بن محمد بن ہرون نے بہت سے اساتذہ سے علمی استفادہ کیا۔ ان کے تلامذہ بھی کثیر تھے۔ وہ امام احمد
کے مذہب میں سب سے مقدم ہیں۔ کوئی ان سے سبقت نہ لے جاسکا اور نہ ہی پھر وہ میں کوئی ان کے مقام

تک پہنچ سکا۔ ۳۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ طبقات الحبابہ، ص ۲۹۵۔ المسحج الاحمد، ص ۵۰۲

ان کے صاحب عبدالعزیز، (۱) قاضی ابوبھنی اور ان کے بیٹے ابوالحسن، مذہب امام احمد بن حنبل کو قوم سے زیادہ چاہنے والے ہیں۔

ہم ن کی روایات و اخبار کو بیان کر چکے ہیں۔ مگر تو ن کی نہیں سنتا، تو خود ان کی کتابوں کو دیکھ، اور وہاں ن کی روایات کو دیکھ، تو تجھے اس (حن یزید) کا جواز مل جائے گا (۳۶) حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے مستحقین لعنت پر لعنت ڈالی ہے، چنانچہ امام احمد بن حنبل نے رسالۃ مسند (۴) میں فرمایا "والافتة (۵) عنقی میں اور مغترہ (۶) بھی ملعون (۷) ہیں۔"

(۱) عبدالعزیز بن جعفر بن محمد یزد دین معروف، ابو بکر معروف، بلخ کا مختلار، وسیع علم رکھتے تھے۔ صاحب
تقویٰ و طہارت تھے۔ ۳۶۳ ہجری میں فوت ہوئے۔ صیقات الحبابہ ص ۲۴۔ المسجع الاحمد ۵۶۲

(۲) (ص) سے ساقط ہے۔
(۳) (ص) سے ساقط ہے۔

(۴) مسدودین مسرطال الہدی البصری، ابوالحسنین۔ محدثین میں سے تھے ورثہ تھے۔

بن ماکو نے بطور مزاح کہا ہے: "اگر امام (بسم اللہ، رخصت، رحیم) کے وصاف لکھتا تو وہ پھوٹکا دم جھانڑ پھونک بن کر چلتا۔" سیر اعلام النبلاء، ۱۰، ۵۹۱، ۱۱۰، المصباح الاحمد، ۸۶۱

(۵) یہ چیمہ کا ایک فرقہ ہے۔ ان کا نام واقعہ اس لئے رکھا گیا کہ انہوں نے قرآن کے پارے میں وقف کرتے ہوئے کہا، ہم نہ اسے مخلوق کہتے ہیں ورنہ غیر مخلوق۔ بے کس وقف کے باوجود وہ راضی ہوئے یہاں تک کہ وہ بے خفیس کو بدعت کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حدیثی الجہمیۃ الحدیث ص ۸۹

(۶) انہیں اصحابِ عدس و توحید بھی کیا جاتا ہے، ورنہ یہ کے ساتھ بھی ملقب ہیں۔ انہوں نے عطا لقا دہیہ کو مشترک بنا دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں لفظ قدیر کا اس پر طلاق کیا جاتا جو کہتا ہے کہ تجھی اور میری تقدیر اندھ کی طرف سے ہے، لقب کے عیب سے، حذر زکرتے اور بچتے ہوئے جبکہ یہ لفظ ہر کرمیت اور براں کرنا متفق علیہ امر ہے۔ الملن والمحل، ۴: ۱۰۵

(۷) طبقات الحادیہ، ص: ۲۴۹۔ ابن جوزی نے بھی مناقب احمد، ص: ۱۶۷ پر المرسلہ کا ذکر کیا ہے اور المسحح الاحمد، ۱: ۱۴۸ میں ان دونوں فرقوں پر لعنت کی تصریح کا ذکر نہیں۔ عنت کی روایت راویوں کا نام ہے یا پھر خود دونوں کتابوں کی تخریج پر کمر بستہ ہوا اس نے لعنت کو حذف کر دیا۔

المجلد ۱ نے کتاب "السنة" میں روایت کی ہے کہ عبید اللہ بن حمہ حلبی کہتے ہیں
میں نے امام احمد کو فرماتے سنا: "جہمیہ (۱) پر اللہ کی لعنت ہو۔" اور امام حسن بصری
حجاج پر لعنت کیا کرتے تھے۔ امام احمد بن حنبل فرماتے: "حجاج بُرا آدمی ہے۔"

اس شیخ (عبدالغنیث) نے کہا: 'حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت معاویہ ؓ کے حق میں فرمایا: 'ے اللہ! اس کو ہادی (۲) بنا اور اس کے سبب سے ہدایت دے۔' (۳) اور اس نے کہا: "جو ہادی ہو اس پر اس بارے میں طعن کرنا جائز نہیں کہ اس نے یزید کو ولی عہد بنایا۔"

جواب :- ہم اُسے کہتے ہیں پہلے حدیث کی صحت (صحیح ہونے) کو بچھو پھرس پر بنیاد رکھو۔ مگر ہم اس کو بیاں کریں گے تو شاید تو ہمارے متعلق یہ گمان کرے کہ ہم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں تعصب سے کام لے رہے ہیں۔ پھر بھی ہم استدلال کرنے والوں کے لئے اس کی وضاحت کرتے ہیں۔

ہمیں اس کی خبر دی ہے (۷) علی بن عبید بن رافعہ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے

(۱) اسحاق بن جهم بن صفون۔ وہ خاص جبریہ میں سے تھا اس کا فتنہ بدعت فرقہ میں طر ہوا۔ بنی امیہ کے آخری دور حکومت کے دور میں مرو میں قتل ہوا اس نے کچھ چیزوں میں معتزلہ کی موافقت کی اور کچھ چیزیں ان میں زیادہ کیں۔

(۶) منہ خطورہ (میں) ہیں ”واحد بہ“ کی بجائے ”عہدیں“ (مست یافہ) کا لفظ ہے۔

(۳) الترمذی : کتاب المناقب ، باب مناقب معاویہ : ۳۵۰

وقد رآه حديث حسن غريب مرسل احمد ٤٩٦

(۴) مؤلف نے اس حدیث کے بارے میں جو کلام کیا ہے وہ ان کی کتاب (اعمال المتبہیۃ فی الاحادیث الموضعیۃ) تقدیم شیخ خلیل اکیس میں بھی موجود ہے۔ مگر اس کتاب میں بہت سی غلطیاں ہیں۔ در جو کچھ یہاں موجود ہے اس کی مطابقت اس مطبوعہ کتاب کے ساتھ ممکن ہے تاکہ اس کی وضاحت ہو جائے۔

علی بن احمد بن تسری نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابو عبید اللہ (۱) بن ہذیل عکبری نے،
انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے انہوں نے، وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا محمد بن اسحاق نے
، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ہشام بن عمار نے، انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا عبد حزیز بن
الولید بن سلیمان القرشی نے، انہوں نے روایت کی ہے اپنے باپ سے کہ حضرت عمر بن
خطاب ؓ نے معاویہ بن ابی سفیان ؓ کو گورنر بنایا۔ تو لوگوں نے کہا: 'آپ نے نئی عمر
کے (لڑکے، جوان کو) گورنر بنادیا۔ تو انہوں نے جواب دیا: 'مجھے ملامت کرتے ہو جا۔ نکلے
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، اے اللہ! اس کو ہادی بنا دو۔
اس کے سبب سے بدایت ہے۔' (۲)

دوسری سند کے ساتھ ہمیں علی بن سعید اللہ نے خبر دی ہے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے علی بن لستری نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے (ابو سعید اللہ) (۳) بن طلحہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے اللہ لائی ور بن محمد نے وہ دونوں کہتے ہیں ہم سے بیان کیا ہے محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا ہے یحییٰ بن معین نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے ابو مسہر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے سعید بن عبد العزیز نے، انہوں نے روایت کیا ہے ربیعہ بن یزید سے، انہوں نے عبد الرحمن بن ابی عسیرہ سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ آپ نے حضرت معویہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا "اے اللہ! اس کو ہادی بنا اور اس کے سبب سے ہدایت دے۔" (۴)

(۱) مخطوط (مس) سے یہ نقطہ ہے۔

(۲) یہ حدیث منقطع ہے۔ ذہبی نے سیر اعلام النبلاء، ۳: ۱۲۵ میں ایسے ہی کہا ہے۔

(۳) نقطہ ط (ص) سے باقی ہے۔

(۴) اس کی تخریج صفحہ ۱۱۸ پر گنڈر چکی ہے۔

مذکورہ بالا دونوں روایتوں اور ان دونوں مندوں کا ارواح محمد بن اسحاق بن حرب بن
(۱) پر ہے اور وہ کذاب تھا، ورا میرا مؤمنین علی بن ابی طالب سے بغض و دشمنی رکھتا تھا۔

تعمیر میں سید (۱۰۲) نے (ابن اسحاق کو) بُرے القاب کے ساتھ یاد کرتے ہیں (۳) اور کہتے تھے "مجھے بتایا گیا کہ اس نے کوفہ میں ام المومنین کو گالی دی اور بُرا بھد کہا۔ لوگوں نے اسے پکڑے اور کوششیں کیں مگر وہ بھاگ گیا۔"

بولی صانع بن محمد علیہ السلام : کہتے ہیں "محمد بن حقیق کذب تھا۔ کلام کے لئے اسناد (حدیثوں کے لئے سندیں) گھڑیا کرتا تھا اور منکر احادیث روایت کرتا تھا۔" (۱)

اس میں حسن کہتے ہیں دو قوی بل عثمٰی اور شیعہ روایوں سے یہی روایات واحادیث بیات برتات جو عامتہ میں ہیں۔

محمد بن حاکم بن حرب لؤلؤی بلخی، ابو عبد اللہ، حفظ اللہ، شہنشاہوں میں سے ایک شہنشاہ تھا۔ خلیفہ نے اس کو ۵۰۰ سیریا اور اس کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کیا۔ بہن عدوی کہتے ہیں، میں سر کی حدیث کو چھوڑا۔

سیّد احمد باجم سہلہ ۱۴۶۶ھ میں (یعنی ۱۹۵۳ء میں) سیرہ ۶۵۔
۲۔ فقہہ بن سعید بن حلیل بن طریف شافعی، یسوی قریب اصل کا رہنے والا تھا۔ اور چاہا محمد شافعی تھا۔
240 ہجری میں فوت ہوا۔

مدير عام التعليم : ١٣١٩ - تربية التعليم : ٣٥٨ ٨

(٤٥) من حبيب

۱۔ صاحب محمد بن محمد بن حبیب بن حسان اسدی بغدادی، ابوالفضل شمس جزیرہ، صاحب بڑے حافظہ و رجحان تھے۔ مشرق کے محدث تھے۔ حقیقت کثیر نے ان سے حدیث کی سماعت کی۔ بہت خوش طبع و سادہ تھے۔

293 ہجری میں فوت ہوئے۔ سید الاعلام الصیقل، ۱: ۲۳۹۔ تاریخ بغداد، ۹: ۳۲۲

... .. 3

اس کی حدیث نہیں لکھی جاتی مگر تعجب کرنے کے لئے۔ (اس کی روایت صرف تعجب کرنے کیلئے لکھی جاتی ہے) (۱)

میں کہتا ہوں، "اسے ایک اور طریق اور سند سے بھی روایت کیا گیا ہے جس کی خبر ہم کو ابو لبرکات بن علی نے دی ہے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابو مکر اسقوی سے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابو القاسم طبری نے، وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا ہے علی بن عمر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے اسماعیل بن محمد نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے عباس بن محمد نے، وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا ہے ہوسبر نے۔ پس انہوں نے اسی کی مثل ذکر کیا۔ چنانچہ اسے ہی بیان کیا جیسے اوپر گزر چکا ہے۔

دارقطنی کہتے ہیں، "اسماعیل (۲) کذاب (بہت بڑھوٹا) ہے۔" (۳)

پھر اجابت و قبولیت دعا کی ضروریات میں سے نہیں ہے۔ ہند وہ ایسے حال میں واقع ہو جہاں جنگ صفتین اور یزید (عین) کو ولی عہد بنانا واقع ہو۔

فصل (۱) یزید کے خوف سے بعض صحابہ کی بیعت

اس شیخ (عبدالمغیث) نے ایک محدث سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ اس نے کہا کہ یزید کی ولی عہدی امت کی رضا سے ثابت ہے مگر پانچ شخصیات ہیں جنہوں نے اس کا انکار کیا۔ عبدالرحمن بن ابوبکر، عبداللہ بن عمر، ابن زبیر، عسکین و عبد اللہ بن عباسؓ۔
اجواب۔ عبدالمغیث! تم ابن عمر کے بارے میں کیسے روایت کر رہے ہو کہ وہ راضی نہیں ہوئے جبکہ تم نے تو (اس سے قبل) اس کی بیعت کرنے کو اپنی دلیل بنیا ہے اس کو کیا سمجھ جائے؟ جبکہ ہم نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت معاویہؓ نے یزید کے لئے بیعت لی تو حضرت ابن عمرؓ مکہ مکرمہ چلے گئے۔

اور جب حضرت معاویہؓ کا وصال ہوا اور یزید کے لئے بیعت لی گئی تو حضرت ابن عمرؓ دوبارہ مکہ مکرمہ چلے گئے (۲) (بالآخر) اپنی جان کے خوف سے بیعت کر لی۔ (۳)

(۱) مخطوطہ (ق) سے ساقط ہے۔

(۲) مؤرخین نے ابن عمر کے بارے میں یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ 56 ہجری اور 60 ہجری میں یزید کی بیعت کے بارے میں کہتے تھے کہ جب سب لوگ بیعت کریں گے تو میں بھی بیعت کر لوں گا، اور ہی یہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ مکہ مکرمہ چلے گئے تھے۔ بلکہ اس کے برعکس 60 ہجری میں یزید سے حکومت پر قصد سے وقت بعض روایات کے مطابق وہ مکہ میں تھے۔ اور مکہ مکرمہ سے واپس مدینہ منورہ لوٹنے کے راستے میں ان کی ملاقات حضرت امام حسین در بن ریح رضی اللہ عنہما سے ہوئی تو انہوں نے اس دونوں کو بیعت پر بھر دیا۔

الطبری ۴۰۴ ۳۰۴ ۳۴۲ الکامل ۳: ۵۱۱-۷۴

(۳) (ق) سے ساقط ہے۔

(۱) المنجرو حین ۳۰۷، ۲۔ درجہ دو تو سوں کے درمیان ہے وہ دونوں مخطوطوں سے ساقط ہے۔ ہم نے اس کو کتاب المنجرو حین سے مکمل کیا ہے۔

(۲) اسماعیل بن محمد المزیلی مکتوبی۔ میر۔ دعد۔ ۲۵۶۔ حین۔ ۴۳۲۱۰

(۳) سداد المیران ۴۳۲۱۰۔

(۴) مخطوطہ (ق) سے ساقط ہے۔

جان لیجئے کہ جن پر بھی بھروسہ اور اعتماد کیا گیا ہے ان میں سے کوئی ایک بھی یزید (لعین) کی بیعت پر راضی نہ ہوا۔ یہاں تک کہ عوام نے بھی اس کی بیعت سے انکار کیا مگر اپنی جانوں کے خوف سے خاموش ہو گئے۔ جب مامت جبراً قہراً قلع ہو تو صرف ضرورت کے مواقع پر علماء اس کی صحت کا حکم نکالتے ہیں۔ (۱)

فقہائے کرام کا جماع ہے (۲) کہ امامت واجب ہے، اس لئے کہ دنیا اور دین کے امور کا انتظام شرعاً مقصود و مقصوب سے جو امام کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ لہذا امام کا مقرر کرنا جب ضروری ہے۔

اس بات کا بیان یہ ہے کہ آدمی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ہم جنس آدمیوں کے ساتھ میل جول رکھے۔ (آدی کیلئے اس کے سوا چار نہیں کہ وہ اپنے ہم جنسوں سے میل جول رکھے) درطبیعتیں، ظلم کا قصد و دو بھی کرتی ہیں تو کسی صورت میں ظلم و ستم سے روٹنا اور منع کرنا ضروری ہے تاکہ دنیا اور دین سہمہ نہ رہے۔

اور علماء کا اجماع ہے کہ اپنی خویش کے ساتھ امام کی تصویب (مقرر کرنا) جائز نہیں بلکہ اس کے لئے کچھ صفات ضروری ہیں۔ (۱) امام کی جملہ صفات و مامت کی تمام شرائط حضرت امام حسین علیہ السلام کی ذات ستودہ صفات میں جمع تھیں اور اہل زمانہ میں سے کوئی بھی ان صفات میں آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ فقہاء مقرر کرتے ہیں: "فاضل پر مفضول کی ولایت جائز نہیں (۵) مگر یہ کہ وہاں کوئی رکاوٹ اور مانع موجود ہو۔ یہ تو فتنہ و فساد کا خوف ہو یا پھر

(۱) (۲) (۳) (۴) (۵)

(۲) معصن فی الملک والافواء، ج ۱، ص ۸۷، (۱) جرم ۸۷

(۳) (۴) (۵)

(۴) ان صفات کو انکسار ۶۶، میں ملاحظہ فرمائیے۔

(۵) اہل سنت اور یزید کے نزدیک جائز ہے اور شیعہ امامیہ کے نزدیک جائز نہیں۔ معصن فی الملک، ص ۸۷، ۸۸

فاضل، سیاست کا جاننے والا نہ ہو اور افضل کی تقدیم پر وہ حدیث دلائل کرتی ہے جو صحیح میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سقیفہ والے دن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر اور حضرت ہبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا میں نے ان شخصیات میں سے ایک کو تمہارے لئے (بطور خلیفہ) پسند کیا ہے پس تم ان دونوں میں سے جس کو چاہو اس کی بیعت کر لو۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم اگر میں آگے بڑھوں پھر اس حال میں میری گردن مار دی جائے کوئی گناہ بھی میرے قریب نہ ہو میرے نزدیک یہ بات سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں اس قوم کا میرٹوں میں ابو بکر موجود ہوں۔" (۱)

اس حدیث کی صحت (صحیح ہونے) پر حاق ہے۔ اور ہم اس جاہل (عبدالغنیث) کے بارے میں ذکر کر چکے ہیں کہ وہ کہتا ہے حدیث سقیفہ صحیح بخاری میں نہیں۔ جس شخص کو حدیث سے ذرا بھی انس و محاذ ہو اس کا یہ قول نہیں ہو سکتا اور وہ یہ نہیں کہہ سکتا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وافی مقرر کیا تو ایک جماعت ان کے پاس آئی اور کہا: "تم اپنے رب کو کیا جواب دو گے جب تم سے اختلاف (خلیفہ بنانے) کے بارے میں پوچھے گا۔ حالانکہ آپ ان کی خنق سے خوب واقف ہیں؟"

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "مجھے بھائی کی تم مجھے اللہ تعالیٰ کا خوف دیتے ہو؟ میں عرض کروں گا اے اللہ! میں نے تیری مخلوق میں سے بہترین شخص کو ان پر خلیفہ بنایا ہے۔" (۲)

(۱) الصبری، ۴۳۳-۴۳۴، الکامل، ۲۵۰، ۲۵۱

(۲) صحیح البخاری، کتاب المحاربین، باب و بجم الحبی من الریاء احصا ۸۱، ۸۲

اور شاید یہ ابن جوزی کے اوہام میں سے ہے کہ اس نے حدیث کو صحیحین کی طرف نسبت دی جبکہ وہ صرف صحیح بخاری میں ہے اور یہ بات تو مضموم ہے کہ ابن جوزی کثیر راویا م تھے۔

و یکنے، مہر اعلام النبلاء، ۲۷۸، ۲۷۹

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمر ؓ نے جب امر خلافت کو چھ آدمیوں کی شوریٰ میں چھوڑا تو فرمایا: "بن عمر تم میں موجود ہے مگر امر خلافت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔" (۲) ائمہ ابن عمر یزید جیسے ہزاروں سے بہتر تھے۔ اور جب عات ہو گیا کہ صبیہ کرم افضل کو تلاش کرتے تھے اور سے ہی سب سے زیادہ حق دار سمجھتے تھے۔

اس معاملہ میں کیا کوئی شک کر سکتا ہے کہ امام حسین ؓ یزید عین کے مقابلے میں خلافت کے زیادہ حق دار تھے؟ (۳) نہیں، ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ شخصیات جو مرتبہ میں امام حسین ؓ سے کم مرتبہ ہیں۔ جیسے عبد الرحمن بن ابی بکر، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن زبیر، عبد اللہ بن عباس وغیرہ ان میں نہیں مگر وہ جن کے لئے صحبت (صحبت رسول یعنی صحیبت) نسب، بہادری و دیرینہ قہمت و ستقامت و روح و تقویٰ و وسیع علم ثابت ہے۔ یزید بن میں سے کسی چیز میں بھی ن کامق بلکہ نہیں کر سکتا۔ پھر وہ کس وجہ سے تقدیم کا حق دار ہو سکتا ہے؟

اور یہ یک ہی بیعت پر نہ کون عام راضی تھا نہ چاہل و درگر کسی جہل ناس (دوگوں سے جو سب سے بڑا جاہل ہو) اس سے بھی پوچھیں کہ ان دونوں میں سے کون زیادہ صداقت و بیعت رکھتا ہے امام حسین ؓ یا یزید عین؟ تو وہ یہی جواب دے گا امام حسین ؓ پس ہمارے بیان سے ظاہر ہو گیا کہ اس کی حکومت جبری تھی۔ (قہر اوجرا) تھی۔

(۱) (ص) سے سا قہ ہے۔

(۲) صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ مناقب عثمان، ۲، ۵۰

(۳) سید قطب نے اپنی کتاب (العبد اللہ الاحصاء) ص ۱۵۵ پر لکھا ہے: "کوئی شخص بھی اس دم و گماں کی جرات نہیں کر سکتا کہ یزید مسندوں کی حکومت کا مال تھا۔ جبکہ ان میں صحابہ و تابعین موجود تھے۔ یہ تو اموی گھرانے میں بادشاہت کی وراثت کا مسئلہ تھا۔ اور یہ طرز و طریقہ اسلام کے دل و اسلام کے نظام میں چھید کرنے والے نیز داویر مارنے کے مترادف ہے۔"

اور لوگ خوف اور ڈر کی وجہ سے خاموش ہو گئے تھے۔

وہ جنہوں نے (یزید کے خلاف) خروج کیا اور اس کی بیعت نہیں کی ان میں حضرت عبد اللہ بن عمر بھی شامل تھے۔ پھر جب نہیں جان کا خوف ہوا تو بیعت کر لی۔ اس شیخ (عبد المصنف) نے بیعت کی صورت کو تو دیکھا مگر وہ یہ بھوس گیا کہ بیعت جبر واکراہ تھی۔ اور جب اہل عراق نے امام حسین ؓ کو لکھا کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں ہم آپ کی بیعت کریں گے تو آپ نے خیال فرمایا کہ آپ ہی زیادہ حق دار ہیں (۴) ورنہ ان کی کیا کہ ان سے حمایت و نصرت ملے گی مگر انہوں نے آپ کی مدد کرنا چھوڑ دیا۔ اسی لئے وہ عبد اللہ ابن زبیر امر خلافت کے والی بنے کیونکہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ وہ (۳) بھی زیادہ حق دار ہیں۔ (اور یہ شیخ (عبد المصنف) امر خلافت کے مستحق و ن اور غیر مستحق (جو ضرورت و جبر و ان بن بیٹھا ہو) کے درمیان فرق نہیں کرتا۔

(۱) (ص) سے سا قہ ہے۔

(۲) (ص) سے سا قہ ہے۔

(۳) (ص) سے سا قہ ہے۔

فصل: ظالم کمر کی اطاعت و فرماں برداری کا مسئلہ

اس شیخ نے ۱۰ احادیث بیان کی ہیں جن میں مذکور کی اطاعت کا دھوکہ ہے اگرچہ وہ ظالم ہوں۔ اور اس نے کہا کہ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میں ظالم امام کی معیت و قیادت میں جہاد کو جائز سمجھتا ہوں اور ہر بردار (نیک و بد) کے پیچھے نماز پڑھنا واجب نہ سمجھتا ہوں چنانچہ حضرت ابن عمرؓ نے حج کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ (۱)

ہم کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے ضرورت کے موقع پر اس کی اجازت دی ہے۔ کسی سے امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں، ہم ہر نیک اور بد کی اطاعت کریں گے اور اس کی بھی اطاعت کریں گے جس نے ہر ریحہ و غلبہ حاصل کر لیا۔ یہ سب فتنوں سے بچنے کیلئے ہے۔

صحیح ہے کہ مہر مروت اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حج بن یوسف کے پیچھے (۲) نماز پڑھ بیٹے تھے اور اس کی ذیت و تکلیف پر صبر کا بھی مظاہرہ کرتے تھے۔ حضرت امام حسن بصریؒ، حج پر محنت فرماتے اور اس کے خلاف دعائے ضرر بھی کرتے تھے مگر فتنہ کے خوف سے اس کے باوجود خلاف جنگ و قتال سے روکتے اور منہج کرتے تھے۔ (۳)

(۱) امام احمد بن حنبل سے فاسق اور بد جہاد کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں دو روایتیں ہیں۔ صحیح ہے صحیح نہیں۔ دیکھئے: المعنی ۱، ج ۱، صفحہ ۲۴۲

رائی امیر کی اطاعت تو اس بارے میں ابن جوزیؒ نے "مصابیح امام احمد ص ۵" میں امام احمد سے روایت نقل کی ہے کہ اگر کسی کی اطاعت ضروری ہے میرا کوئی نہیں بیک ہو یا بد۔ جو خود کو ادا بنے تو لوگوں کا اس پر اجتماع ہو جائے اور وہ اس سے راضی ہو جائیں۔ اور بد جہاد پر غائب آئے یہاں تک کہ خلیفہ بن جائے۔

(۲) طبقات ابن سعد ۶۳۷

(۳) (ص) سے ساقط ہے۔

ہمیں خبر دی ہے محمد بن ناصر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن علی بن میمون نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن علی حسن نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی زید بن جعفر بن حاجب نے، انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے ابو محمد صالح بن وصیف البرکائی نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے محمد بن مسلم بن عثمان لاموسی نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے محمد بن سہیل بن عمیر امزلی نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے میرے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں امام حسن بصری رحمہ اللہ کی مجلس میں تھا جب حج کا دن سے گزر رہا تھا کہ ان کے پاس بیٹھ گیا پھر اٹھ کھڑا ہوا اور سوار ہو گیا۔ ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: ہاں سعید اس نے مجھے بھیجے کا حکم دیا۔

میں نے گھوڑا اور ہتھیار لئے۔ اور اللہ کی قسم میرے عطیہ میں گھوڑے کی قیمت اور میرے اہل و عیال کا خرچہ نہیں ہے۔ شاہ حسن بصری کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر فرمایا: نہیں یا ہے؟ اللہ ن و غرق کرے کہ انہوں نے اللہ کے بندوں کو غلام بنایا ہے اور اللہ کے مال کو دولت بنایا ہے۔ اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ شراب کو بنید کے ساتھ حد قرار دے دیا ہے۔ لوگوں کا مال ناحق بیٹے ہیں اور اسے اللہ کی ناراضگی میں خرچ کرتے ہیں۔ میں جب اللہ کا دشمن سمجھتا ہوں تو حاکم کے ہونے میں نہیں ہوں میں در تیز رفتار خچروں پر سو رات کو آنے والے ہوتے ہیں اور جب ان کا مسکن بھی آتا ہے تو کمزور و لرزدار پیدل چلنے والے ہوتے ہیں۔ (۱) اور حج نے خطبہ شروع کیا اور اس کو اتنا سہا کیا کہ وقت عصر (عصر کی نماز کا وقت) نکل گیا۔ شاہ حسن بصری نے کہا: "شہر جاؤ و رک جاؤ۔ نماز کھڑی ہونے والی ہے۔" پھر اپنے

(۱) المستصم ۶، ورقہ ۱۴۴، نوٹوں کا پی جو مجمع علی میں ہے اور خطوط میں (نظرو) کا غلط ہے۔

صا۱۰ الطارق۔ رات کو آنے والے۔ القاموس المحيط۔ مادہ۔ صوا۱: ص ۱۶۸۴

راجل: مشاء القاموس المحيط۔ مادہ۔ رجل، ص ۱۲۹۷

ہم نشینوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "ان کی طرف بھیج گیا کزور مدینہ، کزورہ، کزورہ لکھ
 وار، معنوں، محنت کیا ہوا، عذاب دیا ہوا۔" پس شاہ حسن بصری بھی کھڑے ہو گئے دروگ بھی
 اُٹھ کھڑے ہوئے۔ حجاج نے خطبہ چھوڑا، نیچے اترا اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ (اس کے
 بعد) شاہ حسن بصری کو طلب کیا مگر (ان کو اذیت و تکلیف پہنچانے پر) قادر نہ ہوا۔ (۱)

ہمیں خبر دی ہے ابن ناصر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ الحمیدی نے
 انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ القضاہی اور ابو اللہ سم صمیری نے، ان دونوں نے کہا
 ہم سے بیان کیا ہے ابو مسلم کاتب نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابن درید نے انہوں
 نے کہا ہم سے بیان کیا ہے ابو عثمان (۲) بن مضر نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے سعید
 بن یزید نے، وہ کہتے ہیں ہم شاہ حسن بصری کے پاس تھے کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور
 اس نے کہا

"ابو سعید حجاج نے سعید بن جبیر کو قتل کر دیا ہے۔"

(یہ سن کر) شاہ حسن بصری نے کہا: "یوسف کے بیٹے حجاج قاسم پر اللہ کی لعنت ہو" (۳)
 ہمیں خبر دی ہے اسماعیل بن احمد نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے عمر بن
 عبد اللہ نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابن شران نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے
 عثمان بن احمد نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے جنبل نے، انہوں نے کہا ہم سے
 ہارون نے بیان کیا ہے۔

انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے ضمرہ نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے

(۱) حوار سابقہ

(۲) مخطوط (مس) میں (عسان) ہے۔

(۳) المنتظم، ۷۰

بن شوزب نے، انہوں نے روایت کیا ہے اشعث الحمدنی سے، انہوں نے کہا میں نے حجاج کو
 پتی خوب میں بُرے حال میں دیکھا تو میں نے اس سے پوچھا "تیرے ساتھ تیرے رب نے
 کیا سلوک کیا؟"

اس نے جواب دیا: "میں نے جس کسی کو بھی قتل کیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے
 میں مجھے قتل کیا۔" میں نے پوچھا: "پھر (اس کے بعد) کیا ہوا؟" اس نے جواب دیا "پھر
 میرے لئے جہنم کا حکم دیا۔" میں نے پوچھا: "پھر (اس کے بعد) کیا ہوا؟"

اس نے جواب دیا: "میں پھر بھی وہی امید رکھتا ہوں ہر کلمہ گو (لا الہ الا اللہ کہنے
 والے) جس کا میدوار ہے۔"

ابن سیرین کہتے تھے: "میں اس (حجاج بن یوسف) کے لئے امیدوار ہوں۔
 حضرت حسن بصری کو اس کی اطلاع ہوئی تو فرمایا "خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ اس کی بیٹی ابن
 سیرین کی امید کو ہرگز پورا نہیں فرمائے گا۔" (۱)

ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبد الباقی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن احمد نے،
 انہوں نے کہا ہمیں خبر دی بو نعیم احمد بن عبد اللہ نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن
 ابرہیم بن سبلی نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ابو عمرو دہب نے، انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا
 عمرو بن عثمان نے، انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا میرے باپ نے، انہوں نے کہا میں نے
 پے داد سے سنا انہوں نے کہا عمر بن عبد العزیز نے عدی بن رطاة (۲) کو خط لکھا 'حجاج

(۱) مہدیہ السہیب، ۲۱۳-۲۱۴، البدایہ، ۱۳۹

(۲) عدی بن رطاة غزالی بود شہ۔ غظنہ و اور بہ دروں میں سے تھا۔ ۹۹ ہجری میں عمر بن عبد العزیز

نے اسے بھرہ کا گورنر مقرر کیا۔ مرتے دم تک اس عہدے پر برقرار رہا۔ ۱۰۲ ہجری میں ابن مہلب نے

سے قتل کر دیا۔ ۸۵

کے طریقے کو اپناؤ۔ کیونکہ وہ بغیر وقت کے نماز پڑھتا تھا۔ بغیر حق کے زکوٰۃ دیتا تھا۔ اور اس کے علاوہ سب کچھ ضائع کرنے وال تھا۔ (۱) (اور کسی چیز کی پروا نہ کرتا تھا)۔

ابو نعیم کہتے ہیں: اور ہم سے بیان کیا ہے ابو محمد حدیث بن جبہ نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا ہے محمد بن اصباح نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے عبد اللہ بن رجاہ نے، انہوں نے روایت کیا ہے ہشام بن حسان سے انہوں نے کہا کہ عمر بن عبد العزیز کہتے ہیں: اقیامت کے دن اگر امتوں میں برائی ظاہر کرنے کا مقدمہ ہوا، اور ہر امت نے اپنا ناپاک و خبیث ظاہر کیا پھر ہم نے حجاج کو لکھا، تو ہم ان سب پر غالب آجائیں گے۔" (۲)

حضرت عمر بن عبد العزیز اپنے عزیز و اقارب حکمرانوں کے ظلم کی وجہ سے ان کی مذمت کیا کرتے تھے۔ ان کا حکمران ہونا بھی انہیں اس بات سے روک نہیں سکا۔

ہمیں خبر دی ہے علی بن محمد بن ابی عمر الدہاس نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے محمد بن احسن بہ تلاءوی نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے عبد الملک بن بشران نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے ابو بکر لاجری نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے ابو عبد اللہ بن خالد نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے سہیل بن یحییٰ بن محمد مروزی نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ہمارے باپ نے، انہوں نے روایت کی ہے عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز سے، انہوں نے کہا جب عمر بن عبد العزیز ضعیفہ بنے تو انہوں نے ان مظالم کو بند کر دیا جو ان کے خاندان کی طرف سے جاری تھے۔

(۱) سیرۃ عمر بن عبد العزیز، ابن حجری، ص: ۸۸، البدیۃ، ۱۴۳۹ھ

(۲) سیرۃ عمر بن عبد العزیز، ص: ۸۹، الکامل، ۵۸۶: ۹، البدیۃ، ۱۳۶۹ھ

یہ خبر عمر بن الولید بن عبد الملک (۱) کو ملی تو اس نے نہیں خدا لکھا "تم نے اپنے سے پہلے بادشاہوں کو عیب دہنا دیا ہے اور ان کے طریقے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا ہے۔" ورتم نے اپنے رشتہ داروں، وراثت قرابت کو ظلم و ستم کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔" حضرت عمر (بن عبد العزیز) نے اسے (جواباً) لکھا "تمہاری پہلی حالت یہ ہے وید کا بیٹا ہونا حبیب کہ زعم و گمان کیا گیا ہے، تمہاری مال بنانی تھی (۲)، جو حصص کے بازار میں پھرا کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جاتا ہے۔" دینانے اُسے مسلمانوں کے مافے میں سے خرید لیا اور پھر تیرے باپ کو تحفہ دے دیا تو وہ تجھ سے حامد ہوئی۔ کیا ہی برا تھا وہ حمل و رکب ہی پر ہے مودود۔ پھر تو پران چیز تھ تو تھ مغرور و سرکش و دروغ حق تھا۔ تو یہ گناہ کرتا ہے کہ میں ظالمین میں سے ہوں، حالانکہ مجھ سے زیادہ ظالم اور اللہ کے عہد کو ترک کرنے والا وہ ہے جس نے تجھے مسلمانوں کے لشکر کا امیر مقرر کیا جبکہ تو بچہ و بے دلوں ہے۔ تو ان میں اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہے۔ پس خرابی ہے تیرے لئے اور تیرے باپ کے لئے۔ قیامت کے دن تم دونوں کے دشمن بہت کثیر ہوں گے اور تمہارا باپ اپنے دشمنوں سے کیسے نجات پائے گا۔

اور مجھ سے زیادہ ظالم اور اللہ کے عہد کو ترک کر نیوالا (توڑنے والا) وہ ہے جس نے حجاج بن یوسف کو گورنر بنایا۔ جو حرام خون بہاتا ہے، مال حرام لیتا ہے۔

اور مجھ سے زیادہ ظالم اور اللہ کے عہد کو ترک کرنے والا وہ ہے جس نے قرۃ بن

(۱) عمر بن الولید بن عبد الملک بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ، وخصص، سے فخر بنی مروان کہا چا تھا۔ اس کے باپ ولید نے اسے لشکر کا امیر مقرر کیا اور اس کی دلی عہدی کے زہ نے میں اُسے

اردن کا گورنر مقرر کیا۔ معجم بنی امیہ ص: ۱۳۵

(۲) بنائے بن سعد بن ابی بن غالب کی طرف نسبت کی گئی، الا نسب، البحروری، ۲۰، ۳۳۰

شریک (۱) کو مصر کا گورنر بنایا جو کہ دیہاتی بڑھا کھوسٹ تھا۔ جسے گانے بجانے، ہو واعب (کھیل کود)، اور شراب پینے کی کھلی چھٹی دے دی گئی۔

اور مجھ سے زیادہ ظالم اور اٹلہ کے عہد کو ترک کرنے والے وہ ہے جس نے غائبہ لبر بریہ (۲) کے لئے عرب کے شخص میں حصہ مقرر کیا۔ پس اگر مجھے مہلت ملی اور میں نے تمہارے درتہارے خاندان کے لئے فرصت پائی تو تمہیں سعید روشن اور سیدھے راستہ پر چلاؤں گا کیونکہ تم نے حق کو ترک کئے رکھا اور درمیانی راستہ سے جد ہونے والے (۳) متفرق راستوں کو اختیار کیا اور اس کے سونے میں دیکھنا چاہتے ہو وہ بے تیری گردن کا بیچنا اور تیری قیمت کا تیسوں، مسکینوں اور بیواؤں کے درمیان تقسیم کرنا کیونکہ تجھ پر ہر ایک کا حق ہے۔ (۴) ہمیں خبر دی ہے اسماعیل بن فضل نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے محمد بن حبیبہ لندطری نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے محمد بن حسین بن الفضل نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے عبد اللہ بن معفر بن درستویہ نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے یعقوب بن سفیان نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے سعید بن اسد نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے ضمرہؓ نے، انہوں نے روایت کیا ہے ابن شاذب سے، وہ کہتے ہیں عمر بن عبد العزیز پر

(۱) قرآن بن شریک بن مرثد عسی غطفانی مصری قسری، ۹۰ ہجری میں ولید موی کے زمانہ میں مصر کا گورنر بنا۔ بہت ظالم اور جاہل تھا۔ مرتے دم تک گورنر رہا۔ ۹۶ ہجری میں مراد بن عبد العزیز کی طرف منسوب ہے کہ (دید شام میں، حجاز عراق میں، عثمان مرقی حجاز میں، قرآن مصر میں تھا جسوں سے دنیا کو ظلم و جور سے بھر دیا)۔ النجوم الہرہ، ابن معری، ۲۱۷: ۱۔ الاعلام ۲۷۶

(۲) اس کے ترجمہ (ح) پر تدریس نہیں پائی۔

(۳) بیات المطریق، چھوٹے چھوٹے راستے جو مرکب کے درمیان سے متفرق ہوتے ہیں۔

(۴) سیرۃ عمر، ص ۱۱۲۔ القائل میں کچھ اختلاف کے ساتھ۔

لوٹدیاں پیش کی گئیں جبکہ عباس بن ولید بن عبد الملک (۱) ان کے پاس سے لوٹتی اس کے پاس سے گذرتی، وہ اُسے خوش آتی تو وہ کہتا "اے امیر المؤمنین! یہ جب یہ معاملہ حد سے بڑھ گیا، عمر بن عبد العزیز نے اس سے کہا، کیا تو مجھے زنا کا حکم دیتا ہے؟" وہی کہتا ہے، عباس وہاں سے نکل اور اپنے خاندان کے لوگوں کے پاس گیا اور اس نے کہا، جو تمہیں دروازے پر بٹھاتا ہے وہ یہ آدمی ہے جو گمان کرتا ہے کہ تمہارے باپ واجد ذوالی تھے۔ (۲)

یعقوب نے کہا اور ہم سے بیان کیا ہے محمد بن ابی زکریا (۳) نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا ہے مالک نے کہ عمر بن عبد العزیز نے سلیم بن عبد الملک سے کہا "کیا تو اس عورت کا حق سے نہیں دے گا؟" اس نے پوچھا "کوئی عورت؟" انہوں نے جواب دیا "فاطمہ بنت عبد الملک۔" سلیم بن کہنے لگا "کیا تمہیں امیر المؤمنین عبد الملک کی وصیت معلوم نہیں؟" فلاں تھا، امیر المؤمنین کا خط (تحریر) لے کر آؤ۔ اس نے لکھا تھا کہ بیٹیوں کے سے کچھ نہیں۔ تو عمر بن عبد العزیز نے کہا میں اسے مصحف کی طرف بھیجتا ہوں۔ یعنی قرآن مجید پر پیش کرتا ہوں (کہ قرآن مجید میں تو بیٹیوں کا حصہ مقرر کیا گیا ہے)۔ (۴)

(۱) عباس بن ولید بن عبد الملک بن مروان اموی۔ اسے فارس بنی مروان کہا جاتا تھا۔ اس نے کئی شہر اور بہت سے قلع فتح کئے۔ اس کے باپ نے اسے جس کا گورنر مقرر کیا تھا۔ سپہ دین کے بارے میں متہمت تھا۔ مروان بن محمد نے اس کو قید کر دیا اور ۱۳۱ ہجری میں حبش میں بنی مروان معہ بی امیہ، ص ۷۹، الاعلام ۴۰، ۴۱

(۲) سیرۃ عمر، ص ۱۱۹

(۳) سیرۃ عمر، ص ۱۱۹ میں محمد بن بکیر ہے۔

(۴) حوالہ سابقہ ص ۳۸۰

ہمیں خبر دی ہے بن ناصر نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے جعفر بن احمد نے۔
 انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابو علی تمیمی نے۔ انہوں نے کہا ہم سے یہاں یہ ہے ابو بکر بن
 مالک نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں ہم
 سے بیان کیا ہے باپ نے، وہ فرماتے ہیں ہم سے بیان کیا ہے یزید نے، انہوں نے کہا ہم
 سے بیان کیا عبداللہ بن یونس نے، انہوں نے روایت کیا ہے سیر بن حکم سے، انہوں نے کہا
 "جب سلیمان بن عبدالملک کو قبر میں دفن کرنے لگے تو عمر بن عبدالعزیز اور ان کے بیٹے
 سلیمان نے اسے قبر میں اتار دیا۔ چنانچہ وہ ان کے ہاتھوں پر متحرک ہوئے۔ (یہ کیونکر) اس کا بیٹا
 بولا، اللہ کی قسم میرا باپ زندہ ہے (یہ سن کر) عمر بن عبدالعزیز کہنے لگے خدا کی قسم۔ زبیر
 بلکہ تیرے باپ کو جلدی سزدی گئی ہے۔" (۱)

ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبد باقی نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے محمد بن محمد
 نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے ابو نعیم الی فظ نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے
 احمد بن سنان نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا ہے حاتم بن عیث الجوهری نے، انہوں نے
 کہا ہم سے بیان کیا انہاج نے، انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا حماد بن سلمہ نے، انہوں نے
 روایت کی ہے علی بن زید سے، انہوں نے سعید بن امسب سے، انہوں نے فرمایا "میں
 جب بھی اللہ عزوجل (کی رضا) کے لئے نماز پڑھتا ہوں تو بنی مروان (مروان کے بیٹوں،
 مروان بن ابیہ) کے خلاف بدی (دُعائے ضرر) ہلاکت کی دُعا ضرور کرتا ہوں۔"

فصل: امام علی مقام پر خروج کی تہمت اور اس کی حقیقت

اس مخالف، جھگڑا لومہ مقابل نے کہا کہ کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ حضرت
 امام حسینؑ خروج کرنے والے تھے۔ (۲) (معاذ اللہ)

ہمارا جواب۔ ہم کہتے ہیں کہ خروج کرنے والا وہ ہوتا ہے جو مستحقِ مامت
 (امت کے حقدار) کے خلاف خروج کرے جبکہ حضرت امام حسینؑ نے تو باطل کو دفع
 کرنے اور اقامتِ حق (حق کو قائم کرنے) کے لئے خروج فرمایا۔

اور میں نے بن عقیل (۳) کے خط (اور ان کی تحریر) سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے
 یہاں کیا کہ ایک آدمی کہنے لگا۔ امام حسینؑ خارجی تھے۔ (معاذ اللہ عنہما) اس بات سے

(۱) مخطوطہ (ق) سے فصل کا غلط نقطہ ہے۔

(۲) جو شخص اس امام حق کے خلاف خروج کرے جس کی امت پر پوری جماعت متفق ہو چکی ہو، اسے خارجی
 کہتے ہیں، برابر ہے کہ وہ خروج عہد صحابہ میں ہو یا غیر صحابہ کے عہد میں ہو۔ العبد المذنب

۵۵

س۔ نسیبہ، مباح السنة ۵۸۵۰۴ میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے "یہ قوں با حصیوں کا علو ہے۔
 اس لیے، پر عبداللہ بن عقیل نے اسے جواب دیا کہ وہ امام علیؑ کے خلاف خروج کر رہے ہیں۔
 قوں پر راضی ہو۔ انصاری بھی اسی کا ہم لواء ہے کیونکہ وہ بھی کہتا ہے کہ امام علیؑ کے مقام نے میرے
 خلاف خروج کے سببوں۔ (معاذ اللہ عنہما)

ملاحظہ کیجئے۔ محاصرہ تاریخی امام الاسلامیہ، ص ۷۰

(۳) بن عقیل ظفری خدی، مدظلہ، عراق کے امام تھے وہ بچے وقت میں شیخ صادق بن علیؑ کے خلیفہ
 کے بہت بڑے شیخ و امام تھے ۵۳ھ میں فوت ہوئے۔ اللہ ۲۸۵۰ھ میں فوت ہوئے۔ ۲۵۴ھ

میرے دل پر چوٹ لگی۔ میں نے اسے جو ب دیتے ہوئے کہا 'اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیمؑ زندہ رہتے تو نبوت کے لئے صلاحیت رکھتے۔ باغرض اگر حضرت ماحسن اور حضرت ماحسین رضی اللہ عنہما حضرت ابراہیمؑ کے اس مرتبہ مقدم سے کم بھی ہوں جو نہیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاصل ہے۔ ہاں، نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہ دونوں (حسن و حسین) کو پناہینا ہی فر دیا ہے تو کیا حسین کریمین یہ صلاحیت نہیں رکھتے کہ آپ کے بعد امام ہوں؟ (تو کیا وہ آپ کے بعد امامت کی صلاحیت بھی نہیں رکھتے؟) رہا آپ کو خوارگی کہنا اور نبی امیر کے جبر و قہر کی وجہ سے آپ کو امامت سے خارج فر دینا دین و عقل کے تقاضوں کے سراسر خلاف ہے۔"

ابن عقیل کہتے ہیں "ابن خطاب جب میں تجھے لوگوں کی وفاداری کی خبر دوں تو میری تصدیق مست کرنا، کیونکہ مخلوق پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حق سب سے بڑھ کر اور سب لوگوں سے زیادہ ہے۔ اس لئے کہ آپ نے مخلوق کو ہدایت دی اور انہیں تعلیم دی۔ ان میں ان کے ہتھوں کو کھدیا، جو ذیل تھے نہ کو عزت دی نہ ذلت میں ان سے شفاعت کا وعدہ فرمایا۔ ہاں، ہمدردی فرمایا۔"

﴿لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ الَّتِي بَيْنَ الْفُرْسِ ط﴾ سنو ۲۲۴۲ء
میں نہیں مانگتا تم سے اس (دعوت حق) پر کوئی معاوضہ سوائے قربت کی محبت کے۔
تو لوگوں نے آپ کے ساتھ بے کوتاہی کیا اور آپ کی اول داعی کو ہدایت کیا۔

مخالف مذمہ مقابل کہتا ہے 'آپ لوگ یزید کے باپ (حضرت معاویہؓ) کے احترام کے پیش نظر تم اس کے بارے میں سکوت کیوں اختیار نہیں کر دیتے؟'

(۱) قیاس کے مطابق ولی عہد مخطوطہ (ص) سے ملتا ہے، مخطوطہ (ص) میں نہیں ہے۔

جواب:- ہم کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل، خذل اور ان کے غلام، ابو بکر عبدالعزیز، قاضی ابویحییٰ اور ان کے بیٹے، ابوالحسن نے تو سکوت اختیار نہیں کیا۔ حالانکہ وہ قہر سے شیخ و استاد ہیں (۱) (تو ہم پوچھتے ہیں) کہ تم اپنے استاد کی موافقت کیوں نہیں اختیار کرتے؟ درج ذیل دو میں سے ایک امر ہی تجھے ان کی موافقت سے روک رہا ہے۔

جہالت، یا تو تم ان کے حال سے ناواقف اور جاہل ہو۔

یا پھر تمہارا مقصود یہ ہے، "تَخَالُفٌ تَعْرِفٌ" مخالفت کرونا کہ بیچنے والے سے۔

پھر لوگوں کا ختلاف نہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ عشرہ مبشرہؓ میں سے ہیں جن کے لئے جنت کی گواہی دی گئی ہے نیز ان کا شمار صحابہ بدراور صحابہ شوریٰ میں بھی ہوتا ہے لیکن ان کے بیٹے عمروؓ نے حضرت امام حسینؑ کے ساتھ جو (ظالمانہ) سوک رو دکھا اس وجہ سے لوگوں نے اس کے بارے میں بھی حاشیہ نہیں کیا۔ کیونکہ دین (اس طرح کی ناجائز) باہمی محبت کا اختتام نہیں رکھتا۔

اس شیخ (عبدالغنیٹ حنبلی) نے بطور دلیل کہا ہے کہ یزید جی تھا اس نے حضرت عبداللہ بن جعفر کو چار ماہ تک درہم دے دیئے۔ (۳)

(۱) الدیل علی طبقات الصحابہ ۱۷۷:۱

(۲) مخطوطہ (ق) میں عبارت یوں ہے (عمرو ولعبہ اللہ) عمرو کا اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

(۳) ربیع الاول، المحدثی ۱۰۴۱ء میں ہے کہ یزید بن معاویہ نے حضرت عبداللہ بن جعفر کو تحفہ بھیج دیا جس میں ہیرے جو ہرات (موتی، عطر، خوشبو) اور کپڑے تھے۔ انہوں (حضرت عبداللہ بن جعفر) نے اسے قاصد سے کہا اس میں سے جو میرا جی چاہے، لے لے چنا چاہے اس نے سرخ یا قوت کا ایک ٹکینہ چنا جو ذرا قرین کے ن خزانوں میں موجود تھا جو ابن دارا کے گھر کے لئے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ بھی لے دو، جو کچھ نوکری (جاسوس) میں سے (وہ سب بھی لے لو)۔

اس نے عرض کیا میں ڈرتا ہوں کہ بات سے کہیں اس کی خبر امیر المومنین کو نہ ہو جائے۔
آپ نے فرمایا میرے اوتیرے سوا یہ خبر اسے کوئی پہنچائے گا؟ پس اس (قاصد) نے اسے لے لیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے ہوئے، اس کے رسول کریم ﷺ، آپ کی
آس طہار اور نائل بیت اللہ ہرین پر درود و سلام پڑھتے ہوئے اس کتاب کو ختم، تمہ اور مکمل
کرتا ہوں اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے غفور و مغفرت (معاف فرما دینے و بخش دینے) کا سواں
کرتا ہوں اور جو کوئی اس تحریر و کتاب کو پڑھے اس سے دعا کی درخواست کرتا ہوں اور سب
تشریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو رب العالمین ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

المصادر

- (۱) احیاء علوم الدین، الإمام ابی حامد الرازی۔ دار الفکر، ط ۲، ۱۰، ۱۴، ۵۱، ۱۹۸۰ م
- (۲) احکام القرآن، لابن العربی۔ تحقیق علی محمد البجاوی، ط ۱، ۱۳۷۶ھ - ۱۹۵۷ م
- (۳) لاخيار الطولان، لأحمد بن داود الديلمی، تحقیق عبدالمعزم عامر، دار احیاء الکتب
ط ۱، ۱۹۶۰ م
- (۴) الادکار النووی، یحییٰ بن شرف النووی، تحقیق عبدالقادر الارناؤوط، مسو ب دار الملاح
- (۵) الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر،
تحقیق علی بن محمد البجاوی، مصر۔
- (۶) لاعلام، بخیر الدین الزرکنی، ط ۲
- (۷) الاصابة فی تمیز الصحابة، لابن حجر العسقلانی، مکتبة المثنی بعدد
- (۸) الاصاب، للإمام عبد الکرم السمعانی، تحقیق عبدالرحمن المعینی الیمی، مطبعة
حیدر آباد، الهند، ط ۱، ۱۳۸۳ھ - ۱۹۶۳ م
- (۹) البدایة و النہایة، لإسماعیل بن کثیر الدمشقی، بیروت، ط ۲، ۱۹۷۴ م
- (۱۰) تاریخ بغداد و مدینة السلام، تالیف احمد بن عسی الخطیب البغدادی،
المکتبة السنیة، المدینة النبویة
- (۱۱) تاریخ الخلفاء جلال الدین السیوطی، تحقیق محمد محی الدین عبد الحمید، مطبعة
السعدیہ بمصر، ط ۱، ۱۳۷۱ھ - ۱۹۵۲ م
- (۱۲) تاریخ الرسل و النبوة، لمحمد بن جریر الطبری، تحقیق محمد ابو الفصل ابراهیم،
دار المعارف بمصر، ۱۹۶۲ م
- (۱۳) التاریخ الکبیر، للإمام محمد بن اسماعیل بن ابراهیم البخاری، دار الکتب العلمیة،
بیروت - لبنان
- (۱۴) المدکرة فی احوال الموتی و امور لاخرة، بلقرطبی، دار الکتب العلمیة بیروت، ط ۲

١٤٠٧ هـ - ١٩٨٧ م

(١٥) تذكرة خواص الامة في خصائص الائمة، يوسف بن ورعلى بن عبدالله البعادي سبط

ابن الجوري، تحقيق السيد محمد صادق بحر العلوم، مصبعة النجف، ١٣٨٣ هـ - ١٩٦٤ م

(١٦) تفسير مقاتل بن سليمان، نسخة مصورة في المكتبة الوطنية - بغداد.

(١٧) تفسير الفهرن الحكيم الشهير المنار، محمد رشيد رضا، مصر ط ١٣٧٥ هـ

(١٨) التكملة لوفيات السلفه، عبدالعزيز بن عبدالغوي المنذري، تحقيق بشار عواد

معروف، مؤسسة الرسالة، ط ١٤٠١ هـ - ١٩٨١ م

(١٩) تهذيب الكمالي في اسماء الرجال، لجمال الدين بن الجراح يوسف بن عيسى، تحقيق

بشار عواد معروف، مؤسسة الرسالة ط ١٤٠٦ هـ - ١٩٨٥ م

(٢٠) تهذيب التهذيب، لأس حجر العسقلاني، دائرة المعارف، الهند ط ١٣٦٦ هـ

(٢١) تهذيب تاريخ دمشق الكبير، عيسى بن الحسن المعروف بابن عساكر، هدية

عبدانقادر بلراند، بيروت ط ١٣٩٩ هـ - ١٩٧٩ م

(٢٢) الجرح والتعديل، عبدالرحمن بن ابى حاتم "رري، دار الحديث، بيروت

(٢٣) حياه الاوياء وصفات الاصفياء احمد بن عبدالله الاصمعياني، مصر ط ١٣٥١ هـ - ١٩٣٣ م

(٢٤) الخلاصة في اصول الحديث، الحسين بن عبدالله الخطيب، تحقيق صبحي "سمر لؤ

بعداد، ١٣٩١ هـ - ١٩٦١ م

(٢٥) ديوان امير المؤمنين الامام علي، شركة جديده للطباعة والنشر، بيروت

(٢٦) السليل على عبققات الحجابية، عبدالرحمن بن شهاب الدين معروف بابن رجب،

تحقيق محمد حامد الفقي، ١٣٧٢ هـ - ١٩٥٢ م

(٢٧) السبل على الروصين، عبدالرحمن بن اسماعيل المعروف بابي شامة المقدسي،

تحقيق محمد راهد الكوكوري، بيروت ط ١٣٧٤ هـ

(٢٨) ربيع لا يروى نصوص الاخبار، الرمحشري، تحقيق الدكتور سليم النعيمي، بغداد

(٢٩) الرسائل المستطرفة فيديا مشهور، كتب النسبة المشرفة، محمد بن جعفر الكندي،

دار الفكر، دمشق.

(٣٠) الرد على الجهمية، عثمان بن سعيد الدارمي.

(٣١) روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني لمحمود آل كوسي، ادارة الطباعة الخيرية

(٣٢) روضات الجنات في احوال العلماء والسادات، تأليف المير، محمد باقر الموسوي

تحقيق اسدالله اسماعيليان، بيروت.

(٣٣) راد المسير في علم التفسير، ابن الجوري، المكتبة الاسلامي للطباعة والنشر ط ١٤٠١ هـ

١٣٨٤ هـ - ١٩٦٤ م

(٣٤) سبل السلام شرح بلوغ المرام من جميع دية الاحكام، بلصعاني، تحقيق محمد

عبدنعمير الخوني، بيروت ١٤٠٠ هـ - ١٩٨٠ م

(٣٥) سنن ابن ماجه، تحقيق محمد فؤاد عيادلياني، دار احياء التراث العربي ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م

(٣٦) سنن ابى داود، بتحقيق محمد محي الدين عبدالحميد، دار احياء التراث العربي، بغداد

(٣٧) سنن الترمذي، بتحقيق احمد محمد شاكر، مصر، ط ١٣٩٧ هـ - ١٩٧٧ م

(٣٨) سنن المسالي، بشرح بسويطي وحاشية السبدي، دار احياء التراث العربي، بيروت،

ط ١٣٤٨ هـ - ١٩٣٠ م

(٣٩) سير اعلام النبلاء، دلامام محمد بن احمد عثمان الذهبي، مؤسسة الرسالة، ط ١٤٠١ هـ

١٤٠١ هـ - ١٩٨٠ م

(٤٠) السيرة النبوية لابن هشام، عبدالممنث بن هشام المعافري، بتحقيق طه عبدالرؤوف

بيروت، ١٩٧٥ م

(٤١) السيرة النبوية، لابن كثير، تحقيق مصطفى عبدالواحد، القاهرة ١٣٨٤ هـ - ١٩٦٤ م

(٤٢) سيرة عمر بن عبدالعزير، لابن الجوري، تحقيق محب الدين الخطيب، مصر.

(٤٣) شذرات الذهب في اخبار من ذهب، عبدالحق بن العماد الحنبلي، بيروت، ط ١٤٠١ هـ

- (٤٤) شرح اختيار المفصل، الخطيب التبريزي، تحقيق الدكتور محسن الدين قنوة، بيروت، ط ٢، ١٤٠٧ هـ - ١٩٨٧ م
- (٤٥) شرح العقيدة السبعة، سعد نديم عمر التفتازاني، لاسانه ١٢٧٧ هـ
- (٤٦) شرح نهج البلاغة، ابن أبي الحديد، منشورات دار مكتبة الحياة، بيروت -
- (٤٧) صحيح البخاري، لإمام محمد بن سماعيل دار الجيل بيروت -
- (٤٨) صحيح المصنف، لإمام مسلم بن حجاج، دار الجيل، بيروت -
- (٤٩) صحيح المسند بشرح النووي، تحقيق عبد الله أحمد أبو رية، دار الشعب -
- (٥٠) الصواعق المحرقة في الرد على أهل البدع والزندقة، لابن حجر الهيتمي، تحقيق عبد الوهاب عبد العظيم، القاهرة، ط ٢، ١٣٨٥ هـ - ١٩٦٥ م
- (٥١) طبقات الحنابلة، محمد ابن القاضي ابن عني، اختصار محمد عبد القادر السبسي، تحقيق أحمد عبيد، مطبعة الترقى، ١٣٥٠ هـ
- (٥٢) الطبقات الكبرى، (طبقات ابن سعد)، لمحمد بن سعد، بيروت ١٣٧٧ هـ - ١٩٨٥ م
- (٥٣) القسم المتمم لتأريخ أهل المدينة، تحقيق الدكتور زيد محمد منصور، المدينة المنورة، ط ٢، ١٤٠٨ هـ - ١٩٨٧ م
- (٥٤) المعبر في خبر من عبر، سديهي، تحقيق صلاح الدين المسجر، الكويت، ١٩٦٠ م
- (٥٥) أئمة الأئمة في الإسلام، سيد نص، بيروت، ط ٢، ١٤٠٨ هـ - ١٩٨٢ م
- (٥٦) العهد الفريد لابن عبد ربه لأبني، تحقيق حمد أمين، أحمد التريش، إبراهيم لايباري، القاهرة، ط ٢، ١٣٧٥ هـ - ١٩٦٥ م
- (٥٧) سجل المساهمة في الأحاديث الواهية لابن الجوزي، نقدهم الشيخ حسين حسن، بيروت، ط ١، ١٤٠٣ هـ - ٩٨٣ م
- (٥٨) عمدة القاري شرح صحيح البخاري، محمد محمود العيني، إدارة الطباعة المهرية
- (٥٩) العوالم من الفواصم في تحقيق مواقف الصحابة بعد وفاة النبي، مصطفى أبو بكر

- ابن العربي، تحقيق محب الدين الخطيب، القاهرة، ١٣٧٥ هـ
- (٦٠) عيون الاخير، عبد الله بن مسلم بن قتيبة الديلمي، مصر
- (٦١) فتح الباري بشرح صحيح البخاري لابن حجر العسقلاني
- (٦٢) فتاوى ابن الصلاح، للمحدث عثمان بن عبد الرحمن الشهرزوري، ١٣٤٨ هـ
- (٦٣) فتاوى الحديث لابن حجر الهيتمي، مصر، ط ٢، ١٣٩٠ هـ - ١٩٧٠
- (٦٤) الفصل في الملل والنحل، علي بن حمد بن حزم الظاهري وبهامشه الملل والنحل، محمد بن عبد الكريم الشهرستاني، بيروت -
- (٦٥) القاموس المحيط، للفيروز آبادي، مؤسسة الرسالة، ط ٢، ١٤٠٧ هـ - ١٩٨٧ م
- (٦٦) الكامل في التاريخ، لابن كثير، بيروت ١٣٨٥ هـ - ١٩٦٥ م
- (٦٧) كشف الظنون عن أسامي الكتب والمصنفين، مصطفى بن عبد الله الشهير بحاجي خيفة، بغداد -
- (٦٨) كتاب الميراث لابن حجر العسقلاني، ط ٢، ١٣٩٠ هـ - ١٩٧٠ م
- (٦٩) مؤلفات ابن الجوزي، لعبد الحميد العلوجي، بغداد ١٣٨٥ هـ - ١٩٦٥ م
- (٧٠) مجمع الروايات ومنبع الفوائد، للمحافظ عيسى بن أبي بكر الهيتمي، بيروت، ط ٢، ١٩٦٧ م
- (٧١) "محرر حبيب من المحررين" و"بعضاء والعنوكين" لمحمد بن حبان البستي، تحقيق محمد أبو هبة، حلب، ط ١، ١٣٩٦ هـ - ١٩٧٦ م
- (٧٢) مجموع فتاوى ابن تيمية، جمع عبد الرحمن بن محمد العاصمي، الرياض، ط ١، ١٣٨١ هـ
- (٧٣) محاصر باريخ لأمم لاسلامية الدولة الاموية، لمحمد الحصري، مصر، ١٩٦٩
- (٧٤) مرآة الساجد وغيره الفقهاء في معرفة ما يعتبر من جود الرضا ليلعي، بيروت، ط ٢، ١٣٩٠ هـ - ١٩٧٠ م
- (٧٥) المسامرة في شرح المسامرة، الكمان بن همام، بمعرفة فرح الله دكي، مصر ١٣٤٧ هـ

(۷۶) مسد۔ الامام احمد، بیروت، ط ۱، ۱۳۸۹ھ - ۱۹۶۹م

(۷۷) مطالب اولی النہی فی شرح غایۃ المنتہی، مصطفی السیوطی الرحیبانی، دمشق

(۷۸) المعتمد فی اصول الدین، الفاضل ابو یعلی الحنبلی، تحقیق الذکور و دیع زیدان حنابل، بیروت

(۷۹) المعجم الکبیر، الحافظ سلیمان بن احمد الطبرانی، تحقیق حمدی عبدالمجید

السلفی ط ۲، ۱۴۰۴ھ - ۱۹۸۴م

(۸۰) معجم بنی امیہ، للذکور صلاح الدین المنجد، بیروت، ط ۱، ۱۹۷۰م

(۸۱) معجم البلدان، لیاقوت الحموی الرمدی البغدادی، بیروت۔

(۸۲) معجم المؤلفین، لعمر رضا کحالة، دمشق، ۱۳۷۷ھ - ۱۹۵۸م

(۸۳) المغنی، لابن قدامة المقدسی، تحقیق محمد رشید رضا، مصر، ط ۱، ۱۳۴۸ھ

(۸۴) مناقب احمد بن حنبل، للہ ابن الجوزی، مطبعة السعادة، ط ۱

(۸۵) المنہج الاحمد فی تراجم اصحاب الذکور محمد رشاد سالم، السعودیہ ط ۱

۱۴۰۶ھ - ۱۹۸۶م اب الامام احمد، عبد الرحمن بن محمد بن عبد الرحمن العلیی،

تحقیق محمد محی الدین عبد الحمید، مصر ط ۱، ۱۳۸۳ھ - ۱۹۶۳م

(۸۶) مناهج السنة، ابن تہیة، نج

(۸۷) المنتظم فی تاریخ الملوك والامم، لابن الجوزی، ط ۱، ۱۳۷۵ھ، جلد ۵ تا ۱۰۔

المنتظم کانسوزمصورہ (نوٹوکائی) المجمع العلیی العراقی میں ہے جو مکمل ہے۔

(۸۸) میزان الاعتدال فی نقد الرجال، للذهبی، تحقیق علی بن محمد البجاوی، مصر، ط

۱، ۱۳۸۳ھ - ۱۹۶۳م

(۸۹) هدية العارفين، اسماء المؤلفين و آثار المصنفين، اسماعیل باشا البغدادی، مکتبہ

المثنی، بغداد۔

(۹۰) وفيات الاعيان و انباء الزمان، لاحمد بن محمد بن خلکان، تحقیق الذکور احسان

عباس، بیروت۔

بسم الله الرحمن الرحيم

تعارف: صفہ فاؤنڈیشن

ہمارے معاشرے میں دعوت دین کا کام کئی وجوہ کی بنا پر غیر موثر ہو کر رہ گیا ہے۔

اولاً: اس کا رنبوت کو ہم نے فرقہ واریت کی جھینٹ چڑھا دیا ہے۔ ہمارے مصنفین اور

محققین کا سارا زور قلم صرف چند فروغی مسائل پر صرف ہو رہا ہے جبکہ دین کی وسیع تر تعلیمات و

اشاعت قریب قریب محل نظر ہے۔

ثانیاً: سیاسی مصلحتوں اور جانبداریوں نے بھی دعوت دین کی روح کو متاثر کیا ہے۔

بعض حلقوں کی طرف سے الہامی ہدایت کی خالص اور نکھری ہوئی توضیح و تشریح کی بجائے من مانی

تعبیرات سے دین کی روح کو مسخ کیا جا رہا ہے۔ علامہ اقبال نے کہا تھا،

خود بدلے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

ہوئے کس درجہ فقہیان حرم بے توفیق

ثالثاً: دین کو ایک ایسے نظام حیات کے طور پر پیش نہیں کیا جا رہا جو انسان کو اس کی نجی

زندگی سے لے کر قومی اور بین الاقوامی زندگی کے ہر نوع مسائل کا حتمی اور قطعی حل فراہم کرتا ہے

بلکہ دعوت دین کو صرف چند فقہی اور اعتقادی مسائل کی تفہیم تک محدود کر دیا ہے

دوابعاً: دعوت دین کے نام پر شائع ہونے والا لٹریچر اکثر یا تو خالص علمی نوعیت کا ہے یا

مناظرانہ مشکلمانہ انداز کا۔ صاف ظاہر ہے کہ ایسا لٹریچر اپنے اندر وہ جاڑہیت نہیں رکھتا جو دلوں کو مسخر

اور اذہان کو مسحور کر سکے اور عامۃ المسلمین کی عملی تربیت کے لیے شوق بنیاد بن کر ان کے عقائد و اعمال

کی اصلاح کے عمل کے لیے ہمیز کا کام دے سکے۔

خاصتاً: مروجہ نظام دعوت و تبلیغ کے اصلاح طلب پہلوؤں کو بھی اجاگر نہیں کیا جا سکا

لہذا اصلاح احوال کے لیے نہ تو فکری بنیادیں فراہم ہو سکیں اور نہ ہی عملی اقدام تجویز کیے جا سکے۔

یہ بھی ایک البیہ ہے کہ ہم نے دین کو صرف عبادات تک محدود کر دیا ہے حالانکہ حسن

معاملات اور ادائیگی حقوق العباد اس کا اہم ترین جزو ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری تبلیغی مساعی بالعموم خدمت خلق اور معاشرتی حقوق کے تصورات سے تہی ہیں جبکہ رفاه عامہ اور معاشرتی فلاح و بہبود ہمارے دین کا طرہ امتیاز ہے۔ یہ کٹھن اور محال کام تبھی مؤثر طور پر پایہ تکمیل تک پہنچ سکتا ہے جب اہل سنت کو باہمی انتشار و افتراق سے نکال کو ان کی شیرازہ بندی کی جائے اور ہر سطح پر اہل سنت کے مابین ایک پائیدار وحدت اور یکجہتی قائم کر دی جائے۔

ان حالات میں کتاب و سنت کی بنیاد پر خالص دینی تعلیمات کی ترویج و اشاعت محض ایک حسرت بن کر رہ گئی ہے۔ کئی افراد امت مسلمہ، دین فہمی کی سچی تڑپ اور لگن رکھنے کے باوجود دین کو سمجھنے سے معذور ہیں، دین کو فلسفیانہ موشگافیوں، متکلمانہ مباحث اور مناظرانہ کشمکش میں اس قدر الجھا دیا گیا ہے کہ وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ اسلام بس دل سے مان لینے کی چیز ہے عقل سے جاننے کی چیز نہیں۔ انہی میں سے بعض اس حال کو پہنچ چکے ہیں کہ وہ دیگر مذاہب کے پیروکاروں کی طرح اسلام کو بھی اپنا فحی معاملہ قرار دے کے رفتہ رفتہ مذاہب سے عملاً کنارہ کش ہوتے جا رہے ہیں بلکہ بعض تو کج روی پر اتر آتے ہیں اور اسلام کا مذاق اڑا دیتے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

ان حالات میں ہم نے چند تخلصین کے تعاون سے اس امید پر صفہ فائڈیشن کی بنیاد رکھی ہے کہ اس کے ذریعے دعوت دین کے کام کو از سر نو منظم، مؤثر اور نتیجہ خیز بنایا جاسکے تاکہ افراد امت مسلمہ کے ذوق دین فہمی کی تسکین ہو سکے اور ان کے عقائد و اعمال کی اصلاح کا سامان ہو سکے، نتیجتاً ان میں دین پر عمل حیرا ہونے کی تحریک پیدا ہو سکے۔ اور خدمت خلق کا داعیہ بیدار ہو سکے اور قرآن حکیم کے تصور اتفاق کو معاشرے میں بالفعل رائج کیا جاسکے تاکہ ہم دکھی، مظلوم اور کمزور افراد کا سہارا بن سکیں اور ان کے دکھوں کا مداوا اور محرومیوں کا ازالہ کر سکیں۔ تفرقہ و انتشار سے بچتے ہوئے باہمی محبت، اخوت اور یکا گت کو فروغ دے سکیں۔

یہاں یہ دعا احت بھی ضروری ہے کہ ہمیں معاصر اشاعتی اداروں کی انتھک جدوجہد اور

ماضی میں دعوت دین کے لیے کی جانے والی گرانقدر خدمات کا کھلا اعتراف ہے بلکہ ہماری ادنیٰ کاوشیں انہی کا تسلسل ہیں۔ ہمیں اپنی کم مائیگی کا بھی پورا پورا احساس ہے۔ اس لیے نہ تو ہم بلند و بانگ دعوؤں کے قائل ہیں اور نہ اپنے بارے میں کسی زعم میں مبتلا ہیں۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی توجہات کے تصدیق سے محض احساس ذمہ داری سے سرشار ہو کر اپنی جدوجہد کا آغاز کیا ہے۔

اغراض و مقاصد:

(1) عصری اور دینی علوم کے امتزاج پر مبنی نصاب تعلیم کے ذریعے ایسے رجال کار کی تیاری جو عصری تقاضوں کے مطابق دین و ملت کی ہمہ پہلو خدمت کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔

(2) عقائد و اعمال کی اصلاح کے لیے کتاب و سنت کی فکر پر مبنی ایمان افروز اور فکر انگیز دعوتی و تبلیغی لٹریچر کی اشاعت۔

(3) ائمہ، واعظین اور خطباء کی تربیت کے لیے مؤثر منصوبہ بندی اور عملی اقدام کے ساتھ ساتھ عامۃ المسلمین کی فکری و روحانی تربیت کے لیے سیمینارز اور مجالس کا اہتمام۔

(4) دکھی انسانیت کی خدمت کے لیے بیت المال کا قیام جس کے ذریعے تعلیم، صحت اور دیگر فاقہ شیعہوں میں معاشرے کے مجبور و مستحق اور محروم افراد کی ہر ممکن مدد کی جاسکے۔

(5) صوفیاء و کرام کے روشن افکار اور اثر انگیز تعلیمات کی ترویج و اشاعت اور مروجہ نظام خانقاہی و دعوت و تبلیغ کے اصلاح طلب پہلوؤں کو اجاگر کرنا اور اصلاح احوال کے لیے ضروری اقدام تجویز کرنا۔

(6) قومی اور بین الاقوامی سطح پر علمی و تحقیقی اور دعوتی و اشاعتی میدانوں میں سرگرم عمل اہل سنت کے اداروں، قلم کاروں اور دانشوروں کی صلاحیتوں کو مؤثر طور پر بروئے کار لانے کے لیے قابل عمل منصوبہ بندی اور عملی تدابیر کرنا تاکہ انہیں خدمت دین کے لیے زیادہ سے زیادہ فلع بخش بنایا جاسکے۔

(7) نوجوان نسل کی علمی و عملی، فکری و نظریاتی اور روحانی و اخلاقی تربیت کا مؤثر اہتمام جس کے ذریعہ وہ انسانیت کی مخلصانہ اور ماہرانہ خدمت کے اہل ہو سکیں۔

(8) نوجوان نسل کو دہشت گردی اور انتہا پسندی کے مضر اثرات سے آگاہ کرنا اور ان میں خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کر کے انہیں مثبت اور تعمیر کا مومن کے لیے بروئے کار لانا۔

(9) انسداد جرائم کے لیے مؤثر منصوبہ بندی اور عملی اقدام کرنا جس کے ذریعے نوجوان نسل کو جرائم اور منشیات کی لعنت سے نجات دلا کر ان میں صالحیت، ایثار اور خدمت خلق کا جذبہ بیدار کیا جاسکے۔

(10) مرکزی دارالافتاء کا قیام، جس کے ذریعے مختلف النوع، اہم ترین اور حساس معاملات پر اہل سنت کے متوقف کی بھرپور ترجمانی ہوتا کہ اجتماعی رائے قائم کی جاسکے۔

منصوبہ جات (ان شاء اللہ)

☆..... افادۂ عام کے لیے آسان، عام فہم، اور دلنشین لٹریچر کی اشاعت اور اس کی تقسیم (نوٹ) فاؤنڈیشن ہذا کے زیر اہتمام مختلف اہم موضوعات پر اب تک متعدد کتب ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو چکی ہیں۔ اور فاؤنڈیشن کے مخلص اراکین کی وساطت سے ملک اور بیرون ملک ہزاروں افراد میں مفت تقسیم ہو چکی ہیں۔ یہ سلسلہ بھمد اللہ تعالیٰ نہ صرف جاری و ساری ہے بلکہ روز افزوں ہے۔

☆..... اندرون اور بیرون ملک متلاشیان علم دین کے لیے خصوصی خط و کتابت کورسز کا اجراء جس کے تحت انہیں صرف ڈاک کے اخراجات ادا کرنے پر کورسز مہیا کیے جائیں گے، اختتام پر کامیاب شرکاء کو اسناد جاری کی جائیں گی۔

☆..... ائمہ و اعظمین اور خطباء کی تربیت کے لیے مختصر و درلجے پر مشتمل رٹرنیش کورسز کا انعقاد جن کے ذریعے انہیں قومی اور بین الاقوامی سطح کے نامور علماء کرام کے مواعظ سے استفادہ کا موقع فراہم کیا جائے گا۔



www.suffahfoundation.com

info@suffahfoundation.com

www.facebook.com/suffahfoundation

صَفْہ فاؤنڈیشن